اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ

قال الحسن البصری فی التفسیر الابرار الذین لایوذون الذره

حقوقِ البہائم

یعنی جانوروں کے حقوق و واقعات

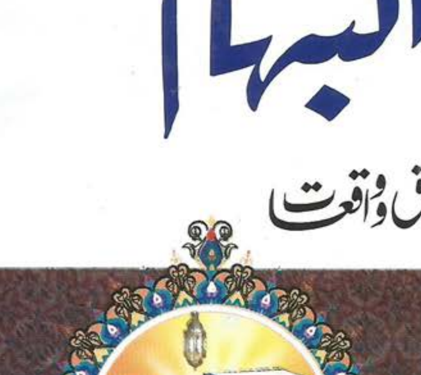

پیرِ طریقت حضرتِ اقدس مولانا **اختیار الملک** دامت برکاتہم

دیوبندی، حنفی چشتی نقشبندی قادری سہروردی

خلیفہ مجاز

سلطان العارفین قطبِ وقت

حضرت مولانا **محمد اشرف خان** سلیمانی نور اللہ مرقدہ

خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ محلہ چھٹی ڈھیری
برلب شاہراہ ریشم تحصیل و ضلع مانسہرہ
ہزارہ ڈویژن صوبہ خیبر پختونخواہ

خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ گاؤں پوڑہ شریف
ڈاک خانہ کوزہ بانڈہ، تحصیل و ضلع بٹگرام
ہزارہ ڈویژن صوبہ خیبر پختونخواہ

جمله حقوق بحقِ مؤلف محفوظ هیں

نام: .... حقوق البہائم یعنی جانوروں کے حقوق وواقعات
مؤلف: .... حضرت اقدس مولانا اختیار الملک صاحب مدظلہم العالی
مرتب: .... محمد بلال فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
سن اشاعت: ۱۴۳۶ھ (2015ء)
طباعت: .... دوم
تعداد بار اوّل ۵۰۰

ملنے کے پتے

خانقاۂ اشرفیہ گلشنِ چشتیہ گاؤں پوڑہ شریف
ڈاک خانہ کوزہ بانڈہ تحصیل وضلع بٹگرام
ہزارہ ڈویژن صوبہ خیبر پختونخواہ

خانقاۂ اشرفیہ گلشنِ چشتیہ محلّہ چٹی ڈھیری
برلب شاہراۂ ریشم تحصیل وضلع مانسہرہ
ہزارہ ڈویژن صوبہ خیبر پختونخواہ

موبائل نمبرز:
0313-5818618
0341-9220418
0314-5022157
0301-8130396
0346-9646044

حقوق البہائم ۲۰
قرآن کریم میں تذکرۂ حیوانات ۲۰
تذکرۂ حیوانات احادیث کی روشنی میں ۲۴
مواشی ۲۴
پروانہ ۲۴
کُتا ۲۴
مچھلی ۲۵
مینڈک ۲۵
پرندے ۲۵
ہرن ۲۵
بچھو ۲۵
کوّا ۲۶
شیر ۲۶
پہاڑی بکرا ۲۶
بھیڑیا ۲۶
ٹٹو (خچر) ۲۶
نیل گائے ۲۷
پسو ۲۷
مرغی ۲۷
کیڑا ۲۷
مکھی ۲۷
چیونٹی ۲۷
بکری کا بچہ ۲۸
اُونٹنی ۲۸
خنزیر ۲۸
گھوڑا ۲۸

ٹڈی ۲۹
اژدھا ۲۹
لومڑی ۲۹
سرخاب ۲۹
گدھا ۲۹
کبوتر ۲۹
مخصوص جانوروں کی نعمت کا قرآن مجید میں ذکر ۳۰
حضور ﷺ کی بکریوں کے نام: ۳۶
حضور ﷺ کی اونٹنیوں کے نام: ۳۶
حضور ﷺ کے گھوڑوں کے نام: ۳۷
حضور ﷺ کی دودھ والی اونٹنیوں کے نام: ۳۷
بدخلقی ایذارسانی اور ترک رحم ۳۸
جانوروں کے ساتھ سلوک اور ان کا ذبح: ۳۸
جانوروں کے حقوق ۴۱
جب بھیڑیا بول پڑا ۴۱
نبی کریم ﷺ سے جانوروں کی گفتگو ۴۲
اُونٹ کی فریادرسی ۴۳
یہی واقعہ دوسری کتاب میں کچھ اس طرح سے ہے ۴۳
ہرنی کا کلام کرنا اور اس کو آزاد کرانا ۴۳
یہی واقعہ دوسری جگہ اس طرح آیا ہے ۴۴
سلیمانی دربار میں جانوروں کا مقدمہ ۴۴
ہرن کا واقعہ ۴۵
گائے کا کلام یا تنبیہ ۴۵
کتے کو قتل کرنے اور پالنے کا حکم: ۴۶
کتے کی پیدائش کا واقعہ ۵۱
مخلوق کی خیر خواہی ۵۲

محسنین کون؟ ۵۳

بکری کی بیمار پرسی ۵۴

بلیوں کا کلام ۵۴

گدھا بتائے ہوئے وقت پر جنگل میں چرنے کے بعد حاضر ہو جاتا ۵۵

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مہمان کے لئے ہرن اور پرندے کا حاضر ہونا ۵۵

جانور کو بلا ضرورت و مصلحت قتل کرنے کا گناہ اور وبال: ۵۶

حضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت...... لاغر بکری دودھ سے بھر گئی ۵۸

سانپ کا انڈہ پھٹا اور بینائی چلی گئی ۵۹

جانور آپ ﷺ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے ۶۰

ہرنی کا حضور ﷺ کو سلام ۶۰

سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لینے والے صحابی ۶۱

غیب سے بکری آئی اور چار سو صحابہ کو دودھ پلا گئی ۶۱

نوح علیہ السلام کے نام مبارک کی وجہ تسمیہ ۶۲

چڑیا کی محبت اور بزرگ کا حسن سلوک ۶۲

حضرت ایوب علیہ السلام کی کیڑوں سے محبت ۶۳

جانوروں پر رحم اور ان کے حقوق کی رعایت کی تاکید ۶۵

فاختہ کی حضور ﷺ سے گفتگو ۷۰

حضور ﷺ پر کبوتروں کا سایہ ۷۰

پرندے نے حضور ﷺ کے موزے مبارک کو صاف کیا ۷۱

سست گھوڑے کی تیز رفتاری کی وجہ ۷۱

بھیڑ کا حضور ﷺ کو سجدہ ۷۱

حضور ﷺ کی دعا سے مردہ بکری زندہ ہو گئی ۷۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پرندے کے بچاؤ کے لیے گوشت کا عطیہ: ۷۳

بلی کی خدمت: ۷۳

مکھی کی وجہ سے بخشش ۷۳

مچھر کا خون: ۷۴

جانوروں کو منحوس سمجھنے اور ان سے شگون لینے کی ممانعت ۷۴

بلی کے بچے کی وجہ سے بخشش (بلی کا حق اور اس کی دیکھ بھال) ۷۸

اُونٹ کا حق ۷۸

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور چیونٹی ۸۰

ایک بزرگ کا کتے سے حسن سلوک ۸۰

غلو، خیانت، حق تلفی ۸۰

عجیب وغریب بکری (مہمان نوازی کا عوض) ۸۱

کتے کے ذریعے بخشش ۸۲

ایک بزرگ اور سانپ کی حکایت ۸۳

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ اور کتا ۸۳

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ اور پرندہ ۸۴

دیک علیہ السلام ۸۴

اوقات نماز میں اذان دیتا ہے ۸۵

صبح کو پرندے اپنے پر کیوں پھڑ پھڑاتے ہیں ۸۵

طوالت وعظمتِ جسم ۸۵

دنیا کے مرغ فرشتوں کی تسبیح کا جواب دیتے ہیں ۸۶

مرغ کی اذان کی وجہ ۸۶

دیک علیہ السلام کی تسبیح سے کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے ۸۶

مرغ کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرنا: ۸۷

مرغ کا حق ۸۷

قدرتی مؤذن: ۸۸

مرغ کی ایک حکایت: ۸۸

ہرنی پر اسم محمد ﷺ کے نقوش: ۸۸

بکرے کی پیشانی پر اسمِ محمد ﷺ: ۸۹

گدھے کے آنسو: ۸۹

رحمۃ اللعالمین ﷺ کی رحمت کا ایک واقعہ: ۹۰

جنت کی اُونٹنی: ۹۱

ایک مکھی کی وجہ سے ایک آدمی جنت میں اور ایک آدمی دوزخ میں گیا: ۹۲

ایک چیونٹی کی دعا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا: ۹۲

منہ میں سانپ: ۹۳

کتے کی خدمت: ۹۳

سانپ اور بچھو کو قتل کرنے کا حکم: ۹۴

بچھو کے ذریعے حفاظت: ۹۸

کتے کی وجہ سے فاحشہ عورت کی بخشش ۹۹

ایثار کا صلہ (کتے کا حق ادا کرنے پر) ۱۰۱

تیتر کا دعویٰ: ۱۰۱

دو بیل: ۱۰۲

مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت: ۱۰۲

چیونٹیوں کو قتل کرنے کا حکم: ۱۰۴

شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور چیونٹیاں ۱۰۵

چیونٹی کا حق ۱۰۵

واقعہ شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶

ایثار کا جذبہ (یعنی کتے کا ایثار) ۱۰۶

کیڑے کے قتل کی سزا ۱۰۷

بلی کی تربیت کا عجیب انداز: ۱۰۷

بلی جیسا مراقبہ ۱۰۸

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کتے کا کلام ۱۰۹

کرشمہ ۱۰۹

جانور کو آگ میں جلانے کی ممانعت: ۱۱۰

جانور کو قتل و ذبح کرنے کے متعلق شریعت کی ہدایات: ۱۱۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سواری کے جانور بھی احترام کرتے: ۱۱۶

پرندے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک سے سانپ نکال دیا: ۱۱۶

۹۷۴ھ میں ملنے والی بکری: ۱۱۶
گائے کا ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۱۷
پرندہ پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۱۷
بکری پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش: ۱۱۷
ایک کان پر کلمہ، دوسرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۱۷
ہرنی کے مبارک کان: ۱۱۸
غیبی پرندہ اور انوکھا بادام: ۱۱۸
حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی: ۱۱۸
گبریلا: ۱۱۹
بطخ چور: ۱۲۰
نیک عادت: ۱۲۱
کتوں سے سبق: ۱۲۱
جانور کو خصّی کرنے کا حکم: ۱۲۲
شیخ الکلاب (کتوں کا شیخ) ۱۲۵
حضرت اقدس مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور سانپ ۱۲۶
کتے پر اثرِ ولی ۱۲۶
کیڑے کی حق تلفی وسزا ۱۲۷
حضرت شبلی کی بلی کے بچے کی وجہ سے بخشش ۱۲۷
دس جنتی جانور ۱۲۸
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی ۱۲۹
ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا ۱۲۹
سخاوت ابراہیمی ۱۳۰
حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا ۱۳۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے ۱۳۴
حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ۱۳۷
حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا ۱۳۹

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی ۱۴۱
بلقیس کا ہُد ہُد ۱۴۲
اصحابِ کہف کا کتا قطمیر ۱۴۴
صالح علیہ السلام کی اُونٹنی ۱۴۷
سید احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس اللہ سرہٗ ۱۴۸
حقوق البہائم کے حوالہ سے ان کے واقعات ۱۴۹
بلی سوگئی ۱۴۹
انسان کا دل درد مند ہوتا ہے ۱۵۰
چوہے کو قتل کرنے کا حکم: ۱۵۰
گرگٹ اور چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم: ۱۵۱
مرے ہوئے حلال جانور کا حق ۱۵۴
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی ۱۵۴
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا اکرامِ کلب ۱۵۶
بلی کے بچے کے سبب بخشش ۱۵۷
حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی ومناقب ۱۵۷
گدھے کا حق: ۱۵۸
مختصر سوانح حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۸
کتے کو نہ جگایا ۱۶۰
جانور سے بدفعلی کی ممانعت اور اس کا وبال ۱۶۰
چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے حد لازم ہوگئی یا تادیبی تعزیر؟ ۱۶۲
حیوانات کا بھی زنا سے انکار اور اس سے دور رہنا: ۱۶۳
ھکا بکا: ۱۶۴
بلی فروش کے بارے میں: ۱۶۴
چوپائیوں کے متفرق حقوق ۱۶۴
قبر اور کتا: ۱۶۵
چھپکلی بولی ۱۶۵

جانوروں کو لڑانے یا ان کے ساتھ لڑنے کی ممانعت ۱۶۶

کتے کی دس خصلتیں ۱۶۸

پرندوں کی بولیاں ۱۶۹

اُلّو کے جوابات: ۱۷۲

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا درندوں کے نام خط: ۱۷۳

چڑیا کی امام علی رضا سے گفتگو: ۱۷۴

وحشی درندوں پر بھی حکومت ۱۷۴

پرندوں کا پالنے اور پنجرے میں رکھنے کا حکم ۱۷۵

کبوتر بازی کی ممانعت ۱۷۹

کبوتر باز سے بزرگ کا حسن سلوک: ۱۸۰

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۱

سلسلۂ قادریہ میں بیعت ۱۸۱

واقعہ ۱۸۲

چڑیا کی بے آرامی محسوس کر کے سفر ملتوی کر دیا ۱۸۲

حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ وکوئل کی شکایت ۱۸۲

مجدد اعظم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ ۱۸۳

ولادت مبارکہ عجیبہ ۱۸۳

عدل وانصاف کا واقعہ ۱۸۴

کتب بینی قطب بینی ۱۸۵

مرغیوں کی عدم دیکھ بھال پر واردات کا بند ہونا ۱۸۵

مکھی اور مچھر کو قتل کرنے کا حکم: ۱۸۶

ایک بزرگ کی مغفرت بوجہ مکھی ۱۸۹

جانوروں کا سب سے بڑا حق ترکِ گناہ ہے ۱۹۰

دنیا کی بڑی بڑی آفتیں اور مصائب انسانوں کے گناہوں کے سبب سے آتے ہیں ۱۹۱

متفرق مختصر دلچسپ معلومات ۱۹۲

حضرت آدم علیہ السلام نے پرندہ پالا ۱۹۳

صبر وحلم کی انتہا (موسیٰ علیہ السلام کا بکری کو اپنے کندھے پر اٹھانا) ۱۹۴
دس پرندے جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے: ۱۹۵
آکٹوپس ۱۹۶
کینگرو ۱۹۶
مصنوعی مرغی ۱۹۶
شہد کی مکھی ۱۹۶
اوسط عمریں ۱۹۷
بلی ۱۹۷
اُلّو ۱۹۷
بارہ سنگھا ۱۹۸
شیرنی ۱۹۸
بکریوں کا حضور ﷺ کو سجدہ: ۱۹۸
حضور ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولنے والے کو سانپ نے ڈس لیا ۱۹۹
امام احمد رحمہ اللہ کے لیے پرندوں کی بے قراری ۱۹۹
مخلوقِ خدا پر شفقت وجۂ مغفرت: ۲۰۰
موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم: ۲۰۰
قضاء وقدر کے سامنے بے بسی ۲۰۲
شہد کی مکھی ۲۰۴
رانی ملکہ ۲۰۴
کارکن مکھیاں ۲۰۴
نگران مکھیاں ۲۰۴
نکھٹو مکھیاں ۲۰۵
مور ۲۰۵
نیولا ۲۰۵
بکری ۲۰۵
ابابیل ۲۰۶

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹیوں کی ملکہ کے درمیان مکالمہ ۲۰۶

مچھلی ۲۰۸

بندر ۲۰۹

شیر ۲۰۹

شترمرغ ۲۰۹

کبوتر ۲۱۰

مرغابی ۲۱۰

شاہین ۲۱۰

طوطا ۲۱۰

پینگوئن ۲۱۰

ہمنگ برڈ ۲۱۰

افریقی ہاتھی ۲۱۰

دیمک ۲۱۱

چیونٹی ۲۱۱

کالی بیوہ مکڑی ۲۱۱

اُونٹ ۲۱۱

عثمانی غلام کی سخاوت وایثار: ۲۱۲

حضرت مولانا آزاد رحمہ اللہ کی فراست ۲۱۳

جانوروں کی وجہ سے رزق اور بارش کا حصول ۲۱۳

عورت کا صاف ستھرے شاندار محل میں اچانک ایک مکڑی کے ذریعہ ہلاک ہونے کا ایک واقعہ ۲۱۶

(شاندار اور پختہ محلات انسان کو موت سے نہیں بچا سکتے): ۲۱۶

بندر محض سونگھنے سے زہر کا ادراک کرلیتا ہے اور اس (زہر) کا تریاق بھی جانتا ہے ۲۱۸

جانور پر سب وشتم اور لعن طعن کرنے کا وبال ۲۱۹

سونے کی سوئیاں لانے والی مچھلیاں: ۲۲۲

کتے کا گستاخِ رسول ﷺ پر حملہ: ۲۲۴

جانوروں کو تکلیف پہنچانا اور استطاعت سے زیادہ کام لینا ۲۲۴

ایسے چوپایہ جانوروں کا ذکر جن کی باتیں انسان کے مشابہ ہیں ۲۲۷

مکھی کی ذکاوت ۲۲۷

بندر کی ذکاوت نے کمال عدل کا تماشا دکھایا ۲۲۷

کتا اور اس کی وفاداری کے چند واقعات ۲۲۸

کتے کی وفاداری کا پہلا واقعہ ۲۲۸

دوسرا واقعہ ۲۲۹

تیسرا واقعہ ۲۳۰

حارث بن صعصعہ کا وفادار کتا ۲۳۱

چوتھا واقعہ ۲۳۲

کتے سلامتی کا باعث ۲۳۲

کتے کی شکار کرنے میں سمجھداری ۲۳۳

چوہے کی ذہانت ۲۳۴

استقلال کامیابی کی دلیل ہے (بلی کا سبق) ۲۳۴

بچاؤ والا تیتر ۲۳۴

جانوروں سے متعلق عرب کے محاورات ۲۳۵

مکاء پرندے کا سانپ کو مارنا ۲۳۵

سلیمانی لشکر اور ہدہد کی دعوت ۲۳۶

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑھیا کا عجیب جواب ۲۳۶

رنجیت سنگھ اور گائے ۲۳۷

غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کے ڈسنے کا واقعہ: ۲۳۷

کتے کی خدمت کا صلہ ۲۳۸

جانوروں پر سفر کرتے وقت ان کے حقوق کی رعایت ۲۳۸

پتھر سے پرندہ نکلا جس کے منہ میں کاغذ پر کلمہ لکھا ہوا تھا: ۲۴۱

ریچھ کا پانی کا سبز گھڑا لا کر پیش کرنا: ۲۴۱

گھڑے میں فرشتوں کا پانی ڈالنا: ۲۴۱

ناگاہ گھڑے کا نگاہوں سے غائب ہو جانا: ۲۴۲

ایک بادشاہ کی توبہ کا واقعہ ۲۴۲

جانور کو نشانہ بازی اور قتل کے لئے باندھ کر رکھنے کا گناہ ۲۴۳

جانور کے اعضاء تلف کرنے اور جانور کو مثلہ بنانے کا وبال ۲۴۴

جانور کی پونچھل وغیرہ کاٹنے کی ممانعت ۲۴۵

جانور کے چہرے پر مارنے اور داغ دینے کی ممانعت ۲۴۷

حق تعالیٰ کی قدرت عجیبہ (چٹان کے اندر کیڑے کو خوراک، گوشت اور سبزی مہیا کرنا) ۲۴۸

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ: ۲۴۹

قریش کا تعارف: ۲۴۹

قریش مچھلی کا عجیب واقعہ: ۲۵۰

سلیمان علیہ السلام کی دعوت ۲۵۱

جانور کو غیر محل میں استعمال کرنے کی ممانعت ۲۵۱

سانپ کا بزرگ کی حفاظت کرنا: ۲۵۲

قبیلہ کرد کے مشہور ڈاکو کی توبہ کا عبرتناک قصہ ۲۵۲

ایک ٹھکانے پر رہنے والے جانوروں کی ذہانت ۲۵۴

کبوتر اور کبوتری کا طریقہ ۲۵۴

اژدھا کی مادہ اژدھا ہلاک ہوجائے تو دوسری سے میل نہیں کھاتا ۲۵۵

مکڑی کی ہوشیاری ۲۵۵

لومڑی کی ہوشیاری ۲۵۵

چمگادڑ کی ہوشیاری ۲۵۶

حرام کھانے کی وجہ سے ایک گھوڑے کی نافرمانی ۲۵۶

گیت یا حدی خوانی کا اثر: ۲۵۶

حاضر جوابی: ۲۵۷

چیونٹے اور چیونٹی کی ذخیرہ اندوزی ۲۵۸

سانپ کی چالاکی و ہوشیاری ۲۵۹

یربوع (جنگلی چوہا) ہمیشہ اپنا بل سخت زمین میں بناتا ہے ۲۵۹

ہرن ہمیشہ اپنی کھوری میں پچھلے پاؤں داخل ہوتا ہے ۲۵۹

مادہ بجو کا طریقۂ پیدائش ۲۶۰
گدھ بہت حریص ہوتا ہے ۲۶۰
سید تاج الدین شیر سوار: ۲۶۰
کتوں کی دعوت ۲۶۰
ابن عرس (نیولے) کی ذہانت کا عجیب وغریب واقعہ: ۲۶۱
حضرت نوح علیہ السلام اور سانپ بچھو سے حفاظت: ۲۶۱
بلی کی نگاہ کا اثر ۲۶۲
شیر کا بکری کو شکار کرنا ۲۶۲
مچھر خون کا عاشق ہے، مچھر کی زندگی خون میں ہے ۲۶۲
شہباز شکار کی جستجو کی پرواہ نہیں کرتا ۲۶۲
بارہ سنگھے کی ذہانت ۲۶۳
شہد کی مکھیاں اپنا علاج جنگلی شاہترہ سے کرتی ہیں ۲۶۳
شہباز اپنے جگر کا علاج خرگوش اور لومڑی کے جگر سے کرتا ہے ۲۶۳
چوہا بچھو کو مادیتا ہے ۲۶۳
ریچھنی کی ذہانت ۲۶۴
مچھلی کی جال سے نکلنے کی کوشش ۲۶۴
چیتے کی ذہانت ۲۶۴
کیڑے کا کلام: ۲۶۴
کھٹمل چور مچھر بہادر ۲۶۵
سانپ کو مار کر فدیہ ادا کرنا: ۲۶۵
ایک چیونٹی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے معافی مانگنا ۲۶۶
دریا میں گھوڑے دوڑا دیئے ۲۶۶
امام کی ستر پوشی کا انتظام ۲۶۸
گھوڑوں اور اونٹوں کے درمیان دوڑ کا حکم ۲۶۸
پرندے کا تلاوت کرنا: ۲۷۳
ایک پرندے کا ولی اللہ کی اطاعت کرنا: ۲۷۴

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں: ۲۷۵

نماز فوت ہو جانے کی تاب نہ لا سکے ۲۷۶

لومڑی کی ذہانت اور چالاکی ۲۷۷

تیرے بعد مجھے کوئی ریاکار دھوکہ نہ دے (ایک محاورہ) ۲۷۸

میں اپنی ذات کے لئے دوڑتا ہوں اور کتا اپنے مالک کے لئے ۲۷۹

مچھلی کا چیل کو ذہانت سے بھرپور جواب ۲۸۰

ہرن اور بجّو کا مکالمہ ۲۸۱

لومڑی کی چالاکی ۲۸۲

میں تجھ سے بھلائی نہیں چاہتا (بس) مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہ ۲۸۳

بھلا کیا خرابی ہے: ۲۸۴

امن کا نغمہ: ۲۸۵

حیواناتِ متحدہ: ۲۸۷

لسانِ عشق معذور ہوتی ہے: ۲۸۹

عقل سے تم کام لو دشمن اگر ہے سامنے: ۲۹۰

لالچ بُری بلا ہے: ۲۹۱

شیر کا مچھر سے معافی مانگنا: ۲۹۲

چالاک لومڑی: ۲۹۳

وفادار ہاتھی: ۲۹۴

دو نادر مقدمے اور عجیب فیصلے یا قصہ گدھے کی حجامت بنانے کا: ۲۹۵

برائی کرنے والے سے احسان کرنا: ۲۹۷

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دسترخوان پر پرندہ کا کھانا کھانا: ۲۹۸

بے زبان جانور کی دعا کا انعام ۲۹۹

شجرۂ طیبہ مشائخ چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ۳۰۰

خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ کے نظام الاوقات ۳۰۲

سلسلہ چشتیہ میں نسبتِ عینیت کا زور ہے ۳۰۳

علامہ قشیری نور اللہ مرقدہ کا ارشاد ۳۰۴

مقصد تالیف

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی النبی الامی الذی لانبی بعدہ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝

قال الحسن البصری فی التفسیر الا برار الذین لایؤذون الذرۃ

آج کل عام طور سے حقوق اللہ وحقوق العباد ہی پر زور دیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف ان دو کا عامۃ الناس کو علم ہے جبکہ حقوق البہائم جوان دونوں کے ہم پلہ ہے پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی عامۃ المسلمین اس کے حق کو جانتے ہیں۔

حالانکہ جس طرح حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی از بس ضروری ہے اسی طرح ان کی بھی ادائیگی ضروری ہے۔ اس لیے اگر کوئی بہائم کا حق ادا نہ کرے تو وہ محسنین کی صف سے خارج ہے اور حدیث شریف میں ارشاد ہے ”کہ ایک عورت نیک پارسا تھی۔ ایک بلی کو پال رکھا تھا لیکن اس کو کھانے پینے کے لئے نہ چھوڑتی تھی۔ نہ خود کچھ ڈالتی تھی اس وجہ سے اس کو جہنم میں داخل کر دیا گیا اور ایک فاحشہ عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو جنت میں داخل کر دیا گیا۔“

حقوق البہائم پر اس سے پہلے کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری ممکن ہے ہو اس موضوع پر یہ پہلی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب میں جتنے واقعات مل سکے وہ رقم کر دیے ہیں اور ان شاء اللہ اگر مزید ملے تو تیسرے ایڈیشن میں ان کو شامل کیا جائے گا۔

﴿۱﴾......اصل مقصدِ تالیف یہ ہے کہ کوئی اس سے مستفید ہو جائے تو یہ بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔

﴿۲﴾......دوسری بات یہ کہ اولیاء اللہ کی حکایات میں ایک اثر وکشش ہے اور ارشاد ہے

”ذکر الا نبیاء من العبادہ و ذکر الصالحین کفارۃ“

دراصل ہر شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ اللہ کی عطا ہے جس کو دے اور جس سے چاہے کام لے لے انسان محض ذریعہ ہے۔

ایں دولت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ
کرتے تو سب کچھ آپ ہیں کرتے کسی کا نام ہیں

﴿۳﴾......تیسری بات یہ کہ یہ بھی صدقہ جاریہ ہے جب تک کوئی پڑھتا رہے گا عمل کرتا رہے گا ثواب ملتا رہے گا۔

ومامن کاتب الا سیفنیٰ   ویبق الدھر ما کتبت یداہ

’’عنقریب ہر لکھنے والا فنا ہو جائے گا۔ مگر جو کچھ اس کے ہاتھوں نے لکھا وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔‘‘
اللہ تعالیٰ اس پر ہمیں اور تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

بحرمت سید المرسلین و شفیع المذنبین سیدنا محمد ﷺ و بحرمت سیدی ومرشدی
نور اللہ مرقدہ

العبد المذنب حقیر وفقیر اختیار الملک عفا اللہ عنہ
خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ محلّہ چٹی ڈھیری تحصیل وضلع مانسہرہ

و

خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ گاؤں پوڑہ شریف ڈاک خانہ کوزہ بانڈہ تحصیل وضلع بٹگرام

عرض مرتّب

قطبِ دوران، غوثِ زماں، مخدوم العلماء والصلحاء، امام الاولیاء والازکیاء، حکیم العصر، امام ربانی......بقیۃ السلف، پیکرِ جمال وجلال، بحرِ بیکراں، آفتاب و ماہتابِ شریعت وطریقت، شیخ المشائخ، عارف باللہ، سیدنا، سندنا، مرشدنا ومولانا حضرتِ اقدس مولانا اختیار الملک صاحب مدظلہم العالی، دیوبندی، حنفی، چشتی نقشبندی، قادری، سہروردی کی ذاتِ مبارکہ محتاجِ تعارف نہیں۔ ان گرامی قدر ہستی کی تعریف کے لیے کلمات نہیں،

ہاں جب ان کا نام مبارک تصور میں آتا ہے تو بے ساختہ لب پہ یہ اشعار آجاتے ہیں

درکف جامِ شریعت درکفِ صندان عشق ہر ہوس نا کہ نداند جام و صنداں باختن
کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

بلاشبہ حضرت اقدس کی ذاتِ مبارکہ ہم سب کے لیے سایۂ رحمت ہے۔ علم ظاہری اور خصوصاً علم باطنی کا جو فیض، حضرت کے ذریعے سے پھیل رہا ہے وہ اظہر من الشّمس ہے۔ اسی فیض کی ایک کڑی یہ کتاب مبارکہ ”حقوق البہائم یعنی جانوروں کے حقوق و واقعات“ ہے۔ حضرت اقدس کی دلی آرزو وشوق کو دیکھتے ہوئے اور احباب کے درمیان اول ایڈیشن کی ازحد دلچسپی کے پیش نظر مرتب نے مزید اضافہ کے ساتھ اس کو مرتب کیا۔

اس سلسلہ میں مرتب عاطف علی پاشا اور محمد شوکت کا انتہائی شکرگزار ہے، جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کمپوزنگ، وتصحیح الاغلاط کے ساتھ ساتھ مناسب ومفید تبدیلیاں فرما کر کتاب کی زینت کو دوبالا کردیا۔

اس کے علاوہ مرتب فیصل شہزاد مغل کا بھی انتہائی شکرگزار ہے کہ جنہوں نے اپنا ذاتی لیپ ٹاپ کتابت کے لیے وقف کر کے امورِ کتابت میں آسانی پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی جان، مال، اولاد اور وقت میں برکت عطا فرمائے اور حضرت کے فیض سے ان کو اور ان کے پورے خاندان کو مستفید فرماتے ہوئے سلسلہ کی اشاعت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرما کر ناکارہ سمیت تمام مریدین، متعلقین، عاشقین، صادقین اور عامۃ

المسلمین کو اس سے استفادہ و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کو صحتِ کاملہ، عاجلہ، دائمہ، مستمرہ عطا فرماتے ہوئے ان کا سایۂ رحمت ہم سب پر دیر تک اور دور تک قائم و دائم رکھے اور دونوں خانقاہوں کو نفخِ صور تک سرسبز و شاداب رکھے۔ (آمین ثم آمین)

بحرمۃِ سید المرسلین و شفیع المذنبین سیدنا محمد ﷺ و بحرمۃ سیدی و مرشدی دامت برکاتہم العالیہ

طالب دُعا: ناکارہ **محمد بلال**، فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور (پنجاب) پاکستان

حقوق البهائم

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

قرآن کریم میں تذکرۂ حیوانات

آیات قرآنیہ میں حیوانات کا تذکرہ ہے (یعنی ان کا نام کام وفوائد وانسان کا تابع ہونا)۔ یہاں صرف ان حیوانات کے نام لکھے ہیں جو آیاتِ قرآنیہ میں آئے ہیں اور وہی آیت مختصراً لکھی گئی ہے۔

اُونٹ: اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۞

بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟

خچر: وَ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ (طہ ج)

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کا سامان ہے اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

گھوڑا: وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۞

اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی

گدھا: مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۞ (۶۲،۵)

جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی حالت اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے۔

بھیڑیا: وَ اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۞ (۱۲،۱۳)

اور میں ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو

بندر: فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (۲،۶۵)

تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل

شیر: فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۞ (۷۴، ۵۱)

بھاگے ہیں غل مچانے سے

خنزیر: وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۞ (۲، ۱۷۳)

اور سؤر کا گوشت اور جس جانور پر اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

مچھر: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً ۞ (۲، ۲۶)

بے شک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال مچھر کی

بچھڑا: ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ ۞ (۲، ۵۱)

پھر تم نے بنالیا بچھڑا یعنی معبود

سانپ: فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۞ (۷، ۱۰۷)

جب ڈال دیا اس نے اپنا عصا پس وہ اس وقت ہوگیا اژدھا صریح

ٹڈی: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ ۞ (۷، ۱۳۷)

پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی

مینڈک: وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۞ (۷، ۱۳۷)

اور مینڈک اور خون بہت سی نشانیاں

جوئیں: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ ۞ (۷، ۱۳۷)

پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی اور چچڑی

اُونٹ: وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ ۞ (۶، ۱۴۴)

اور اونٹ میں سے پیدا کیے دو قسم

گھوڑا: وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ ۞ (۸، ۶۰)

اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے

چیر پھاڑنے والے جانور: وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۞ (۶، ۱۴۶)

اور یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور

کتا: فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ☼ (۷،۱۷۶) وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ☼ (۱۸،۱۸)

تواس کا حال ایسا جیسا کتا............اوران کا کتا پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر

مچھلی: فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ☼ (۱۸،۱۶۳)وَذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا ☼ (۲۱،۸۷)

سو میں بھول گیا مچھلی اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ ہوکر

بھیڑ: ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ ☼ (۶،۱۴۳)

پیدا کئے بھیڑ میں سے آٹھ نر اور مادہ۔

دنبی: قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ☼ (۳۸،۲۴)

بولا البتہ وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کے لیے۔

بٹیر: وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ☼ (۲،۵۷)

اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور تم پر مَنْ و سلویٰ اتارا۔

کوّا: فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ ☼ (۵،۳۱)

پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدتا تھا۔

بکری: ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِاثْنَيْنِ ☼ (۶،۱۴۳)

پیدا کیے آٹھ نر مادہ بھیڑ سے اور بکری میں سے دو قسم

بکرا: وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ ☼ (۶،۱۴۶)

اور گائے اور بکری میں سے اُن پر ان کی چربی حرام کی تھی

مکھی: لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ ☼ (۲۲،۷۳)

ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

مکڑی: مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا من دونِ اللّٰهِ اولياء كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ☼ (۲۹،۴۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں، ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودہ مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ اگر وہ جانتے۔

ہُد ہُد: وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَا اَرَی الْھُدْھُدَ اَمْ کَانَ مِنَ الْغَائِبِیْنَ ۞ (۲۷،۲۰)

خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا: کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہد ہد کو کیا کہیں غائب ہو گیا ہے؟

شہد کی مکھی: وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا ۞(۱۶،۶۸)

اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر

گائے: اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ۞ (۲،۶۷)

اللہ فرماتا ہے کہ تم ذبحہ کرو ایک گائے

ہاتھی: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۞(۱۰۵،۱)

کیا تم نے نہیں دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ

ابابیل: واَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ (۱۰۵،۳)

اور بھیجے ان پر اُڑتے جانور ٹکریا ٹکریا

چیونٹی: قَالَتْ نَمْلَۃٌ یٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ (۲۷،۱۸)

کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں

اُونٹنی: ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃ (۷،۷۳)

یہ اُونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لئے نشانی

بچھڑا: فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذ (۱۱،۶۹)

پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا

گابھن اُونٹنیاں: وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ

جب دس مہینے کی گابھن اُونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں

جنگلی جانور: وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (۸۱،۴)

اور جب جنگل کے جانور جمع ہو جائیں

اُونٹ: وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ (۲۲،۳۶)

اور قربانی کے اُونٹ وغیرہ کو ہم نے دین کی یادگار بنایا ہے۔

وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (۱۶،۸۰)

اور اُن کی اُون اور اُن کے روؤں اور اُن کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدہ کی چیزیں ایک مدت تک کے لیے بنائیں۔

* * * * * * *

تذکرۂ حیوانات احادیث کی روشنی میں

حیوانات کا تذکرہ احادیثِ مبارکہ میں بھی آیا ہے یہاں چیدہ چیدہ حیوانات کا تذکرہ کیا گیا ہے

مواشی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج غائب ہو جائے۔ اپنے مویشیوں اور بچوں کو کھلا مت چھوڑو۔ یہاں تک کہ '' **فحمته** ''عشاء ختم ہو جائے''

پروانہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے مقابلے میں میری مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس نے آگ جلائی اور اس پر پروانے اور بھنگے آنے شروع ہوئے۔ وہ شخص انکو اس آگ میں گرنے سے روک رہا ہے۔ مگر وہ ہیں کہ گرتے جاتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی تمہارا ازار پکڑ کر تم کو آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں۔ مگر تم ہو کہ میرے ہاتھوں سے چھوٹے جا رہے ہو۔''

کُتا

عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مقتول شخص نظر پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیسے مارا گیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس شخص نے بنی زہرہ کی بکریوں پر حملہ کر کے ان کی ایک بکری پکڑ لی تھی۔

چنانچہ بنی زہرہ کے مقرر کردہ پہرے دار کتے نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ہلاک کر دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی جان سے تو گیا ہی ساتھ ساتھ اپنی دیت بھی کھو گیا۔ علاوہ ازیں اس نے اپنے رب کی بھی نافرمانی کی اور اپنے بھائی کی خیانت بھی کی۔ لہٰذا اس سے اچھا تو کُتا ہی رہا۔‘‘

مچھلی

حدیث میں ہے ’’حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک شخص صِیر (نمک میں تلی ہوئی مچھلی) لے کر گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے چکھا اور پھر اس کا بھاؤ دریافت فرمایا۔‘‘

مینڈک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ...... ’’نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مینڈک کو مت مارو اس لئے کہ اس کا ٹرانا تسبیح ہے۔‘‘

پرندے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

’’نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے۔ جن کے قلوب پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔‘‘

ہرن

نبی کریم ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا بحالتِ احرام درخت کے سایہ میں سوئے ایک ہرن پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ اے فلاں تم یہاں کھڑے ہو جاؤ، جب تک سب لوگ یہاں سے نہ گزریں...... تا کہ کوئی شخص اس کو نہ چھیڑے۔

بچھو

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ’’نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھتے ہوئے ایک بچھو کو مارا تھا۔‘‘

کوّا

’’نبی کریم ﷺ نے کوّے کی طرح ٹھونگے مارنے سے منع فرمایا ہے۔‘‘ یعنی سجدہ میں صرف اتنی دیر سر رکھنا جتنی دیر کوّا کھانے میں رکھتا ہے۔

شیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی سفر پر جا رہے تھے۔ کچھ لوگوں پر گزر ہوا کہ ستا رہے ہیں۔ فرمایا تمہیں کیا حادثہ پیش آیا؟ کہنے لگے ایک شیر جو راستے میں پڑتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے رک گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ شیر کے پاس گئے، اسے کان سے پکڑ کر ہٹایا اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے تیرے بارے میں سچ فرمایا کہ واقعی تجھ کو ابن آدم پر ان کے غیر اللہ سے ڈرنے کی وجہ سے مسلط کیا گیا ہے۔ اگر وہ غیر اللہ سے نہ ڈریں تو پھر تو مسلط نہیں۔

پہاڑی بکرا

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حالت احرام میں ایک پہاڑی بکرا بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔

بھیڑیا

حضور اقدس ﷺ ایک انصاری کے جنازے میں بقیع الفرقد تک تشریف لائے تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑیا اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس جانور کو اویس بھی کہتے ہیں اس کو کچھ دے دو۔

ٹٹو (خچر)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ترک میں تھا۔ اور وہ تم لوگوں پر کنکٹے ٹٹوؤں پر سوار ہو کر حملہ کر رہے تھے۔

نیل گائے

جس وقت حضور اکرم ﷺ نے خالد بن ولید کو دومتہ الجندل کے فرماں روا اکیدر کے پاس بھیجا تو آپ نے فرمایا...... اے خالد تم اکیدر کو نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔

پسو

❁...... ”حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... کہ میرے دونوں کانوں آنکھوں نے سنا دیکھا کہ حضورِ اقدس ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو پکڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کے دونوں قدم آپ ﷺ کے قدموں پر ہیں۔ اور آپ ان سے کہہ رہے ہیں چھوٹے چھوٹے قدم اوپر چڑھو پسو کی آنکھیں۔“

مرغی

ابن ماجہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: ”نبی کریم ﷺ نے اغنیاء کو بکریاں اور فقراء کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ جب اغنیاء مرغیاں پالنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آبادی کی ہلاکی کا حکم فرماتا ہے۔“

کیڑا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھجور کو نہار منہ کھایا کرو۔ اس لئے کہ یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔“

مکھی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مکھی کی عمر چالیس راتیں ہیں اور تمام مکھیاں دوزخ میں ہوں گی، سوائے شہد کی مکھی کے۔“

چیونٹی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) مخلوق کو ایک دوسرے سے بدلہ دیا جائے گا...... حتیٰ کہ بے سینگ والے کو سینگ والے سے اور لال چیونٹی کو دوسری چیونٹی سے بدلہ دلوایا جائے گا۔“

بکری کا بچہ

امام احمد اور ابو یعلی موصلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بکری کے بچہ پر سے گزر ہوا، جس کو اس کے مالک نے خارش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے گھر سے نکال دیا تھا تو آپ نے صحابہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس قدر یہ بچہ اپنے مالک کی نگاہ میں حقیر ہے۔ اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دنیا حقیر ہے۔''

اُونٹنی

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ...... کیا تم میں سے کسی کو یہ بات محبوب ہے کہ جب وہ اپنے گھر لوٹ کر جائے تو تین گابھن اُونٹنیاں بڑی بڑی اور فربہ اپنے گھر میں بندھی ہوئی پائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک کی تین آیتیں جو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھتا ہے، وہ اس کے حق میں ان جیسی اُونٹنیوں سے بہتر ہے۔''

خنزیر

بخاری و مسلم اور دیگر محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور خنزیر کو ساقط کریں گے۔ آپ کے زمانہ میں مال کی اس قدر فراوانی ہوگی، کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ (یعنی صدقات وغیرہ کی شکل میں)۔

گھوڑا

صحیح بخاری میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی انگلیاں اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک خیر کو گھوڑوں کی پیشانی میں گرہ دے کر باندھ دیا ہے، یعنی لازم کر دیا ہے۔''

ٹڈی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ:

”انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) لوگ اس کے بعد کیسے کیسے ہوں گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹڈی کی مانند جس کی طاقت کمزور کو کھاتی ہے، قیامت قائم ہونے تک۔“

اژدھا

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ رب العزت کافروں پر ان کی قبروں میں 99 اژدھے مسلط کر دیں گے۔ جو انہیں قیامت تک ڈستے رہیں گے اور نوچتے رہیں گے۔

لومڑی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز میں مرغوں کی طرح ٹھونگ کھانے، کتوں کی طرح بیٹھنے اور لومڑیوں کی طرح تانک جھانک کرنے سے منع فرمایا۔

سرخاب

ابوداؤد و ترمذی نے حضور اکرم ﷺ کے غلام یزید بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے دادا نے آپ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت تناول فرمایا ہے۔

گدھا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام سے پہلے سجدے سے سر اُٹھائے ڈرے ہے کہ خداوند تعالیٰ کہیں اسے گدھے کی شکل میں منتقل نہ کر دیں یا اس کا سر گدھے کے سر کی طرح ہو جائے۔

کبوتر

آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے پھرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا شیطانہ کے پیچھے پھر رہا ہے۔

مخصوص جانوروں کی نعمت کا قرآن مجید میں ذکر

تمام آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ مقدس و معظم کتاب ’’قرآن مجید‘‘ کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

تاکہ معلوم ہو کہ جانوروں کا معاملہ اسلام کی نظر میں اتنا اہم ہے کہ ان کو اس عظیم و مقدس کتاب میں بھی مستقل جگہ دی گئی ہے، اور ان کا مختلف طریقوں سے تذکرہ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جانوروں کا بطور نعمت تذکرہ فرمایا ہے، اور ان کے مختلف فوائد اور منافع کا ذکر فرمایا ہے۔

جن میں سے چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

﴿۱﴾ سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ (سورہ انعام آیت ۱۴۲،۱۴۳)

ترجمہ:......اور (اللہ تعالیٰ نے) چوپایوں میں بوجھ اٹھانے والے (یعنی بڑے بڑے) بھی پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے (یعنی چھوٹے چھوٹے) بھی (پس) اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ جوڑے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ)

اور اگلی آیت میں ارشاد ہے:

وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ (سورۃ انعام، آیت ۱۴۴)

ترجمہ:......اور دو (دو) اونٹوں میں سے اور دو (دو) گایوں میں سے۔

تَشْرِیح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے اور اونچے قد کے جانور بھی پیدا فرمادیئے، جو

وزن اٹھاتے ہیں جیسا کہ بڑے اونٹ اور بڑے بیل اور بھینسے، اور چھوٹے قد کے جانور بھی پیدا فرما دیئے، جو وزن نہیں اُٹھا پاتے، جیسے بکری، بھیڑ وغیرہ۔

ان آٹھوں جوڑیوں کا گوشت اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے حلال کر دیا ہے۔ اور مشرکین نے ان میں سے جو بعض قسمیں اپنی طرف سے حرام قرار دے رکھی تھیں، وہ بے بنیاد تھیں۔

﴿۲﴾ سورہ زمر میں ارشاد ہے:

وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ (سورة الزمر آیت ج)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تمہارے لئے چوپاؤں میں آٹھ جوڑیوں کو

ان آٹھ جوڑیوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور یہی آٹھ جوڑیاں وہ ہیں، جن کے ذریعہ سے عیدالاضحیٰ میں قربانی درست ہوتی ہے، اور ان ہی جانوروں کے ذریعہ سے عقیقہ کیا جا سکتا ہے، اور ان ہی جانوروں سے حج وعمرہ میں دم ادا کیا جا سکتا ہے۔

﴿۳﴾ اور سورہ نحل میں ارشاد ہے:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ۔ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ۔ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ النحل آیت ج تا)

ترجمہ: اور چوپایوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ ان میں تمہارے لئے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے (دوسرے) فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو ان سے تمہاری عزت وشان ہے، اور (دور دراز) شہروں میں جہاں تم سخت مشقت کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں، بے شک تمہارا رب نہایت شفقت والا اور مہربان ہے۔ اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لیے) رونق وزینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا جن کی تم کو خبر نہیں۔

تَشرِیح ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چوپایوں (یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ) کے فوائد وانعامات کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں سے بعض کے بال یا اون وغیرہ سے سردی سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے کپڑے اور لباس تیار کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف فوائد ہیں، مثلاً ان کا دودھ پیا جاتا ہے، گھی، مکھن اور بہت سی روغنیات ان سے حاصل کی جاتی ہیں، ان کو ہل میں چلایا جاتا ہے، اور سامان لاد کر لے جایا جاتا ہے، اور ان کے ذریعہ سے سفر کیا جاتا ہے، اور ان کے چمڑے سے مختلف عمدہ اور بیش قیمت سامان تیار کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا مختلف طریقوں سے گوشت کھایا جاتا ہے اور ان کے ذریعہ سے رونق اور چہل پہل اور زینت کا سامان ہوتا ہے۔

﴿۴﴾ اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَ إِنَّ لَكُمْ فِي الْأَ نْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ (سورة النحل آیتۚ)

ترجمہ: اور تمہارے لیے چوپایوں میں بھی (مقام) عبرت (وغور) ہے کہ ان کے پیٹوں میں جو گوبر اور خون ہے، اس کے درمیان سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۔

تَشرِیح یعنی اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور جو چارہ کھاتے ہیں، وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف منتقل و مستحیل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگادی ہے، جو غذا کے فاضل اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ (گوبر و پیشاب) کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے، اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر رگوں میں پھیلا دیتی ہے، جو ان کی حیات اور بقا کا سبب بنتا ہے، اور اللہ تعالیٰ انہیں دو چیزوں (خون اور گوبر) کے درمیان میں ایک تیسری چیز دودھ کی شکل میں پیدا فرماتے ہیں، جو نہایت پاک، طیب اور خوشگوار چیز ہے۔

﴿۵﴾ اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَا مَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَ أَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَّ مَتَا عًا إِلٰى حِينٍ (سورة النحل آیتُ ۘ)

ترجمہ: اور اللہ ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنائی اور اللہ ہی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے گھر بنائے، جن کو تم ہلکے دیکھ کر سفر اور حضر میں کام میں لاتے ہو اور ان کی اون، پشم اور بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو جو) مدت تک (کام دیتی ہیں)

تشریح یعنی اینٹ، پتھر کے مکانوں کو تو کہیں منتقل نہیں کر سکتے تھے، لیکن چمڑے اور اون وغیرہ سے بنے ہوئے خیمے ہلکے ہونے کی وجہ سے سفر و حضر میں ہر جگہ منتقل اور نصب کئے جا سکتے ہیں۔

﴿۶﴾ اور سورہ حج میں ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (سورة حج آیت ۱۸)

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو (مخلوق) آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تشریح اس سے معلوم ہوا کہ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت سمیت جانور بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور احادیث میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

﴿۷﴾ اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (سورة حج آیت ۳۳-۳۴)

ترجمہ: ان (جانوروں) میں ایک مقررہ وقت تک تمہارے لئے فائدے ہیں پھر ان کو قدیم گھر (یعنی بیت اللہ) تک پہنچانا (اور ذبح ہونا) ہے، اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تا کہ جو چوپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں (ان کے ذبح کرنے کے وقت) ان پر اللہ کا نام لیں۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ سے تم بہت سے فوائد حاصل کرتے

ہو، مثلاً سواری کرنا، دودھ پینا، نسل چلانا، اون کھال وغیرہ کام میں لانا، اور پھر اس کے بعد ان کو بیت اللہ کے حج کے موقع پر ذبح بھی کیا جاتا ہے، اور انہیں کو اللہ کے نام پر قربان کیا جاتا ہے۔

﴿۸﴾ اور سورہ مومنون میں ارشاد ہے:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ (سورہ مومنون آیتؕؕ)

ترجمہ: اور تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت (اور اللہ کی قدرت کی نشانی) ہے کہ جو ان کے پیٹوں میں ہے اس سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی ہو، اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔

تَشرِیح مطلب یہ ہے کہ چوپاؤں میں تمہارے لئے عزت کا سامان ہے، کہ ہم نے تمہارے پینے کے لئے ان کے پیٹ سے دودھ تیار کیا، اور ان میں تمہارے بہت سے منافع رکھے، اور خود یہ جانور کھانے کے کام بھی آتے ہیں، اور سفر کرنے اور وزن اُٹھانے کے کام بھی آتے ہیں۔

﴿۹﴾ اور سورہ مومن میں ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ۔ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللّٰهِ تُنْكِرُونَ

(سورہ مومن آیت ع تا ط)

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے تاکہ ان میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں (اور بھی) فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ (کہیں جانے کی) تمہارے دلوں میں جو حاجت ہو ان پر (بیٹھ کر وہاں) پہنچ جاؤ۔ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم اللہ کی کن کن نشانیوں کو ٹھکراؤ گے۔

تَشرِیح مطلب یہ ہے کہ چوپاؤں کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر انعام واحسان فرمایا کہ یہ انسانوں کے مختلف طریقوں سے کام آتے ہیں، سفر کرنے کے لئے بھی، اور کھانے کے لئے بھی۔

﴿۱۰﴾ اور سورہ زخرف میں ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا وَجَعَلَ لَکُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَاتَرْکَبُوْنَ۔ لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ۔ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (سورة زخرف آیت ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ: اور جس نے تمام قسم کے حیوانات پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو اور جب اس (سواری) پر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کے احسان کو یاد کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ (ذات) پاک ہے جس نے اس (سواری) کو ہمارے تابع کر دیا اور ہم میں طاقت نہ تھی کہ اس کو بس میں کر لیتے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف طرح کے جانور پیدا کئے، اور انسانوں کی سواری کی خدمت گزاری کے لیے چوپاؤں کو پیدا کیا، لہٰذا چوپاؤں پر سوار ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ضروری ہوا۔ اس آیت میں سواری پر سفر شروع کرنے کی دعا بھی بتلا دی گئی۔

﴿۱۱﴾ اور سورہ یٰس میں ارشاد ہے:

أَوَلَمْ یَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَیْدِیْنَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِکُوْنَ۔ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَکُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَأْکُلُوْنَ۔ وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ أَفَلَا یَشْکُرُوْنَ (سورہ یس آیت ۷۱ تا ۷۳)

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے لئے خاص اس دست قدرت سے چوپائے (مویشی) پیدا کئے، پھر ان کے لوگ مالک بن گئے، اور ہم نے ان چوپاؤں کو انسانوں کے تابع کر دیا، ان میں سے بعضے تو ان کی سواریاں ہیں، اور بعض کو وہ کھاتے ہیں، اور ان میں لوگوں کے لئے اور بھی فائدے ہیں (جیسے جانوروں کی ہڈی، بال، کھال سے مختلف فوائد) اور ان میں لوگوں کے پینے کی چیزیں بھی ہیں (جیسے دودھ) تو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے۔

تشریح معلوم ہوا کہ چوپاؤں اور مویشیوں سے انسانوں کی بہت سی ضروریات اور فوائد وابستہ

ہیں، جن پر اللہ کا شکر واجب ہے۔

قرآن مجید میں اس قسم کی اور بھی آیات ہیں، جن میں جانوروں کے فوائد و منافع اور ان سے عبرت و نصیحت پکڑنے کا مختلف طریقوں سے ذکر آیا ہے، ہم نے صرف نمونہ کے طور پر چند آیات ذکر کی ہیں، جبکہ احادیث و روایات میں جانوروں کے حقوق و احکام کو بہت مفصل و مدلل انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

اور یہ مذہب اسلام کی خصوصیت بلکہ اس کی حقانیت کی دلیل ہے کہ اس نے جانوروں کے بھی ایسے ایسے حقوق کی طرف انسان کو متوجہ کر دیا کہ جن کو خود اپنی عقل و قیاس اور اندازے سے معلوم کرنا مشکل تھا۔

(جانوروں کے حقوق وآداب ص ۸ تا ۱۵)

حضور ﷺ کی بکریوں کے نام:

☆ ہمارے نبی ﷺ کے گھر میں بکریوں کا دودھ شام کو جاتا تھا۔

پہلی کا نام اجوع، ......دوسری کا نام زمزم، ......تیسری کا نام سقیا، ...... چوتھی کا نام برکۃ، ......پانچویں کا نام ورشہ، ......چھٹی کا نام اطلال، ......ساتویں کا نام اطراف، ......آٹھویں کا نام غیثہ، ......نویں کا نام قمرہ، ......ایک بکرا تھا، ......جس کا نام یُمن تھا۔

حضور ﷺ کی اونٹنیوں کے نام:

☆............ہمارے نبی ﷺ کی اونٹنیوں کے نام یہ ہیں!

ایک اونٹنی کا نام .... قصواء

دوسری کا نام .... جدعاء

تیسری کا نام .... شہباء

چوتھی کا نام .... عضباء

یہ وہ اونٹنیاں ہیں جن پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے سفر کیا۔ جب حجۃ الوداع کا خطبہ دیا، تو آپ ﷺ کے نیچے قصواء اونٹنی تھی......اور گیارہ تاریخ کا خطبہ دیا، تو آپ ﷺ کے نیچے جدعاء اونٹنی تھی۔

حضور ﷺ کے گھوڑوں کے نام:

☆............حضور ﷺ کے گھوڑوں کے نام یہ ہیں!

ایک گھوڑے کا نام............سکب دوسرے گھوڑے کا نام............سبحہ

تیسرے گھوڑے کا نام............مرتجز چوتھے گھوڑے کا نام............لحیف

پانچویں گھوڑے کا نام............ورد چھٹے گھوڑے کا نام............ظرب

سبحہ کا مطلب ہے پاؤں کھول کر چلنے والا۔ اس پر بیٹھ کر حضور ﷺ نے صحابہ سے دوڑ لگائی تھی اور یہ گھوڑا سب سے آگے نکل گیا تھا۔

☆............ خچر پانچ تھے...... ایک دلدل یہ مصر کے بادشاہ مقوقس نے بھیجا تھا......دوسرا افضہ ...... تیسرا ایک سفید رنگ کا تھا جس کو ایلہ کے حاکم نے بھیجا تھا...... چوتھا دومتہ الجندل کے حاکم نے بھیجا ...... پانچواں نجاشی بادشاہ نے بھیجا تھا۔

☆............ اور تین دراز گوش تھے اور دو یا تین اونٹنیاں تھیں یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں کے جانور تھے۔......دودھ دینے والی پینتالیس اونٹنیاں تھیں......اور سو بکریاں تھیں۔ اس سے زیادہ نہیں ہونے دیتے تھے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا۔ ایک بکری ذبح کر دیا کرتے تھے۔

آہ میرے آقا! سلطان دوجہاں ہو کر اپنی زندگی غریبوں کی طرح گزاری اور ایک وقت بھی جو کی روٹی سے پیٹ مبارک نہ بھرا۔ اوروں کا پیٹ بھرنا اور آپ ﷺ کا بھوکے رہنا، آپ ﷺ کے کمالات میں سے ہے۔......آپ ﷺ کپڑوں میں پیوند خود لگاتے،......بکری کا دودھ خود نکال لیتے......اور گھر میں جھاڑو دے لیتے۔......جوتا خود گانٹھ لیتے۔......کسی کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھتے۔ (صحاح ستہ)(باغ جنت، ص ۴۵۷)

حضور ﷺ کی دودھ والی اونٹنیوں کے نام:

﴿یہ وہ اونٹنیاں تھیں، جن کا دودھ آپ ﷺ کے گھر میں آیا کرتا تھا﴾

پہلی کا نام............سعیدہ دوسری کا نام............بعومہ تیسری کا نام............یسیرہ

چوتھی کا نام............مھرہ پانچویں کا نام............فھدہ

(حضور ﷺ کا مثالی بچپن، ص ۴۰۳-۴۰۵)

بد خلقی ایذا رسانی اور ترک رحم

❀ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا تو خدا بھی اُس پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

❀ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ جب تک تم خدا کی مخلوق پر رحم نہ کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم سب رحم کرتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا...... اس کو رحم نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنے دوستوں پر رحم کرے۔ بلکہ میری مراد اس رحم سے ہے، جس کا تعلق خدا کی مخلوق سے ہو۔ (طبرانی)

❀ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول (ﷺ) مجھ کو بکری پر رحم آتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا...... اگر تو اس پر رحم کرے گا، اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔ (حاکم)

❀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ”جانوروں کو آپس میں لڑانا، جانور اور آدمی کے منہ پر مارنا اور جانوروں کے منہ کو داغ دینا حرام ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جانوروں کے ساتھ سلوک اور ان کا ذبح:

✵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا اس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔ (احمد، نسائی)

فائدہ مطلب یہ ہے کہ جو بجائے اللہ کے نام کے، ذبح کرتے وقت کسی غیر کا نام لے۔

✵ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے۔ اگر کسی نے جانور کا مثلہ کیا تو خدا تعالیٰ اس مثلہ کرنے والے کا قیامت میں مثلہ کرے گا۔ (احمد)

فائدہ مثلہ کا مطلب ہے کہ خلقت اللہ کو متغیر کر دینا۔ مثلاً جانوروں کا کان کاٹ دینا، آنکھ کا پھوڑ دینا، ناک کاٹ دینا وغیرہ...... الغرض کسی طرح اصلی صورت بدل دینا۔

✵ حضرت مالک بن فضلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر

ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں ''تمہارے یہاں یہ رسم ہے کہ اُسترے سے جانوروں کے کان کاٹ دیتے ہو یا کسی اور عضو کو کاٹ کر اسے چھوڑ دیتے ہو اور اس کا گوشت کھانے کو ناجائز سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یہ واقعہ ہے۔ فرمایا ایسے جانوروں کو کھالیا کرو، یہ حرام نہیں ہوتے۔ اور یہ یاد رکھو...... تمہارے استرہ سے اللہ کا استرہ سخت ہے۔'' (ابن حبان)

- حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا کہ کسی شخص نے اس کے منہ پر داغ دیا تھا اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ فرمایا خدا اس پر لعنت کرے جس نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ (زواجر)
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ایک شخص کے گنہگار ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جس جانور کی غذا اور روزی اس کے ذمہ ہو...... اس کو روک رکھے یعنی نہ خود کھلائے، نہ اس کو چھوڑے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''جس نے کسی جاندار کو اپنی تیراندازی کا نشانہ بنایا تو خدا اس پر لعنت کرے۔''

فائدہ بعض لوگ تیر اندازی کی مشق کے لئے جانوروں کو باندھ لیتے ہیں اور اس پر تیر مارتے ہیں ...... جانوروں کو باندھ کر اس کے بھاگنے کی قوت سلب کر لیتے ہیں...... تو ایسے لوگوں کو ملعون فرمایا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ''سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:...... اگر کسی نے ایک چڑیا کو یا چڑیا سے بڑے جانور کو بھی ناحق قتل کیا تو قیامت کے دن میں وہ عرض کرے گی کہ اس نے مجھے ناحق قتل کیا تھا۔''

''کسی نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا...... ذبح کر کے کھائے، نہ یہ کہ گردن کاٹ کر پھینک دے۔'' (ابن حبان، نسائی)

- حاکم نے ابن عمر کی اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس بندہ سے سوال کرے گا...... اور ظاہر ہے کہ یہ سوال زجراً ہوگا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی جانور پر رحم نہیں کرتا

خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ (صحاح)

- بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... ایک عورت نے ایک بلی باندھ رکھی تھی نہ تو اس کو کچھ کھلاتی تھی، نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ خود کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھرے۔ یہاں تک وہ بلی مرگئی تو خدا نے اُس عورت کو دوزخ میں داخل کیا۔ (بخاری)

فائدہ مطلب یہ کہ معمولی سے معمولی جانور کو بھی ایذا پہنچانا موجبِ جہنم ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: ”خدا تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے“۔ مسعود رضی اللہ عنہ نے غلام کو آزاد کر دیا۔ فرمایا: ”اگر آزاد نہ کرتا تو خدا تجھ کو دوزخ میں ڈالتا۔“

- امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ بدخلق آدمی جو اپنے غلاموں اور ملازموں سے اچھی طرح پیش نہیں آتا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ (احمد، ابن ماجہ، ترمذی)

- حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آدمی اور جانور کے منہ پر مارنے والا اور داغ دینے والا ملعون ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گزرے جو جانور کے سینے پر گھٹنا رکھے ہوئے چھری تیز کر رہا تھا۔ فرمایا: ”تیرا بُرا ہو تو نے جانور پر بہت سی موتیں جمع کر دیں۔“ جانور کو پچھاڑنے سے پہلے ہی چھری کو علیحدہ اور چھپا کر تیز کرنا چاہیے۔ (حاکم)

- حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جانور کی ٹانگ گھسیٹ کر ذبح کرنے کے لئے لے جا رہا ہے۔ فرمایا تجھ کو افسوس ہے...... ذبح کرنے کے لئے نرم طریقہ سے لے جا۔ (عبدالرزاق، موقوفا)

- زواجر میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور کو چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں ہے

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کے گھر کو جلا ہوا دیکھ کر فرمایا: ”ان کو کس نے جلایا؟“ ہم نے عرض کیا...... ہم نے جلایا ہے۔ فرمایا: ”آگ کا عذاب کسی کو نہ دیا کرو، یہ عذاب اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔“

جانوروں کے حقوق

(اسی طرح مشارکت جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے...... وہ یہ ہیں)

- ✻ جس جانور سے کوئی معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔
- ✻ جانور قابل انتفاع ہیں۔ ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔ اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں
- ✻ جو جانور آپ کے کام میں ہیں ان کی خورد ونوش و راحت رسانی اور خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔...... ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے...... ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔
- ✻ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے۔ ان کو تڑپائے نہیں...... بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

جب بھیڑیا بول پڑا

ایک دفعہ ایک بھیڑیا خوراک کی تلاش میں نکلا۔ پورا دن گزر گیا، لیکن اس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا۔ آخر بڑے انتظار کے بعد، دور سے اسے بکریوں کا ایک ریوڑ آتا دکھائی دیا۔ وہ بڑا خوش ہوا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا تاکہ کوئی بکری ریوڑ سے الگ ہو اور وہ اس پر حملہ کر کے دبوچ لے۔ اسے ایک بکری ریوڑ سے دور چرتی ہوئی دکھائی دی۔

اس نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس پر حملہ کر کے اپنے تیز دانتوں میں دبوچ لیا۔ اور اسے لے کر بھاگنے ہی لگا تھا کہ چرواہے نے اسے دیکھ لیا۔ وہ اس کے پیچھے دوڑا، یہاں تک کہ اسے پکڑ لیا اور اس کے منہ سے بکری کو چھڑانے میں کامیاب ہو گیا۔

بھیڑیئے نے شکار کو اپنے منہ سے جاتے ہوئے دیکھا تو وہ چرواہے کے سامنے اپنی اگلی ٹانگیں کھڑی کر کے پچھلی ٹانگوں پر بیٹھ گیا اور اچانک گویا ہوا۔ اے نادان چرواہے! کیا تو مجھ سے رزق چھینتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ جب اس نے بھیڑیئے کو اچانک انسانوں کی طرح باتیں کرتے سنا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ یہ کیا...... ایک بھیڑیا مجھ سے انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے؟ تب بھیڑیئے نے جواب دیا ”کیا میں تمہیں

اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں؟" چرواہے نے اور زیادہ حیرت زدہ ہوکر کہا: "ضرور بتاؤ۔" اب بھیڑیئے نے کہا: "محمد ﷺ یثرب (مدینہ منورہ) میں لوگوں کو پہلی امتوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں۔ چرواہا حیرت کے عالم میں اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے مدینے کی طرف دوڑ پڑا۔ مدینے میں داخل ہونے سے پہلے اس نے اپنے ریوڑ کو ایک جگہ چھوڑا، پھر رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے لگا تاکہ آپ ﷺ کو وہ عجیب قصہ سنائے۔ آخر چرواہا حضور اکرم ﷺ سے ملا اور ان کے سامنے اس عجیب بھیڑیئے کا قصہ سنایا۔ جس نے اس سے عربی زبان میں باتیں کی تھیں۔ اور اس سے زیادہ عجیب یہ کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا۔ حضور ﷺ نے یہ واقعہ سن کر ایک منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کرے۔

"نماز کھڑی ہونے والی ہے" جب لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور چرواہے سے فرمایا۔ "ان سب کے سامنے وہ واقعہ ذکر کرو"۔

چرواہے نے اس قصہ کی تمام تفصیل اور اس بھیڑیئے کی باتیں ان کے سامنے بیان کیں۔ لوگوں کے چہروں پر حیرت کے آثار نمایاں ہوگئے۔ اور سب نے یک زبان ہوکر پوچھا۔ "کیا وہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اس بھیڑیئے نے سچ کہا۔ پھر فرمایا۔ "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ درندے انسانوں سے باتیں کریں گے۔ اور آدمی سے اس کے کوڑے کا کنارہ اور اس کے جوتے کے تسمے باتیں کریں گے۔ (مسلم شریف)

اس چرواہے کا نام "اھبان" تھا۔ اس کا یہ واقعہ مدینہ منورہ میں مشہور ہوگیا۔ اور لوگ اس کے بیٹوں کو "بنو مکلم الذئب" یعنی بھیڑیئے سے باتیں کرنے والے کے بیٹے کہہ کر پکارتے تھے۔ اور ان کے بہت مال مویشی ہوا کرتے تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ "خزاعہ" سے تھا۔

نبی کریم ﷺ سے جانوروں کی گفتگو

جناب رسول اللہ ﷺ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ (جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر کا علم دیا گیا۔ جس سے وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔) جس سے آپ ان کی فریادیں سنتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ان کے معاملات اور جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے تھے۔ نیز حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے۔ تو حضور اکرم ﷺ اپنی بات حیوانات کو سمجھا دیتے تھے۔

اُونٹ کی فریاد رسی

حدیث میں ہے کہ ایک اُونٹ بلبلاتا ہوا اور اپنی زبان میں بڑبڑاتا ہوا حاضر ہوا اور اس شان سے آیا کہ بول رہا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آ کر حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں اپنا منہ ڈال دیا۔ فرمایا آپ ﷺ نے……اس کے مالک کو بلاؤ۔ اُونٹ والا بلایا گیا۔ وہ آیا۔ فرمایا…… یہ شکایت کر رہا ہے۔ تو اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ لادتا ہے۔ اس نے اقرار کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! بے شک میں اس جرم کا مرتکب ہوں۔ فرمایا آئندہ ایسا مت کرنا۔ اُونٹ خوش ہوتا ہوا واپس ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے اُونٹ کی زبان سمجھ کر اس کی فریاد سنی اور اس کے حق میں فیصلہ دیا۔

یہی واقعہ دوسری کتاب میں کچھ اس طرح سے ہے

کہ ایک اونٹ نے دربارِ سیدِ دو عالم ﷺ میں آ کر شکایت کی کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے۔ اب جب کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا ہے۔ اب یہاں ایک تقریب ہے اور یہ مجھے اس کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ امام الانبیاء، سید دو عالم ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے اس کا اقرار کر لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے۔ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے چھوڑ دیا۔

ہرنی کا کلام کرنا اور اس کو آزاد کرانا

حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی دیہاتی کے مکان کے قریب سے گزر ہوا۔ وہ کہیں پہاڑ میں سے کوئی ہرنی پکڑ لایا تھا۔ اس کے گلے میں رسی باندھ رکھی تھی۔ پھر اسے کھونٹی سے باندھ رکھا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر فریاد شروع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیہاتی تجھے پکڑ لایا ہے۔ تو اس کی مِلک ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ پہاڑ میں جو چیز ہوتی ہے، جو اس پر قبضہ کرے وہ اس کی مِلک ہو جاتی ہے۔ تو اس کی مِلک ہو گئی ہے۔ میں تجھے کیسے چھڑوا سکتا ہوں۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ پہاڑ میں میرے دو بچے بلبلا رہے ہیں اور بھوکے ہیں۔ میں ہی انہیں دودھ پلاتی ہوں۔ میرے بچے مر جائیں گے۔ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ فرمایا وعدہ کر کہ تو دودھ پلا کر پھر یہاں آ جائے گی۔ اس نے وعدہ کیا اور حلف لیا۔

آپ ﷺ نے اس کے گلے سے رسی کھول دی۔ اس نے جا کر دودھ پلایا اور واپس آ کر پھر وہیں کھڑی ہوئی۔ آپ ﷺ نے پھر رسی اس کے گلے میں ڈال دی۔

جب دیہاتی آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ کیا تو نے زیادتی کی ہے؟ اس کے بچے بلبلا رہے تھے، تو نے جا کر قبضہ کیا۔ اس کو چھوڑ دے۔ اس نے نصیحت قبول کی اور ہرنی کو آزاد کر دیا۔ وہ دُعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔ غرض نبی کریم ﷺ جانوروں کی بولیوں پر مطلع ہوتے تھے۔

یہی واقعہ دوسری جگہ اس طرح آیا ہے

ایک دن حضور اکرم ﷺ ایک گھاٹی سے گزر رہے تھے۔ کہ پیچھے سے کسی نے آواز دی۔ آپ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو وہ ایک ہرنی تھی جو کہ شکاری کے جال میں پھنسی تھی۔ آپ ﷺ اس کے قریب گئے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے آزاد کریں۔ (یعنی کلام کیا)

میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں ان کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے، وعدہ ہے؟ اس نے کہا میں وعدہ کرتی ہوں کہ ضرور واپس آؤں گی۔ آپ ﷺ نے اس کو چھڑا دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ یہودی جس نے ہرنی کا شکار کیا تھا۔ وہ آ گیا۔ اس نے آپ سے فرمایا اے محمد (ﷺ) آپ نے میرے شکار کو چھڑا دیا ہے۔ کیا آپ کے مذہب میں شکار کرنا حلال نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہمارے مذہب میں شکار کرنا حلال ہے۔ لیکن اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئے گی۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ واپس آ جائے؟ (کمان سے تیر نکل جائے تو واپس نہیں آتا)...... آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے یہودی وہ مجھے پہچانتی ہے کہ میں نبی برحق ہوں، اگرچہ تم نہیں جانتے۔ اس نے کہا: اگر وہ واپس آ گئی تو میں بھی آ جاؤں گا، یعنی مسلمان ہو جاؤں گا۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ وہ ہرنی مع بچوں کے آ رہی ہے اور آتے آتے حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں گر گئی۔ یہ دیکھ کر یہودی بہت متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

سلیمانی دربار میں جانوروں کا مقدمہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک شکاری نے بھیس بدل کر ایک جانور کا شکار کیا۔ اس جانور کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں مقدمہ دائر

کر دیا۔ شکاری پیش کیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس کے بیٹے کو کیوں شکار کیا۔ شکاری نے عرض کی: حضور حلال جانور تھا۔ اور حلال جانور کا شکار کرنا آپ کی شریعت میں جائز ہے۔ جانور کی والدہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ حلال جانور کے شکار پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ شکاری کا لباس پہن کر کیوں نہ آیا؟ اگر یہ شکاری لباس میں آتا تو ہم اپنا بچاؤ کر لیتے۔ اس نے دھوکہ سے شکار کیا ہے۔ اور دھوکا کرنا آپ کی شریعت میں جائز نہیں ہے۔ دونوں کے دلائل سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ فیصلہ دیا کہ جانور کا مؤقف ٹھیک ہے اور شکاری کو سزا دی جائے گی۔ پھر اس کے بعد شکاریوں کو سمجھا بھی دیا۔

ہرن کا واقعہ

حضرت محمد بن حنیف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد پہنچا اور چالیس روز تک نہ کچھ کھایا اور نہ پیا۔ پھر ایک دن پیاس لگی تو ایک ڈول اور رسی پکڑی اور ایک کنوئیں پر جا پہنچا۔ دیکھا تو ایک ہرن پانی پی رہا تھا۔ اور کنوئیں کا پانی کناروں تک پہنچا ہوا تھا۔ میں جب قریب گیا تو ہرن واپس چلا گیا۔ میں نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو پانی تہہ میں چلا گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ! کیا میں اس ہرن سے بھی کم مرتبہ رکھتا ہوں؟ ہرن آیا تو پانی کناروں تک آ گیا۔ اور جب میں پہنچا تو پانی نیچے تہہ تک پہنچ چکا۔...... آواز آئی! کہ ہرن ڈول اور رسی کے بغیر آیا تھا۔ اور تو نے ڈول اور رسی پر بھروسہ کیا۔...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ڈول اور رسی فوراً پھینک دی اور توبہ کی۔ پھر دیکھا تو پانی اُوپر آ گیا۔ میں نے پیٹ بھر کر پیا۔ واپس آ کر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ یہ واقعہ سناؤں۔ مگر آپ نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمایا: ”شیرازی! اگر تو تھوڑی دیر اور ٹھہرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے جوش مارتا، تو چلتا تو تیرے پیچھے چلتا۔“

گائے کا کلام یا تنبیہ

حدیث مبارکہ میں ایک قصہ آیا ہے کہ ایک گائے پر ایک شخص نے بوجھ لادا، تو وہ گائے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر بولی کہ میں بوجھ لادنے کے لئے نہیں پیدا کی گئی۔ میں تو کھیتی باڑی میں کام آنے کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے یہ کلام سن کر سبحان اللہ کہا اور حیرت زدہ ہو گئے کہ گائے بھی کلام کرتی ہے۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو فرمایا یہ قصہ بالکل صحیح ہے اور شیخین بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ حدیث بھی مشہور ہے اور صحیحین میں مذکور ہے۔

کتے کو قتل کرنے اور پالنے کا حکم:

احادیث میں جن موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں ایک جانور کٹکھنا کتا ہے۔

اسلام کی آمد سے پہلے معاشرہ میں کتوں سے رغبت اور کتوں کی کثرت پائی جاتی تھی، جبکہ کتوں کے ساتھ رغبت اور ان کی کثرت کو اسلامی معاشرہ میں پسند نہیں کیا گیا، کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد اور نقصانات تھے، اس لیے کتوں کی رغبت اور ان کی کثرت کو ختم کرنے کا ابتداء میں یہ انتظام کیا گیا کہ کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا، معاشرہ میں کتوں کی رغبت اور ان کی کثرت ختم ہوگئی، تو اس کے بعد صرف کاٹنے والے کتوں کو قتل کرنے کا حکم باقی رہا، اور عام کتوں کو قتل کرنے کا حکم باقی نہیں رہا، لیکن خاص خاص ضرورتوں کے علاوہ کتوں کے پالنے اور رکھنے کی ممانعت فرمادی گئی جو کہ انتہائی اعتدال اور حکمت پر مبنی ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ جو کتا انسانوں کو کاٹتا ہو، اور ان پر حملہ آور ہوتا ہو، اس کو تو قتل کیا جائے گا، اور جو کتا ایسا نہ ہو، اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

البتہ اگر کسی جگہ کتوں کی کثرت ہو، جس کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو، یا کوئی کتا کاٹتا تو نہ ہو، لیکن بھونک کر مسافروں اور لوگوں کو ایذاء پہنچاتا ہو، تو اس کو بھی قتل کرنے کی اجازت ہے۔

کتے کے قتل کرنے نہ کرنے کے بارے میں تو حکم ذکر کیا جاچکا، جہاں تک کتے کو پالنے کا تعلق ہے، تو وہ چند ضرورتوں کے علاوہ پالنا جائز نہیں، اور جس گھر میں کتا موجود ہو، اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

✿ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ

(بخاری حدیث نمبر[۵۹۴۹]، کتاب اللباس، باب التصاویر)

ترجمہ:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو یا (جاندار چیز کی) تصاویر ہوں۔

حضرت اسامہ فرماتے ہیں: حضرت جبرائیل امین نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو یا (جاندار چیز کی) تصاویر ہوں۔

ان جیسی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس گھر میں کتا موجود ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، اور ان فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں، گویا کتے کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے واسطہ سے رحمت سے محرومی لازم آتی ہے۔

❀ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلاَ ئِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْھَا کَلْبٌ وَلاَ جَرَسٌ (مسلم، حدیث نمبر [illegible] کتاب اللباس والزینۃ، باب کراھۃ الکلب والجرس فی السفر، ابو داؤد، حدیث نمبر [illegible] باب فی تعلیق الاجراس، ترمذی، مسند احمد)

ترجمہ: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں ہوتے، جن میں کتا اور جرس (باجے والی گھنٹی) ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سفر میں کتا رکھے، تو وہ بھی رحمت کے فرشتوں سے محروم ہوتا ہے۔

بہرحال جس گھر میں کتا ہو، اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

کتے کے اندر بعض انتہائی بُری خصلتیں ہیں، جن کی وجہ سے اجنبی اور پرائے لوگ یہاں تک کہ فرشتے تو ایذاء و تکلیف اٹھاتے ہی ہیں، ساتھ ساتھ کتے کے اثرات کتا پالنے والے پر بھی پڑتے ہیں، مثلاً یہ کہ اس میں اپنے ابنائے جنس کے لیے اپنائیت و حمیت اور ایثار و ہمدردی نہیں، نیز کتا نجاست اور گندگی کھانے، یہاں تک کہ اپنی ہی نکلی ہوئی غلاظت کو دوبارہ چاٹنے اور کھانے کا عادی ہے، اور ساتھ رہنے والی چیز کے اثرات فطری طور پر آدمی پر پڑا کرتے ہیں۔

اور اس کے لُعاب (تھوک) میں انتہائی زہریلے اثرات ہیں، اور اس کی عادت جگہ جگہ پیشاب کرنے اور چیزوں کو سونگھنے اور منہ لگانے کی ہے، جس کی وجہ سے اس کے لُعاب (تھوک) کے اثرات دوسری چیزوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں، اور قرب و جوار کی چیزوں یہاں تک کہ کپڑوں کا پاک رہنا از حد دشوار ہو جاتا ہے۔

اور جب یہ کسی کو کاٹ لے، تو اس کا زہر انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

اور جب اس کو کاٹنے کی ہڑک چڑھ جاتی ہے، اور لت پڑ جاتی ہے، تو اپنے پرائے کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ اپنے مالک کو بھی کاٹ لیتا ہے۔

اور ایسی بُری بُری خصلتوں کے ہوتے ہوئے اس کے چند فوائد (مثلاً مالک کی وفاداری) کو عقل

کے ترازو میں ہرگز ترجیح نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس کی حیثیت "اِثۡمُهُمَا اَكۡبَرُ مِنۡ نَفۡعِهِمَا" کے مصداق سے زیادہ نہیں۔

اور جلبِ منفعت سے دفعِ مضرت بلکہ مضرات کا مقدم ہونا شریعت کا بڑا جامع اصول ہے، ظاہر ہے کہ کتے کے باب میں یہ اصول معطل نہ ہوگا۔

۞ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنِ اتَّخَذَ كَلۡبًا إِلَّا كَلۡبَ زَرۡعٍ أَوۡ غَنَمٍ أَوۡ صَيۡدٍ يَنۡقُصُ مِنۡ أَجۡرِهٖ كُلَّ يَوۡمٍ قِيۡرَاطٌ

(صحیح مسلم، حدیث نمبر، کتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها إلا لصيد أو زرع أو ما شية و نحو ذلك)

ترجمہ: ......جس نے کتا رکھا، سوائے کھیتی یا ریوڑ (کی حفاظت کے) یا شکار کے کتے کے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔

۞ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اتَّخَذَ كَلۡبًا لَيۡسَ بِكَلۡبِ صَيۡدٍ وَلَا غَنَمٍ نَقَصَ مِنۡ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوۡمٍ قِيۡرَاطٌ (صحیح مسلم، حدیث نمبر، کتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها إلا لصيد أوزرع أو ماشية ونحو ذلك)

ترجمہ: ....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... جس نے کتا رکھا، ......سوائے شکار کے یا ریوڑ (کی حفاظت) کے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔

۞ اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اتَّخَذَ كَلۡبًا لَيۡسَ بِكَلۡبِ صَيۡدٍ، وَلَا زَرۡعٍ، وَلَا غَنَمٍ، فَإِنَّهٗ يَنۡقُصُ مِنۡ أَجۡرِهٖ كُلَّ يَوۡمٍ قِيۡرَاطٌ (مسند احمد حدیث نمبر)

ترجمہ: ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... جس نے کتا رکھا، سوائے شکار کے یا کھیتی یا ریوڑ (کی حفاظت) کے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنِ اقۡتَنٰى كَلۡبًا لَيۡسَ بِكَلۡبِ صَيۡدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرۡضٍ فَإِنَّهٗ يَنۡقُصُ مِنۡ أَجۡرِهٖ قِيۡرَاطَانِ

كُلَّ يَوْمٍ (صحیح مسلم حدیث نمبر کتاب المساقاۃ، باب الأمر بقتل الکلاب الخ واللفظ لہٗ، نسائی حدیث نمبر)

ترجمہ:……جس نے کتا رکھا، جو کہ نہ تو شکار کے لیے ہے، اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لیے، اور نہ ہی زمین (یعنی کھیتی) کی حفاظت کے لیے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن دو قیراط کم ہوں گے۔

قیراط عرب کا ایک پیمانہ ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص کتا رکھے، جو نہ تو شکار کے لیے ہو، نہ جانوروں کی حفاظت کے لیے، اور نہ ہی کھیتی کی حفاظت کے لیے، تو اس کی نیکیوں میں سے ایک خاص مقدار کے مطابق یومیہ کمی کی جاتی رہے گی۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کتے میں بعض خصلتیں ایسی ہیں، جو انسان کی نیکیوں کو کم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

گزشتہ احادیث میں جن تین چیزوں کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، وہ یہ ہیں:

❶……ایک شکار کے لیے

❷……دوسرے جانوروں اور مویشیوں کی حفاظت کے لیے (خواہ مویشیوں کی چوروں سے حفاظت مقصود ہو یا درندوں سے)

❸……تیسرے فصل اور کھیتی کی حفاظت کے لیے (خواہ کھیتی کی جانوروں سے حفاظت مقصود ہو یا چوروں سے)

شکار کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اجازت دی ہے، اور بہت سے جانوروں کا شکار دوسرے ذرائع کے بجائے کتے کے ذریعہ سے بہتر طریقے پر کیا جاسکتا ہے۔

اور شکاری کتا وہ کہلاتا ہے، جس کو مخصوص طریقہ پر شکار کی تعلیم دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی کئی عادتوں میں تبدیلی آجاتی ہے، چنانچہ وہ مالک کے کہنے کے مطابق شکار کرتا ہے، اور وہ شکار میں سے خود نہیں کھاتا، بلکہ مالک کے لیے شکار کرتا ہے۔

اور چوروں اور مخصوص جانوروں سے فصل اور کھیتی کو غیر معمولی نقصان پہنچ جایا کرتا ہے، اور کتے کے ذریعہ سے ان خطرات سے اچھے طریقہ پر حفاظت ہوسکتی ہے۔

اسی طرح جانوروں اور مویشیوں کی حفاظت کا بھی معاملہ ہے۔

اس لیے ان تین چیزوں کی غرض سے کتا رکھنے کی اجازت دی گئی۔

اب رہا یہ کہ ان تین چیزوں کے علاوہ کسی اور ضرورت کے لیے بھی کتا رکھنے کی اجازت ہے یا

نہیں؟ تو اس میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے۔

بعض حضرات نے احادیث میں مذکوران تین چیزوں کے علاوہ کسی دوسری غرض کے لیے کتا رکھنے کی اجازت نہیں دی، یہاں تک کہ گھر کی چوروں سے حفاظت کے لیے بھی اجازت نہیں دی، بالخصوص جبکہ گھر میں کتا رکھنے کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں سے بھی محرومی لازم آتی ہو، اور دوسرے لوگوں کو بھی کتے کی وجہ سے ایذاء ہوتی ہو، کیونکہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے، اس سے محلے اور پڑوس کے لوگ اور ضرورت کی غرض سے گھر میں داخل ہونے والے لوگوں کو ایذاء پہنچتی ہے، کہ وہ ہر ایک کو بھونکتا اور ڈراتا ہے، جبکہ بعض معزز مہمانوں کو کاٹ بھی لیتا ہے۔

البتہ بعض حضرات نے حدیث میں مذکور تین مواقع کے علاوہ چوروں سے گھر وغیرہ میں موجود مال کی حفاظت کی خاطر کتا رکھنے کی اجازت دی ہے۔

بہرحال احتیاط اور عافیت اسی میں ہے کہ احادیث میں مذکور تین چیزوں کے علاوہ کسی اور غرض کے لیے کتا نہ رکھا جائے، البتہ اگر کسی کو مال وغیرہ کی چوروں سے حفاظت کی خاطر کتا رکھنا ضروری ہو جائے، تو اس کی ناپاکی سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اور ضرورت و آمدورفت والے افراد اور محلے داروں کو تکلیف واذیت سے بچا کر رکھنے کا اہتمام کرتے ہوئے گنجائش ہے۔

نیز اس کا بھی اہتمام کیا جائے کہ اس کو اپنی بودو باش کی جگہ سے حتی الامکان فاصلے پر رکھا جائے، تاکہ رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے میں یہ حائل نہ ہو، اور اس کے لعاب (تھوک) ونجاست سے حفاظت رہے۔

رہا شوقیہ کتا پالنے کا معاملہ، تو اس کے ناجائز اور گناہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں کتوں سے خاص اُنسیت اور لگاؤ پایا جاتا ہے، بہت سے لوگوں کا کتوں کو اپنے ساتھ لٹانا، بٹھانا، سُلانا، کھلانا، پلانا، نہلانا دھلانا اور سفر وحضر میں ساتھ رکھنا ایک مشغلہ بن گیا ہے۔

بعض اوقات گاڑی چلاتے ہوئے شخص کی گود میں یا ساتھ والی انسانوں کی نشست پر بیٹھے ہوئے کتے میں یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا یہ کسی انسان کا بچہ ہے یا جانور۔

کتوں کے شوق کا ہی یہ عالم ہے کہ کئی مقامات پر کتوں کی نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں مختلف نسلوں کے مہنگے اور سستے کتے پسند کرنے اور خریدنے کو ملتے ہیں۔

مغربی دنیا نے کتے کے اتنے فوائد لوگوں کو پڑھا دیئے ہیں کہ اب مغرب کے دلدادہ لوگوں کو کتوں کے بارے میں کسی بُرے پہلو کا تصور کرنا بھی دشوار ہو گیا ہے۔

مسئلہ:...... جس کتے کو پالنا شرعاً جائز ہے، اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔

آج کل چوروں اور ڈاکوؤں وغیرہ کی سراغ رسانی اور دہشت گردی سے حفاظت کے لیے سراغ رساں کتوں کو رکھا جاتا ہے، مجبوری کی صورت میں ان کو رکھنا بھی مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق جائز ہے۔

مگر یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ صرف کتوں کی سراغ رسانی کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار دینا درست نہیں، جب تک کہ شرعی اصولوں کے مطابق اس کا مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ سراغ رساں کتوں سے مجرم کی تفتیش میں مدد حاصل کی جا سکتی ہے، لیکن صرف ان کی نشاندہی کی بنیاد پر شرعاً مجرم ہونا قرار نہیں دیا جا سکتا۔

کتے کی پیدائش کا واقعہ

’’اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کی تخلیق کی تو چاہا کہ دنیا میں اس کا خلیفہ ہو تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو حکم دیا کہ وہ تمام طبقاتِ زمین سے مٹی لے کر آئے۔ جب وہ مٹی لینے گئے تو زمین نے فریاد کی کہ اس مٹی سے جو خلیفہ تیار کیا جائے گا۔ اس کی اولاد باعتبارِ اکثریت کے کافر ہو گی اور وہ جہنم میں جائے گی ۔ اور میں جہنم کی سختی برداشت نہیں کر سکتی۔ یوں حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام خالی لوٹ آئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو مٹی لانے کا حکم دیا۔ تو وہ بھی زمین کی گریہ وزاری سننے کے بعد خالی لوٹ آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کو مٹی لانے کا حکم دیا۔ وہ بھی زمین کی آہ وزاری سننے کے بعد خالی لوٹ آئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو مٹی لانے کا حکم دیا۔ جب حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام مٹی کے حصول کے لئے گئے تو انہوں نے زمین کی کوئی فریاد نہ سنی اور مٹی لے آئے۔ چونکہ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی طبیعت میں سختی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو روح قبض کرنے پر معمور کیا۔ پھر حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا خمیر

میدان عرفات (وادی نعمان) میں تیار کیا گیا۔ اور پھر اس خمیر پر چالیس روز تک بارش برسائی گئی۔ جس میں انتالیس (۳۹) دن غم کی بارش اور ایک دن خوشی کی بارش برسائی گئی۔ (اس سے معلوم ہوا کہ انسانی زندگی باعتبارِ اکثریت کے غموں میں گھری ہوئی ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے سوتے کے عالم میں حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے بی بی حوا کو پیدا فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو انہوں نے بی بی حوا کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو ارشاد ہوا کہ اے آدم اسے ہاتھ لگانے سے پہلے اس کا حق مہر ادا کرنا ہوگا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کا حق مہر کیا ہے؟ تو کہا گیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بیس مرتبہ درود پاک بھیجو۔ بعض کتابوں میں دس (۱۰) مرتبہ بھی آیا ہے۔ آدم علیہ السلام حیران ہوئے کہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟ (فرمایا: اے آدم تیری اولاد میں سے ہیں لیکن مرتبہ بہت بلند ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے اشارہ ہے ......اول ماخلق اللہ نوری ......کی طرف...... کنت نبیاو الادم بین الماء والطین اوبین الروح والجسد) ....اور جو مٹی بچ گئی، اس سے کھجور کے درخت کو پیدا کیا گیا۔ (اس اعتبار سے کھجور ہماری پھوپھی ہوئی)

اور جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسم اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیار کیا گیا (حضرت آدم علیہ السلام کا چہرہ مبارک خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ وہ ہاتھ جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) تو فرشتوں کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ سب فرشتوں نے دیکھا۔ جب نوبت شیخ بخدی یعنی ابلیس کی آئی تو اس نے اسے حقیر سمجھ کر اس پر تھوک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر جس پر شیطان نے تھوکا تھا۔ ایک ٹکڑا جدا کر لیا۔ اس سے کتے کو بنایا اور وہ مقام خالی رہا۔ چنانچہ ناف کے مقام پر خلا ہے گوشت نہیں ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے ایک ٹکڑا الگ کر کے کتے کو بنایا۔ اسی واسطے کتے کو آدمی سے بہت انسیت ہوتی ہے۔ لہٰذا کتا ایسی چیز ہے کہ اس کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے بدن سے بغیر علاقہ حضرت حوا کے ہوئی۔

مخلوق کی خیر خواہی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ کسی رئیس کے ساتھ ریل گاڑی کے سفر میں کھانا کھا رہے تھے۔ رئیس کے ہاتھ سے بوٹی گر گئی۔ اس نے پاؤں سے دھکیل کر سیٹ کے نیچے کر دی۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے خواجہ صاحب سے فرمایا۔

”رزق کی ایسی بے قدری دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ پھر بوٹی اٹھوائی اور دھلوائی۔ اور حضرت حکیم الامت

کی اجازت سے حضرت خواجہ صاحب نے کھالی۔

* حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ کھانے کے بعد منہ میں پانی لے کر ایک بار پی لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد کلی فرماتے۔ تاکہ منہ میں کھانے کے جو ذرات ہیں۔ وہ کلی کرتے ہوئے ضائع نہ ہوں۔ سبحان اللہ! ایسی قدر کہ ذرات بھی ضائع نہ ہونے دیتے۔

حضرت میاں اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ کھانے سے جو بوٹی بچ جاتی یا بڑے ذرات بچ جاتے وہ کسی دیوار پر رکھ دیتے۔ تاکہ بوٹی بلی کے کھانے اور چھوٹے ٹکڑے پرندوں کے کام آئیں۔ اور دسترخوان پر بچے ہوئے باریک ریزوں کو ایسی جگہ جھاڑتے جہاں چیونٹیوں کا سوراخ ہوتا کہ وہ بھی ضائع نہ ہوں۔ یعنی چیونٹیاں کھالیں۔ ایک بار انہوں نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا...... ”میاں دسترخوان اٹھانے کا بھی شرعی طریقہ ہے“...... ہم اس طرح باقی ماندہ چیزیں ضائع کر دیتے ہیں۔ جو کم از کم چار طرح کی جاندار مخلوق کی خوراک ہے۔ ہڈی وغیرہ کتے کا حصہ ہے...... بوٹی بلی کا...... روٹی کے ٹکڑے کوؤں کا...... اور ذرات ریزے چیونٹیوں کا۔ ہماری تھوڑی سی کوشش اور احتیاط سے یہی بچا ہوا کھانا نہ جانے کتنی بھوکی مخلوق کے لئے غذا اور دعاؤں کا سبب بن سکتا ہے۔ لیکن آج کل آپ ہر طرف رزق کی بے قدری دیکھیں گے۔ خاص طور پر دعوتوں میں، شادی ہالوں میں رزق اس طرح برباد کیا جاتا ہے۔ اور نالیوں میں بہایا جاتا ہے کہ دل کانپ کانپ اٹھتا ہے۔

محسنین کون؟

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ)

اس آیت مبارکہ میں دوسرا حکم احسان کا آیا ہے۔ اس میں عبادت کا احسان حدیث کی تشریح کے مطابق بھی داخل ہے اور تمام اعمال، اخلاق، عادات کا احسان یعنی ان کو مطلوبہ صورت کے مطابق بالکل درست کرنا بھی داخل ہے اور تمام مخلوقات کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی داخل ہے۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر، انسان ہو یا حیوان۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں اس کی بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوتی ہو وہ کتنی ہی عبادت کرے محسنین میں شمار نہیں ہوگا۔

بکری کی بیمار پرسی

حضرت اعمش سلیمان بن مہران مشہور محدث ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک بکری تھی۔ وہ بیمار ہوگئی۔ حضرت خثیمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ روزانہ صبح، شام دو وقت اس بکری کی عیادت کرنے میرے پاس تشریف لاتے۔ بکری کا حال پوچھتے اور یہ بھی دریافت کرتے کہ بچوں کو دودھ تو ملتا نہیں ہوگا۔ وہ ضد تو نہیں کرتے۔ بکری نے کچھ کھایا یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور ہمیشہ جس ٹاٹ پر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے نیچے کچھ ڈال جاتے کہ بچوں کے لئے اُٹھا لینا۔ بکری کی بیماری کے زمانہ میں تین سو دینار سے زیادہ مجھے ان کے احسان سے ملا۔ مجھے یہ خواہش ہونے لگی کہ یہ بکری بیمار ہی رہے تو اچھا ہے۔

بلیوں کا کلام

دو بزرگ کسی شہر سے شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ جب شہر کے دروازے پر پہنچے تو اچانک انہوں نے دو بلیوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک بزرگ نے جو جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ سنا کہ بلیاں آپس میں کہہ رہی ہیں۔ ''ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ مرگیا'' (نبی کا معجزہ، ولی کی کرامت حق ہے)

ان بزرگ نے یہ سن کر کہا (انا للہ و انا الیہ راجعون) دوسرے بزرگ نے جب اس بات کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ دو بلیاں آپ دیکھتے ہیں۔ ایک دوسری سے کہتی ہے کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ مرگیا۔ جب یہ دونوں بزرگ شیخ کے حجرے کے پاس پہنچے تو شیخ موصوف ان کے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے۔ یہ دونوں حیرت میں رہ گئے۔ شیخ نے حیرت کا سبب پوچھا تو انہوں نے ان بلیوں کی سرگزشت بیان کی۔

شیخ یہ سن کر رو دیئے۔ اور کہا کہ بلیوں نے سچ کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ آج ایک لحظہ (کچھ وقت یا لمحہ) بھر کے لئے خدائے تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوگیا تھا۔ اس لئے میرے مرنے کی آواز زمین و آسمان میں مشہور ہوگئی۔ اور تمام موجودات میں غلغلہ مچ گیا۔

فائدہ جب ایک دَم کی غفلت میں ایسا حال ہے کہ مُردوں کی فہرست میں نام لکھا جاتا ہے۔ تو افسوس ہے اس شخص کے حال پر جس نے اپنی ساری عمر غفلت میں گزار دی ہو۔ غور سے سن! یہی دل کی حضوری ہے۔ جو سالک کو زمین سے اُٹھا کر آسمان تک پہنچاتا ہے۔ اور چوپایوں کی خصلت والے انسان کو فرشتوں پر افضلیت کا درجہ دیتا ہے۔ یہی دل کی حضوری ہے۔ جو...... وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ...... (یعنی ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) کے بھید کو ظاہر کرتا ہے۔ اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

یعنی جدھر دیکھو اُدھر خدا ہی خدا ہے کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور **وھو معکم اینما کنتم**

(وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو)

کے رمز کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اور اس ذرۂ بے مقدار انسان کو اپنے قرب کی گدی پر بٹھاتا ہے۔ اسی کو فنا کہتے اور فنا کے نام سے پکارتے ہیں۔

گدھا بتائے ہوئے وقت پر جنگل میں چرنے کے بعد حاضر ہو جاتا

☆............ حضرت ابوایوب حمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ دیلمی رحمہ اللہ جب کہیں تشریف لے جاتے تو اپنی سواری کے گدھے کو کہیں باندھا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس کے کان میں یہ کہہ دیتے کہ جا جنگل میں جا کر کچھ کھا پی آ اور فلاں وقت یہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ گدھا جنگل میں چلا جاتا اور ٹھیک اس وقت پر جس وقت کا اسے کہا جاتا وہ وہیں پہنچ جاتا تھا۔ (اللہ والوں کی کرامات ومدد ونصرت کے حیران کن واقعات، ص۲۲۰)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مہمان کے لئے ہرن اور پرندے کا حاضر ہونا

☆............ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن سے چلے۔ آپکے ہمراہ ایک مہمان بھی تھے۔ آپ نے جنگل میں ہرنوں کو پھرتے ہوئے دیکھا اور پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے ایک ہرن اور ایک پرندہ جو موٹے ہوں میرے پاس آ جائیں کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آ گیا ہے میں اس کا اکرام کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں آ گئے...... اس مہمان نے کہا سبحان اللہ۔ کیا یہ ہوائی پرندے بھی آپ کے مسخر ہیں...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو...... کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی بندہ خدا کی فرمانبرداری کرے اور کوئی شے اس کی نافرمانی کرے۔

جانور کو بلا ضرورت ومصلحت قتل کرنے کا گناہ اور وبال:

کسی جانور کو بلا ضرورت قتل کرنا جائز نہیں، اور اسے ماردینا شریعت کی نظر میں سخت گناہ ہے۔

البتہ جو جانور حلال ہو، اس کو شرعی طریقہ پر ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

اسی طرح جو جانور موذی ہو، اس کو بھی قتل کرنے کی اجازت بلکہ بعض کے نزدیک ضروری ہے، کیونکہ ایذاء سے بچنے کے لیے جانور کو قتل کرنا ضرورت ومصلحت میں داخل ہے۔ لیکن ضرورت کی وجہ سے ذبح کا معاملہ ہو یا قتل کا، بہر صورت جانور کو غیر ضروری تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہیے۔

❀ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ اِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا اِلَّا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ يَذْبَحُهَا فَيَأْ كُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِيْ بِهَا

(سنن النسائی حدیث نمبر ۴۳۴۹، باب اِبَاحَةُ أَكْلِ الْعَصَافِيرِ، واللفظ لہٗ، وباب مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا، السنن الکبریٰ للنسائی، باب اباحة أكل العصافير)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بھی چھوٹے جانور کو بغیر اس کے حق کے قتل کرے گا تو اللہ عزوجل اس سے اس کے بارے میں باز پُرس فرمائیں گے۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس کا حق کیا ہے؟...... تو آپ ﷺ نے فرمایا:...... کہ اس کو ذبح کر لے اور کھا لے (جب کہ وہ حلال ہو) اور اس کے سر کو نہ کاٹے تا کہ اس پر نشانہ بازی کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چڑیا بلکہ اس سے چھوٹے جانور کو بھی بلا ضرورت قتل کرنا جائز نہیں اور سخت گناہ ہے۔ اور جب چڑیا اور اس سے چھوٹے جانور کو بھی بلا ضرورت قتل کرنا جائز نہیں تو اس سے بڑے جانور کا بلا ضرورت قتل کرنا بدرجہ اَولیٰ گناہ ہے، جس کا وبال احادیث میں یہ بتلایا گیا کہ قیامت کے دن وہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندے سے مواخذے کا مطالبہ کرے گا۔

البتہ اگر کسی جانور کا قتل کرنا ضرورت کی وجہ سے ہو مثلاً کھانے کی ضرورت سے ہو یا جائز طریقے پر علاج معالجہ کی غرض سے ہو یا کسی جانور کے موذی ہونے کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

❀ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النَّحْلَةِ، وَ النَّمْلَةِ، وَالصُّرَدِ، وَالْهُدْهُدِ

(مسند احمد، حدیث نمبر واللفظ لہٗ، سنن أبی داؤد، حدیث نمبر کتاب الادب، باب فی قتل الذر، سنن ابنِ ماجة، حدیث نمبر)

ترجمہ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور لٹورے اور ہُد ہُد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بعض روایات میں مینڈک کے قتل کرنے کی بھی ممانعت ہے۔

ان جانوروں کا ذکر بطور مثال کے کیا گیا ہے، کیونکہ ان جانوروں سے عام طور پر انسان کو سابقہ پیش آتا ہے، اور اصل مقصد یہ ہے کہ جو جانور فطرتاً انسان کے لیے موذی نہیں ہوتے، ان کو قتل کرنا منع ہے۔

شہد کی مکھی اور چیونٹیوں کے بارے میں تفصیل آگے آتی ہے۔

اور ہُد ہُد اور لٹورا کیونکہ انسانوں کے لیے موذی نہیں، اس لیے ان کو قتل کرنا منع ہے۔

خلاصہ یہ کہ جس جانور کے قتل کرنے کی ضرورت نہ ہو، اس کو قتل کرنا جائز نہیں۔

البتہ ضرورت کی مختلف صورتیں ہیں، ایک یہ کہ کھانے کی ضرورت ہو، اور یہ ضرورت حلال جانوروں سے وابستہ ہے، دوسرے یہ کہ وہ جانور موذی ہو، اور ایذاء کی بھی مختلف صورتیں ہیں، تیسرے یہ کہ کسی مرض کے علاج کے لیے قتل کرنے کی ضرورت پیش آجائے، جس کا تعلق طبی اصول سے ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جانور کو نشانہ بازی کے لیے کھڑا کر کے اور محبوس کر کے رکھنا، یا بھوکا پیاسا مارنے کے لیے باندھ چھوڑ دینا سخت گناہ اور باعثِ لعنت عمل ہے۔

آج کل بہت سے لوگ صدقہ کے لیے بکرا ذبح کرنے کا انتخاب کرتے ہیں، اور کم سے کم قیمت میں میسر آجانے کی خاطر بکرے کے بہت چھوٹے بچوں کو خرید کر ذبح کر دیتے ہیں۔

اولاً تو شریعت کی طرف سے صدقہ کے لیے کسی جانور یا بکرے کی تخصیص نہیں آئی، دوسرے صدقہ میں جانور ذبح کرنے کی تعیین بھی بلاوجہ ہے۔

اس حیثیت سے جانور کے ذبح کو ضروری سمجھنا عبث ہوا، جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

کسی پریشانی، مصیبت یا بیماری وغیرہ سے حفاظت کے لیے احادیث میں صدقہ کرنے کی ترغیب آئی ہے اور صدقہ اس چیز کا کرنا چاہیے جس سے غریبوں اور محتاجوں وضرورت مندوں کی زیادہ بہتر طریقہ پر

مدد ہو۔ لہٰذا بکرے کی تخصیص اور اس میں بھی ذبح کو اصل مقصود سمجھنا درست نہیں۔

تیسرے بہت چھوٹے بچوں کو ایسے عمل کے لیے ذبح کرنا بھی ناانصافی ہے، جس کے لیے شریعت کی طرف سے ذبح کرنے کو متعین نہیں کیا گیا۔

مسئلہ:...... آج کل بعض پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بازار میں قلت پیدا کر کے قیمت بڑھانے کی غرض سے مرغیوں یا ان کے بچوں کی بڑی تعداد کو قتل کر دیتے، بلکہ زندہ درگور کر دیتے ہیں، یہ سخت ترین گناہ ہے، دنیائے فانی کے چند ٹکّوں کی خاطر قیمتی جانوں کا ضیاع انتہائی حماقت وسفاہت ہے۔

حضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت...... لاغر بکری دودھ سے بھر گئی

ابونعیم نے ابوقر صافہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میرا باپ مر گیا میری ماں اور خالہ زندہ تھیں...... ہمارے پاس چند ایک بکریاں تھیں جنہیں میں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر اوقات مجھے تاکید کیا کرتی تھی کہ کبھی اس شخص (محمد ﷺ) کے پاس نہ جانا بلکہ اس کے قریب سے نہ گزرنا کیونکہ اگر تو اس کے قابو میں آ گیا تو وہ تجھے گمراہ کر دے گا۔

لیکن میں جب بکریاں لے کر چراگاہ میں پہنچا تو بکریوں کو وہیں چھوڑ کر جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور دن بھر حضور ﷺ کے کلام معجز نظام کو سنا کرتا۔ مجھے اس قدر لذت آتی کہ اور کچھ یاد نہ رہتا۔ شام کو بھوکی بکریاں گھر لے آتا۔

میری خالہ پوچھا کرتی کہ تمہیں کیا ہوا؟ تو انہیں لے جا کر کیا کرتا ہے؟ یہ خالی پیٹ رہتی ہیں اور دن بدن لاغر ہوتی جاتی ہیں۔ میں کہتا مجھے کچھ معلوم نہیں کیا ہوا۔ اسی طرح دو روز اس نے بکریوں کو دیکھا اور مجھے خوب ڈانٹا کہ تو کہاں رہتا ہے، یہ کیوں بھوکی رہتی ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ تو چراتا نہیں۔

تیسرے دن حسبِ معمول حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا اور ساتھ ہی یہ شکایت کر دی کہ میری خالہ مجھے آپ کے پاس آنے سے منع کرتی ہے۔ کیونکہ میں تمام دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا ہوں اور بکریاں کہیں بیٹھی رہتی ہیں۔ خالہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوتی ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ جا اپنی بکریاں میرے پاس لے آ۔ میں ہانک کر انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں لایا۔ حضور ﷺ نے ان کے پٹھوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کے تھنوں کو بھی ہاتھ لگایا اور دعائے برکت کی۔ ان

کے تھن فوراً دودھ سے بھر آئے اور گوشت و چربی سے فربہ ہو گئیں۔

جب انہیں گھر لے آیا تو میری خالہ نے کہا: ہاں! اس طرح چرایا کر اور جہاں آج چراتا رہا ہے ہر روز وہاں لے جایا کر۔ میں نے کہا: خالہ جی! آج کسی جگہ نہیں چریں اور نہ ان کو چراتا رہا ہوں۔ یہ اس شخص کی برکت ہے جس کے پاس سے گزرنے سے تم منع کرتی ہو۔ اگر تم کہتی ہو تو اس کے پاس جایا کروں، کہتی ہو تو نہ جایا کروں۔ اس کو کہہ آؤں گا کہ اپنی برکت واپس لے لے، خالہ نہیں چاہتی۔

یہ سن کر بولی۔ نہیں بچہ کیوں نہیں چاہتی۔ اس کے پاس ضرور جایا کر۔ جو وہ کہے اسے غور سے سنا کر، بہت برکت والا اور ہدایت والا آدمی ہے۔ میرا دل کہتا ہے وہ سچا ہے۔ پھر وہ میری ماں دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ جب ہم آپ کی بیعت کر کے واپس آئے تو میری ماں اور خالہ کہتی تھیں کہ ہم نے کسی کو آپ سے زیادہ خوبصورت خوش لباس اور نرم کلام نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے منہ سے گفتگو کے وقت نور نکلتا ہے۔

(خصائص کبریٰ ابونعیم)

سانپ کا انڈہ پھٹا اور بینائی چلی گئی

ایک صحابی حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے کہ

"وقعت رجلی علٰی بیض حیة فاصابت بصری"

ان کا پاؤں اتفاقاً ایک زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑ گیا اور وہ پس گیا اور اس کے زہر کے اثر سے حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بالکل سفید ہو گئیں اور نظر جاتی رہی۔

یہ حال دیکھ کر ان کے والد بہت پریشان ہوئے اور انہیں لے کر حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔

فنفث رسول اللّٰہ ﷺ فابصر

حضور ﷺ نے سارا قصہ سن کر اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں ڈالا۔ تو حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کی اندھی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں اور انہیں نظر آنے لگا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے خود حضرت فدیک رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اس وقت ان کی عمر اَسّی سال کی تھی اور آنکھیں تو ان کی بالکل سفید تھیں مگر حضور ﷺ کے لعاب مبارک کے اثر سے نظر اتنی تیز تھی کہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

(حوالہ خصائل کبریٰ، دلائل النبوۃ ص ١٦٧، کتاب الشفاء و مدارج النبوۃ، مواہب لدنیہ)

جانور آپ ﷺ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے بعض گھر والوں نے کچھ جانور رکھے ہوئے تھے۔ جب نبی ﷺ باہر نکلتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے اچھلنے کودنے لگتے۔ اور جونہی انہیں آپ ﷺ کی آمد کا احساس ہوتا (کہ آپ تشریف لا رہے ہیں) تو وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہونے لگتے۔

(حوالہ دلائل النبوۃ)

ہرنی کا حضور ﷺ کو سلام

یہ روایت نزہۃ المجالس میں بھی موجود ہے۔ اور نزہۃ المجالس میں اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد ایک بزرگ کا واقعہ بھی لکھا ہے۔...... وہ یہ ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور ﷺ کی قبرانور کے حضور حاضر ہوا تھا کہ مسجد میں ایک ہرنی آ گئی اور قبرانور کے سامنے ہو کر اس نے اپنا سر جھکا دیا۔ گویا حضور ﷺ کو سلام عرض کر رہی تھی۔

سلام عرض کرنے کے بعد پھر پیٹھ کیے بغیر الٹے پاؤں مسجد سے نکل گئی اور اپنی پیٹھ قبرانور کی طرف نہ ہونے دی۔ بزرگ فرماتے ہیں۔ یہ ہرنی یقیناً اس ہرنی کی اولاد میں سے تھی جسے حضور ﷺ نے جال سے آزاد کرایا تھا۔

میرے بزرگو! یہ تو ایک جانور کا ادب ہے کہ قبرانور کی طرف پیٹھ نہیں ہونے دی۔ مگر ہمارا کیا حال ہے خود گریبان میں جھانک لیں۔

(نزہۃ المجالس) (شان محمد ﷺ کے مثالی واقعات)

* * *

سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لینے والے صحابی

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا۔ آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا۔ میرا نام میرے آقا ﷺ نے سفینہ رکھا ہے۔ پوچھا۔ کیوں؟ تو بتایا کہ حضور ﷺ ایک جگہ تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی ساتھ تھے۔ ان کے وزن ان پر بوجھل تھے۔ تو مجھے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا چادر بچھاؤ۔ میں نے بچھا دی۔

تو سب نے اپنا سامان اس میں رکھ دیا اور اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیا اور اس والی امت ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اس کو اٹھا کیونکہ تو سفینہ (کشتی) ہے۔ بس اس دن سے میں ایک یا دو تین چار پانچ چھ سات اونٹوں کا سامان اٹھالوں تو مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۳)

غیب سے بکری آئی اور چار سو صحابہ کو دودھ پلا گئی

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ساتھ ہم تقریباً چار سو آدمی ہم سفر تھے۔ ہم نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں پانی کا نام تک نہ تھا۔ اس جگہ اترنا لوگوں کو ناگوار محسوس ہوا۔ تاہم جب انہوں نے نبی ﷺ کو وہاں اترتے دیکھا تو سبھی اتر پڑے۔

اچانک ایک بکری دوڑتی ہوئی نبی ﷺ کے پاس آئی۔ سینگ ایسے تھے جیسے فولاد۔ نبی ﷺ نے اسے دوہا پھر تمام لشکر کو دودھ سے سیراب کیا اور خود بھی نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

یَا نَافِعُ اَمْلِکْهَا وَمَآ اَرَاكَ تَمْلِکُهَا

”اے نافع! اس بکری کو سنبھال لو مگر مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو“

کہتے ہیں جب نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو۔ تو میں نے ایک میخ لے کر زمین میں گاڑھی۔ پھر ایک مضبوط رسی اس بکری کے گلے میں ڈالی اور اسے میخ سے باندھ دیا۔

اتنے میں نبی ﷺ سو گئے۔ لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بکری غائب۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس امر سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اے نافع! میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اسے سنبھال نہ سکو گے؟

اِنَّ الَّذِیْ جَآءَ بِهَا هُوَ الَّذِیْ ذَهَبَ بِهَا ”بے شک! جو اسے لایا تھا وہی لے بھی گیا۔“

(دلائل النبوۃ)

نوح علیہ السلام کے نام مبارک کی وجہ تسمیہ

حضرت نوح علیہ السلام نے ایک چار آنکھ والے کتے کو دیکھا۔ چار آنکھ ہونے کی وجہ سے نوح علیہ السلام نے اس کو بدصورت سمجھا اور اس کو بنظرِ حقارت دیکھا۔ حکمِ خداوندی سے وہ کتا بول پڑا (معجزات انبیاء و کرامات اولیاء حق ہیں) اے نوح (علیہ السلام)! کیا تم مجھ کو ذلیل سمجھتے ہو۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے۔ ورنہ اگر میرے اختیار میں اپنا بنانا ہوتا تو میں کتا ہی کیوں ہوتا۔ اس کا کلام سن کر حضرت نوح علیہ السلام پر خوف طاری ہوا۔ اور انہوں نے نہایت گریہ وزاری کی اور نوحہ کیا۔ اس وقت سے ان کا نام نوح علیہ السلام پڑ گیا۔ جبکہ ایک جگہ اس طرح آیا ہے کہ: ایک مقام پر کتا بدبودار پڑا ہوا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے اس سے کراہت کی۔ ان کی طبیعت میں اس سے نفرت پیدا ہوئی۔ فی الفور اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ:

”اے نوح! اس چیز کو ہم نے اس طرح بنایا۔ اگر تم کو یہ کتا بدبودار معلوم ہوتا ہے، اس سے عمدہ بنالو، حالانکہ تم اس کے مثل بنانے پر قادر نہیں۔ لہٰذا کیوں اس کو بُرا سمجھتے ہو۔ جب یہ حکم نازل ہوا، تو حضرت نوح علیہ السلام کا دل کانپا۔ زار زار نوحہ کرنے لگے۔ اسی وقت ان کا نام نوح مقرر ہوا۔ اور یہ بھی حق تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح بس کرو۔ کب تک نوحہ کرتے رہوگے۔ پس ان کا نام نوح پڑ گیا۔

چڑیا کی محبت اور بزرگ کا حسن سلوک

حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن وہب نے اپنے بعض رفقاء کا حال سنایا کہ ایک مرتبہ وہ ایوب جمال رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کرنے گئے۔ جب ہم صحراء میں داخل ہوئے اور چند منزل طے کر چکے تو ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ سر پر منڈلا رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہاں پر بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ پھر انہوں نے روٹی کا ٹکڑا مسل کر ہتھیلی پر رکھا، جسے چڑیا نے آ کر کھانا شروع کیا۔ بعد ازاں ان بزرگ نے چُلّو میں پانی لیا اور اس کو پلایا۔ پھر فرمایا کہ اُڑ جا۔ وہ اُڑ گئی۔ اگلے دن پھر آئی۔ آپ نے وہی معاملہ فرمایا۔ غرض چڑیا آخر سفر تک آتی جاتی رہی اور آپ وہی معاملہ فرماتے رہے۔ ایوب جمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تم کو اس چڑیا کی بابت علم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے جواب نفی میں دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چڑیا روز میرے گھر میرے پاس آتی تھی اور میں اس کو کھلایا پلایا کرتا تھا۔ اب جبکہ میں سفر میں چلا، تو یہ بھی میرے ساتھ ہوگئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی کیڑوں سے محبت

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر گزرے ہیں۔ اللہ نے بہت مال و دولت سے نوازا تھا۔ شیطان کو یہ بات نہ بھائی اور اس نے عرض کیا۔ اے رب یہ ایوب تیری عبادت بوجہ راحت کے کرتا ہے۔ اللہ نے فرمایا ایسا نہیں۔ اگر تو آزمانا چاہتا ہے تو چلو میں نے تمہیں ان کے جسم و دولت واہل پر اختیار دے دیا۔ مختصراً یہ کہ شیطان نے تمام اہل وعیال گھر بار کو تباہ کر دیا، سب کچھ ختم کر دیا۔ جب ایوب علیہ السلام کو اطلاع ملتی تو الحمد للہ کہتے کہ اللہ نے دیا تھا لے لیا۔ شیطان نے جب یہ منظر دیکھا تو حضرت ایوب علیہ السلام پر تصرف کیا۔ ان کے جسم میں پھونک ماردی، جس سے تمام جسم بیمار زدہ ہو گیا۔ اتنے بیمار ہوئے کہ شہر والوں نے شہر سے نکال کر جنگل میں ڈال دیا...... مگر حضرت ایوب علیہ السلام برابر عبادت کرتے رہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کھانے کا بندوبست کرتی رہتیں۔ بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ جسم مبارک میں کیڑے پڑ گئے، لیکن عبادت بدستور کرتے۔ ذکر اذکار جاری تھے، کیونکہ ابھی تک آلۂ ذکر سالم تھا (یعنی زبان)۔...... آپ کو ان کیڑوں سے اتنی محبت ہو گئی تھی...... بلکہ اللہ نے اتنی محبت ڈال دی تھی کہ جب کوئی ان میں سے زمین پر گر پڑتا تو فوراً اُٹھا کر اسی مقام پر رکھ دیتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خوراک میرے جسم میں رکھی ہے۔ ایک دفعہ یہ ہوا کہ ایک کیڑا آپ کے جسم مبارک سے نیچے گر پڑا تو زمین زیادہ گرم تھی۔ جوں ہی اسے اُٹھایا، اس نے بہت سختی سے جسم مبارک کو کاٹا...... اور یہ بھی مذکور ہے کہ جب کیڑے نے زبان پر حملہ شروع کیا تو بے اختیار بول پڑے

"رب انی مسنی الضر وانت خیر الرحمین"...... اے اللہ اب تو آلۂ ذکر ہی کٹ رہا ہے۔...... تو اللہ نے فرمایا: اے ایوب میں تو اسی انتظار میں تھا۔ آپ نے فرمایا اے رب! مجھے شرم آئی کہ ۷۰ سال صحت میں گزارے۔ اب جو تھوڑی سی تکلیف آئی تو کیسے صحت مانگوں...... اور ڈر رہا کہ بے صبروں میں نہ لکھا جاؤں...... پھر اسی صبر پر آپ کو صابر کا لقب ودیعت ہوا۔

ارشاد خداوندی ہے "اناوجد ناہ صابرا نعم العبد انہ اواب"...... ہم نے ان کو صابر پایا: کیا ہی اچھا بندہ ہے، وہ قدم قدم پر ہماری طرف لوٹنے والا ہے...... غرض صحت ملی اور تمام اہل وعیال و مال واپس ملا۔

بعد بیماری کے کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا الحمد للہ کہ صحت ملی...... لیکن اب وہ مزہ نہیں ہے جبکہ حق تعالیٰ میری بیمار پرسی فرماتے ہوئے پوچھتے: سناؤ ایوب کیسا حال ہے؟ فرمایا کہ یہ کلام مجھ کو شام تک

اور پھر شام سے صبح تک محویت میں رکھتا۔

فائدہ

- ایوب علیہ السلام کی کیڑوں سے محبت کو دیکھیں کہ بیماری میں بھی ان کا خیال رکھا کہ ان کا رزق میرا جسم ہے
- معلوم ہوا کہ اللہ اپنے نیک بندوں کو آزماتا ہے تاکہ ان کے درجات بلند فرمائے اور مخلوق خدا میں ان کی شہرت ہو، ساتھ ساتھ شیطان وحاسدین کی ذلت ہو۔ کیونکہ بعض اوقات کسی کا حسد محسود کی شہرت، عظمت ورفع درجات کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ یہاں بھی آپ نے دیکھا کہ اگر شیطان حسد نہ کرتا تو ایوب علیہ السلام کو صابر کا لقب کیسے ملتا...... اور یہ واقعہ قرآن کریم میں کیسے آتا؟
- یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں پر اللہ کے امتحان کو دیکھ کر ان سے بدظن نہ ہونا چاہیے کہ جی اگر یہ مقرب ہوتا تو اس پر یہ بَلا وامتحان نہ آتا...... اس لیے کہ وہ اس غم میں بھی ترقی وخوشی محسوس کرتے ہیں۔ بقول ہمارے داد پیر...... اللہ میاں نے چٹکی لی...... اور اس شعر کے مصداق ہوتے ہیں۔

زندگی پُرکیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

نبیان خوشحال دی پہ بَلا ولیان پہ صبر کوی
دانور وگری مے پہ شور او پہ غوغا ولیدل

اس کو مثال سے سمجھیں:...... جیسے کوئی سردی کے دنوں میں سخت بھوک میں تیز مرچ والا کباب کھائے تو اس کے کھانے سے اس کے آنسو بھی نکلیں گے اور اس کھانے سے جلن محسوس کرے گا اور مزہ بھی لے گا۔ یہی حال اہل اللہ کا ہے کہ بظاہر غم ہے، تکلیف ہے، محسوس بھی کرتے ہیں مگر اندر سے مطمئن ہیں۔ حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہے بے ہمہ و باہمہ کی کیفیت ہے۔ قلباً عرشی قالباً فرشی ہیں۔ خلوت درانجمن کے مصداق ہیں۔ واٹر پروف گھڑی کی مانند ہیں کہ بظاہر گھڑی پانی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ پانی اس کے اندر چلا گیا ہے، اس کو خراب کر دیا مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔ پانی اس کے اندر نہیں ہوتا، اِردگرد سے اس کو گھیرا

ہوتا ہے۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے، بظاہر غم میں ڈوبے ہوتے مگر وہ اندر سے مطمئن اور بے غم ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر غم زدہ ہوتے ہیں۔ یہی کمال ہے اور اقرب الی السنّت ہے۔

- بعض اوقات اضطراری مجاہدہ سے وہ کچھ حاصل ہوجاتا ہے، جو اختیاری مجاہدہ سے سال بھر میں بھی مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔
- مصائب کا آنا تین وجہ سے ہوتا ہے:
    - تعذیب (کافر کے لئے)
    - تطہیر (عاصی مسلم کیلئے)
    - رفعِ درجات (انبیاء و اولیاء کے لئے)

جانوروں پر رحم اور ان کے حقوق کی رعایت کی تاکید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(مسلم، حدیث نمبر، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ وأنها سبقت غضبه)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ان جنوں اور انسانوں اور جانوروں اور حشرات الارض کے درمیان نازل فرمایا (یعنی ان کی فطرت کا حصہ بنایا، اور ان کے دلوں میں ڈالا) پس اسی ایک حصے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اور اسی وجہ سے جانور اپنے بچے سے محبت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ننانوے حصوں کو مؤخر فرمالیا، جس کے ذریعے سے وہ اپنے بندوں پر قیامت کے دن رحم فرمائیں گے۔

تَشرِیح اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کو رحم، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کیا ہوا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو صحیح صحیح استعمال کرنا اس نعمت کی قدردانی ہے، اور اس کو صحیح استعمال نہ کرنا اس کی ناقدری ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو صحیح مصرف میں استعمال کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بھی مستحق ہوتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ حُدَيْجٍ مَرَّ عَلٰى أَبِي ذَرٍّ وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَ فَرَسٍ لَهٗ فَسَأَلَهٗ: مَا تُعَالِجُ مِنْ فَرَسِكَ هٰذَا؟ فَقَالَ إِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا الْفَرَسَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَهٗ دَعْوَتُهٗ قَالَ: وَمَا دُعَاءُ الْبَهِيمَةِ مِنَ الْبَهَائِمِ؟ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، مَا مِنْ فَرَسٍ إِلَّا وَهُوَ يَدْعُوْا كُلَّ سَحَرٍ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ خَوَّلْتَنِيْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِكَ، وَجَعَلْتَ رِزْقِيْ بِيَدِهٖ فَاجْعَلْنِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ

(مسند احمد حدیث نمبر[illegible]، واللفظ لہٗ، العظمۃ لأبی الشیخ، حدیث نمبر[illegible]، سنن سعید بن منصور حدیث نمبر[illegible])

ترجمہ: حضرت معاویہ بن حدیج حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے، اور اس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کے قریب کھڑے ہوئے (محبت کا اظہار کررہے) تھے، تو حضرت معاویہ بن حدیج نے حضرت ابوذر سے کہا کہ آپ اپنے اس گھوڑے کے ساتھ کیا کررہے ہیں، تو حضرت ابوذر نے فرمایا کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس گھوڑے کی دعا قبول کرلی گئی ہے، حضرت معاویہ بن حدیج نے عرض کیا کہ ان بے زبان جانوروں میں کسی بے زبان جانور کی دعا کیا ہوگی؟ تو حضرت ابوذر نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کہ کوئی گھوڑا بھی ایسا نہیں ہے، جو ہر سحر کے وقت یہ دعا نہ کرتا ہو کہ:

یا اللہ! آپ نے مجھے اپنے بندوں میں سے جس بندے کی ملکیت وتحویل میں دیا ہے، اور اس کے ہاتھ میں میرا رزق کردیا ہے، تو مجھے اس کی نظر میں اس کے گھر والوں سے، اور اس کے مال اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب کردیجئے۔

تشریح معلوم ہوا کہ جانور نہ صرف یہ کہ مالک سے محبت کی طلب رکھتے ہیں، ...... بلکہ اس کی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں۔

پس مالک کے دل میں اپنے مملوک جانور کی محبت نہ ہونا اس کی سنگدلی کی علامت ہے۔

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَذْبَحُ الشَّاةَ، وَأَنَا أَرْحَمُهَا۔ أَوْقَالَ: إِنِّيْ لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا فَقَالَ: وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ

(مسند احمد حدیث نمبر[illegible]، واللفظ لہٗ، وحدیث نمبر[illegible]، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر[illegible])

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں بکری ذبح کرتا ہوں، اور مجھے اس بکری پر

رحم آتا ہے، یا مجھے بکری کے ذبح کرنے پر رحم آتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر بکری پر آپ نے رحم کیا، تو اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں گے، یہ بات (اہمیت کے پیش نظر) آپ ﷺ نے دومرتبہ ارشاد فرمائی۔

تَشرِیح مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت بھی اس کے ساتھ شفقت و رحمت والا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيْحَةً ، رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(الا دب المفر د للبخاری، حدیث نمبر [illegible] باب رحمة البهائم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رحم کیا، اگرچہ ذبح کئے جانے والے جانور پر ہی کیوں نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائیں گے۔

تَشرِیح جانور کو ذبح کرتے وقت رحم اور شفقت سے متعلق شریعت نے مستقل احکام بیان کئے ہیں۔ اور حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ

(ابو داود، حدیث نمبر [illegible] کتاب الجهاد ، باب مایؤمربه من القیام علی الدواب والبهائم)

ترجمہ: ان بے زبان چوپاؤں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

تَشرِیح بے زبان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جانور اپنی بھوک پیاس اور تکلیف اور دوسری ضروریات کا انسان کے سامنے اپنی زبان سے اظہار نہیں کر پاتے، اس لئے جانور انسانوں کے مقابلہ میں زیادہ رحم اور توجہ کے مستحق ہیں، کہ انسان خود سے ان کی راحت و آرام کا خیال رکھے، اور ان کے دکھ درد اور تکلیف سے حفاظت کا اہتمام کرے۔

کیونکہ انسانوں کی حق تلفی کی تو ان سے تو معافی کا حاصل کرنا ممکن ہے، لیکن جانوروں سے ممکن نہیں۔

اسی لئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

لَوْ غُفِرَ لَكُمْ مَاتَأْتُوْنَ إِلَى الْبَهَائِمِ لَغُفِرَ لَكُمْ كَثِيْراً

(مسند احمد حدیث نمبر [illegible]، شعب الایمان للبیهقی ، حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ: اگر تمہاری ان چیزوں (یعنی زیادتیوں اور گناہوں) کو معاف کر دیا گیا، جو تم جانوروں کے

ساتھ کرتے ہو، تو بلاشبہ تمہاری بہت بڑی مغفرت کر دی گئی۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ عام طور پر انسانوں کی طرف سے جانوروں کو جو تکلیف پہنچتی ہے، اور ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے، مثلاً جانور کو بے جا مارنا اور دکھ پہنچانا، دانہ پانی کا مناسب انتظام نہ کرنا، اور اس سے طاقت سے زیادہ کام لینا، تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، اور اس کی تلافی آسان نہیں۔

لہٰذا اگر اس کی معافی مل گئی، تو یہ انسان کے حق میں بڑی غنیمت ہے، ورنہ پورا خطرہ تو مؤاخذے کا ہے

اور یحییٰ جابر فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ مَرَّ بِقَوْمٍ قَدْ أَنَاخُوْا بَعِيْرًا فَحَمَلُوْا غِرَارَتَيْنِ ثُمَّ عَلُوْصًا فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْبَعِيْرُ أَنْ يَّنْهَضَ فَأَلْقَاهَا أَبُوْ الدَّرْدَاءِ عَنِ الْبَعِيْرِ ثُمَّ أَنْهَضَهٗ فَانْتَهَضَ ثُمَّ قَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ لَئِنْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ مِثْلَ مَا تَأْتُوْنَ إِلَى الْبَهَائِمِ لَيَغْفِرَنَّ لَكُمْ عَظِيْمًا إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِهٰذِهِ الْعُجْمِ خَيْرًا أَنْ تَنْزِلُوْا بِهَا مَنَازِلَهَا فَإِذَا أَصَابَتْكُمْ سِنَةٌ أَنْ تَنْجُوْا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا (بقية الباعث، حديث نمبر [illegible] باب ماجاء فی الدواب)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، جنہوں نے اونٹ کو بٹھا رکھا تھا، پھر اس کے اوپر انہوں نے دو بڑے بورے لادے، پھر مزید سامان لادا، تو اونٹ سے اٹھا نہیں گیا، تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس اضافی سامان کو اونٹ سے نیچے اتار دیا، اس کے بعد اونٹ کو اٹھایا، تو وہ اٹھ گیا، پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری ان جیسی چیزوں (یعنی زیادتیوں اور گناہوں) کو معاف کر دیا گیا جو تم جانوروں کے ساتھ کرتے ہو، تو بلاشبہ تمہاری بہت بڑی مغفرت کر دی گئی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ:

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ان بے زبان جانوروں کے بارے میں خیر اور بھلائی کا برتاؤ کرنے کی وصیت فرماتے ہیں، لہٰذا تم ان جانوروں کو ان کے درجوں پر رکھو (یعنی ہر جانور کو اس کے درجے پر رکھ کر اس سے برتاؤ کرو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر طے کیا کرو، تو چلنے میں تیزی کیا کرو۔

تشریح خشک سالی کے زمانے میں جلدی سفر طے کرنے کی وجہ یہ ہے تاکہ جانور کو دیر تک بھوک پیاس کی مشقت نہ اٹھانی پڑے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَلِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

(مسلم، حدیث نمبر [illegible]، كتاب البر والصلة والآداب ، باب تحريم الظلم، واللفظ لهٗ، ترمذی، باب ماجاء فی شأن الحساب والقصاص، مسند احمد حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب حقوق کو ان کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے بھی دلوایا جائے گا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقْتَصَّ لِلشَّاةِ الْجَمَّاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ نَطَحَتْهَا (مسنداحمد، حدیث نمبر [illegible]، واللفظ لهٗ ، صحیح ابن حبان حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب حقوق کو ان کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے بھی دلوایا جائے گا، جو اس نے بے سینگ والی کو مارا ہوگا۔

اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے:

يُحْشَرُ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْبَهَائِمُ ، وَالدَّوَابُّ، وَالطَّيْرُ، وَكُلُّ شَيْءٍ فَيَبْلُغُ مِنْ عَدْلِ اللّٰهِ أَنْ يَأْخُذَ لِلْجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ (مستدرك حاكم، حديث نمبر [illegible])

ترجمہ: تمام مخلوقات کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، چوپاؤں کو بھی اور دوسرے جانوروں کو بھی، اور پرندوں کو بھی، اور ہر چیز کو، پس اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف سے بے سینگ والا جانور بھی سینگ والے جانور سے اپنا حق حاصل کرے گا۔

تشریح پس جب ایک جانور سے بھی دوسرے جانور کو بدلہ دلوایا جائے گا، جبکہ جانور شریعت کے احکام کے مکلّف بھی نہیں، تو جانور کو انسان سے بدلہ کیونکر نہیں دلوایا جائے گا۔

اور اسی وجہ سے اہل علم نے فرمایا کہ جانور پر ظلم کرنے کا وبال بعض وجوہات سے کسی انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ شدید ہے۔

فاختہ کی حضور ﷺ سے گفتگو

ایک اعرابی اپنے اوپر چادر ڈالے ہوئے حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔

آپ میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟

’’یہ ہیں شاداب چہرے والے‘‘

صحابہ نے بتایا تو اعرابی نے حضور ﷺ سے کہا:

’’یا محمد ﷺ! اگر سچے نبی ہیں تو بتایئے کہ میرے پاس کیا ہے؟

’’اگر بتا دیا تو اسلام (قبول) کر لو گے؟‘‘

’’یقیناً‘‘

اعرابی نے ایمان لانے کا وعدہ کر لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

’’سنو! تم فلاں وادی سے گزر رہے تھے۔ تمہاری نظر فاختہ کے گھونسلہ پر پڑی۔ اس میں دو بچے تھے تم نے پکڑ لئے۔ جب فاختہ نے گھونسلہ خالی دیکھا تو وادی میں چاروں طرف اڑنے لگی۔ تمہارے سوا اسے کچھ بھی نظر نہ آیا تو فاختہ کو یقین ہو گیا کہ بچے تمہارے پاس ہیں۔ اپنے بچوں کی خاطر وہ تمہارے سامنے گر پڑی تو تم نے اسے بھی دبوچ لیا۔ اس وقت دو بچے اور ان کی ماں تینوں تمہارے پاس ہیں۔‘‘

یہ سن کر اعرابی نے اپنی چادر اتار دی۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق تینوں پرندے اس میں موجود تھے۔ پھر کیا تھا! اعرابی کلمہ پڑھ کر ایمان لے آیا۔ صحابہ کرام فاختہ کی مامتا پر متعجب ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

’’تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ سنو! کہ جب بندے توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر فاختہ کی مامتا سے بھی زیادہ رحم آ جاتا ہے۔‘‘

حضور ﷺ نے اعرابی سے فرمایا کہ وہ فاختہ اور اس کے بچوں کو آزاد کر دے۔ (مشکوٰۃ)

(شان محمد ﷺ کے مثالی واقعات ص ۱۹۹ تا ۲۰۰)

حضور ﷺ پر کبوتروں کا سایہ

ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ معظّمہ میں فتح مکہ کے موقع پر تشریف لائے تو......’’اِنَّ حَمَامَ الْمَكَّةِ اَظَلَّتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمُ فتحَھَا فَدَعَابِالْبُرْکَتبہٖ‘‘

تو مکہ معظّمہ کے کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا۔ حضور ﷺ نے کبوتروں کے لئے دعائے برکت فرمائی۔ (شفاء)

اسی طرح جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ اور غار ثور میں کچھ وقت رہے۔ تو غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بن دیا......اور کبوتروں نے انڈے دیئے......تاکہ دشمن گمان بھی نہ کرسکیں کہ......اس غار میں کوئی اترا ہے۔

(بهجة المحافل ۲/۲۲٦)

پرندے نے حضور ﷺ کے موزے مبارک کو صاف کیا

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ...... انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لے گئے تو میں حضور ﷺ کے ساتھ گیا۔ آپ درختوں کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے......

پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا......تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا...... پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا......تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اترا ہوا گرا......

سست گھوڑے کی تیز رفتاری کی وجہ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا نہایت سست رفتار مٹھا تھا......ایک دفعہ مدینہ میں شور و غل ہوا......آپ ﷺ نے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کا چکر لگایا اور آپ ﷺ کی سواری کی برکت سے اس قدر تیز ہو گیا کہ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو فرمایا: یہ تو دریا ہے۔ اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

(صحیح بخاری) (شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات، ص۲۰۴ تا ۲۰۵)

بھیڑ کا حضور ﷺ کو سجدہ

امام ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لائے۔

”وفی الحائط غنم فسجد ن له“

”اس باغ میں بھیڑیں تھیں، سب نے آپ ﷺ کو دیکھ کر سجدہ کیا“ (خصائص کبریٰ)

حضور ﷺ کی دعا سے مردہ بکری زندہ ہوگئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ جانِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ چہرہ مبارک کو متغیر پایا۔ تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں نے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا چہرہ متغیر دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے بھوک کے سبب ایسا ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس صرف یہ ایک بکری اور کچھ بچا ہوا توشہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا...... اور روٹیوں کا چورہ کر کے ثرید بنایا۔ اس کو بارگاہِ نبوت میں لے کر حاضر ہوئے۔

حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جاؤ اپنی قوم کو بلالو جابر کا خاندان آیا اور حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: کھاؤ مگر ہڈی نہ توڑنا...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب نے سیر ہو کر کھالیا۔

"وفضل الجفنة شبها کان فیها"...... "اور کھانا اتنا کا اتنا ہی رہا"

جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضور رحمتِ عالم ﷺ نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان ہڈیوں پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمائے...... تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ:

"فَاِذَا بِشَاۃٍ قَدْ قَامَتْ تَنْفُضُ ذَنْبِهَا فَقَالَ لِیْ خُذْ شَاتَكَ فَاَتَیْتُ اِمْرَاَتِیْ فَقَالَتْ مَا هٰذَا قُلْتُ هٰذِهٖ وَاللّٰه شَاتِنَا النَّبِیِّ ذَبَحْنَا دَعَا اللّٰه فَاَحْیَاهَا لَنَا قَالَتْ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ"

"وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور دُم ہلانے لگی...... آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا...... اپنی بکری لے جائیں...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بکری لے کر اپنی بیوی کے پاس آیا...... وہ بولی...... یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: واللہ! یہ ہماری وہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا...... حضور ﷺ کی دعا سے یہ کان جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی...... اللہ نے اسے زندہ کر دیا ہے...... یہ سن کر ان کی بیوی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں......"۔

اس حدیث کو جلیل القدر محدث ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور مشہور حافظ الحدیث محمد بن المنذر نے بھی "کتاب العجائب و الغرائب" میں اس حدیث کو نقل فرمایا۔ (زرقانی علی المواہب، ۵/ ۱۸۴ و خصائص کبریٰ، ۲/ ۶۷، دلائل النبوۃ بیہقی، خصائص کبریٰ ۱/ ۲۲۷، دلائل النبوۃ ابو نعیم، ص ۵۴۳، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۲۱، مدارج النبوۃ ۱/ ۳۰۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پرندے کے بچاؤ کے لیے گوشت کا عطیہ:

نقل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یوشع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لے کر سیر کو نکلے۔ یکا یک ایک سفید پرندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوش مبارک پر گر پڑا اور کہا اے نبی اللہ آج مجھے قتل سے بچایئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کس سے بچاؤں؟ کہا شِکرے سے وہ مجھے کھانا چاہتا ہے اور انکی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) آستین کے اندر گھس گیا۔ پس اچانک ایک شِکرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہا اے نبی اللہ مجھ کو میرے شکار سے نہ روکیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تیرے لیے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ذبح کروں گا۔ اس نے کہا مجھے بکری کا گوشت اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میری ران کا گوشت کھالے۔ اتنے میں وہ پرندہ آستین سے اڑا، شِکرا بھی اس کے پیچھے اڑا۔ پھر دونوں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور ایک نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں اور دوسرے نے کہا میں میکائل ہوں۔ ہم دونوں آپ کی آزمائش کو آئے تھے تاکہ دیکھیں کہ آپ خدا کے بندوں پر کیسی شفقت کرتے ہیں؟

(قرۃ الواعظین، ج۲، ص۱۷۶)

بلی کی خدمت:

❀ حضرت خواجہ باقی باللہ کی شفقت اور حسن سلوک تمام مخلوق کے لیے برابر تھا۔ ایک رات سخت سردی میں آپ کسی کام کے لیے بستر سے اٹھ گئے۔ جب واپس آئے تو دیکھا کہ آپ کے بستر میں ایک بلی سو رہی ہے، تو بلی کو سوتا دیکھ کر آپ کو اچھا نہ لگا کہ خدا کی مخلوق کو بے آرام کریں۔ چنانچہ ساری رات بغیر لحاف سے گزار دی۔

(اصلاحی کہانیاں، ص۱۳۳)

مکھی کی وجہ سے بخشش

❀ محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ میں نے عبادات کی چند انواع و اقسام کا ذکر کیا تو فرمایا: کوئی عبادت قبول نہیں، ہاں البتہ ایک دن تم بیٹھے لکھ رہے

تھے کہ تمہارے قلم پر ایک مکھی آ بیٹھی تھی تو تم نے ترس کھاتے ہوئے اس کو اس کی روشنائی چوسنے دی، پس آج میں اس وجہ سے تم پر بھی رحم کھاتا ہوں، جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا۔ (۷۰ اولیاء اللہ کی مغفرت کے عجیب واقعات، ص۱۴۳)

مچھر کا خون:

❀ امام یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) ایک دفعہ علیل تھے۔ ابن سہیل والئ مصران کی عیادت کو آئے۔ اثنائے کلام اس نے پوچھا کہ جس کپڑے پر مچھر کا خون لگا ہو اس سے نماز جائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب نے یہ سن کر غصہ سے منہ پھیر لیا اور کچھ نہیں کہا۔ تب اس نے چلنے کا قصد کیا تو اس کو نظر بھر کر دیکھا اور فرمایا کہ تُو روزانہ خدا کے بندوں کا تو خون بہاتا ہے، اور مچھر کے خون کا فتویٰ پوچھنے چلا ہے۔

(علمائے سلف، خزینہ)

جانوروں کو منحوس سمجھنے اور ان سے شگون لینے کی ممانعت

آج کل بہت سے لوگ جانوروں کو منحوس سمجھتے، اور ان سے بدفالی اور مختلف طرح کے شگون لیتے ہیں، حالانکہ جانوروں میں نحوست کا عقیدہ رکھنا غلط ہے، اور دراصل اس قسم کا عقیدہ ونظریہ زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے۔

کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ بعض چیزوں میں نحوست کا عقیدہ رکھتے تھے، خاص کر عورت، گھوڑے اور مکان میں نحوست کا زیادہ اعتقاد رکھتے تھے، شریعت نے اس کی تردید فرمادی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ يَكُنْ مِّنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ

(مسلم، کتاب السلام، باب الطيرة والفال ومايكون فيه الشؤم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر واقع میں کسی چیز کے اندر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، یعنی گھوڑے میں، عورت میں، اور گھر میں۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست کا حقیقت میں کوئی وجود ہوتا تو ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی، لیکن نحوست کا واقع میں کوئی وجود نہیں، لہٰذا ان چیزوں میں بھی نحوست نہیں۔

چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

إِنَّمَا قَالَ إِنْ تَكُنْ فِيْ شَيْءٍ فَفِيهِنَّ أَيْ: لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ لَكَانَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ فَإِذَا لَمْ تَكُنْ فِيْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ فَلَيْسَتْ فِيْ شَيْءٍ (شرح معانی الآثار، کتاب الکراهة، باب الرجل يكون به الداء هل تجتنب ام لا؟)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی، تو ان چیزوں میں ہوتی، پس جب ان چیزوں میں بھی نحوست نہیں، تو کسی چیز میں نحوست نہیں۔

تشریح پھر شریعت نے زمانۂ جاہلیت کے اس عقیدے کی نہ صرف یہ کہ پرزور تردید کی، بلکہ اسی کے ساتھ جن چیزوں میں وہ نحوست کا زیادہ عقیدہ رکھتے تھے، ان میں نحوست کے بجائے برکت کا حکم لگایا۔

چنانچہ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِيْ الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ

(ترمذی، حدیث نمبرطج، ابواب الادب عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الشؤم)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشادِ مبارک سنا کہ نحوست کا کوئی وجود نہیں اور ان تین چیزوں میں (نحوست تو کیا ہوتی، اس کے برعکس) بسااوقات برکت ہوتی ہے، عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

اور ابن ماجہ میں حضرت مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِيْ الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّار (ابن ماجه، حديث نمبرمعاط، كتاب النكاح، باب مايكون فيه اليمن والشؤم)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشادِ مبارک سنا کہ نحوست کا کوئی وجود نہیں، اور ان تین چیزوں میں (نحوست تو کیا ہوتی، اس کے برعکس) بسااوقات برکت ہوتی ہے، عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں میں نحوست کا تو کوئی وجود نہیں، اس لئے نحوست کا عقیدہ رکھنا تو سراسر غلط ہے، البتہ اس کے برعکس بسااوقات برکت ہوتی ہے۔

پس اگر ان چیزوں میں نحوست ہوتی، تو برکت کیونکر ہوتی۔

پس آج کل بعض لوگ جو مختلف جانوروں سے مختلف طرح کی بدفالیاں اور بدشگونیاں لیتے ہیں، اور ان کو منحوس سمجھتے ہیں، یہ درست نہیں، جس کی چند مثالیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

﴿۱﴾ بعض لوگ ''اُلو'' (Owl) یا کسی دوسرے جانور کے کسی جگہ رہنے یا بیٹھنے سے سمجھتے ہیں کہ اس کی

وجہ سے اس جگہ میں نحوست آجاتی ہے، یا وہ جگہ ویران ہو جاتی ہے۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا شریعت کے خلاف اور سخت گناہ ہے۔

﴿۲﴾ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مکان وغیرہ کی دیوار پر کوّا بولے یا منہ سے لقمہ گر جائے یا آٹا گوندھتے ہوئے پانی زیادہ ڈل جائے یا روٹی پکاتے ہوئے ٹوٹ جائے یا روٹی پکانے والا توّا جھلملانے لگے تو مہمان آتا ہے۔ شرعاً اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

﴿۳﴾ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بلی اور خاص طور پر کالے رنگ کی بلی راستہ کاٹ دے، یا کوئی مخصوص جانور یا پرندہ بائیں طرف گزرے یا اڑے، تو سفر یا کام میں برکت اور خیر نہیں ہوتی۔

یہ بھی توہم پرستی اور زمانۂ جاہلیت کے غلط عقیدوں میں سے ہے۔

﴿۴﴾ بعض لوگ کسی جگہ بلی کے رونے کو کسی کی موت آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جبکہ یہ عقیدہ بھی اسلام کے مطابق نہیں۔

﴿۵﴾ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ مگر یہ سوچ زمانۂ جاہلیت کی سوچ پر مبنی ہے اور اسلام نے اس قسم کی بدشگونی سے منع فرمایا ہے۔

﴿۶﴾ اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کتے کے رونے سے وباء آتی ہے۔ مگر اس طرح کی کوئی بات شریعت سے ثابت نہیں۔

﴿۷﴾ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ مرغی اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہیے کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے حالانکہ شریعت نے ایسی حالت میں مرغی کے ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔

﴿۸﴾ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر شام کے وقت (یا کسی دوسرے بے وقت) مرغا اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہیے کیونکہ یہ اچھا نہیں۔ جبکہ یہ بھی توہم پرستی میں داخل ہے۔

﴿۹﴾ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خنزیر یا سؤر کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے۔ مگر شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاضرورت خنزیر کا نام لینا اور خاص طور پر کسی انسان وغیرہ کو گالی کے طور پر خنزیر یا سؤر کہنا درست نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

﴿۱۰﴾ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں کوئی بھی جانور ہو، اس گھر میں اگر کوئی مصیبت آئے تو وہ

مصیبت اس جانور کے سر پڑ جاتی ہے، اور انسان مصیبت سے محفوظ رہ جاتا ہے، جبکہ اس قسم کا عقیدہ شریعت سے ثابت نہیں اور خود ساختہ ہے۔

﴿۱۱﴾ بعض لوگ کسی جانور مثلاً قُمری کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر گھر میں موجود ہو تو اس گھر میں نحوست آ جاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ مہمل بات ہے، کسی جانور کی وجہ سے اس طرح ہرگز نحوست نہیں آتی اور نہ ہی کسی کی موت واقع ہوتی ہے بلکہ موت وزندگی کا تعلق تو حکم الٰہی سے ہے۔

﴿۱۲﴾ بعض لوگ کسی مصیبت، حادثہ، آفت یا بیماری کے وقت بکرے کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں ، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصیبت و آفت بکرے کے خون کے بدلے میں ٹل جاتی ہے، اور اس کو خون بہا یا جان کا بدلہ قرار دیتے ہیں۔ مگر ایسی حالت میں شریعت کی طرف سے جانور ذبح کرنے کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا جانور ذبح کرنے کو ضروری یا زیادہ ثواب سمجھنا غلط ہے۔

البتہ صدقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر صدقہ کے لئے جانور کا ذبح کرنا ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی ضرورت کی چیز یا روپیہ پیسہ کی شکل میں صدقہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک طرف تو شریعت نے جانوروں میں نحوست ہونے اور ان سے بدفالی لینے سے منع فرما دیا، اور دوسری طرف یہ بھی واضح فرما دیا کہ اصل نحوست انسان کی اپنی بداعمالیوں اور فسق و فجور میں ہے۔

اور آج کل مختلف گناہوں کا دور دورہ ہے، مگر لوگ نحوست کو اپنی بداعمالیوں کی طرف منسوب کرنے کے بجائے جانوروں کی طرف منسوب کرتے ہیں، جیسا کہ ایک کالے حبشی شخص کو راستے میں ایک شیشہ پڑا ہوا ملا، اس حبشی نے اس سے پہلے کبھی اپنا چہرہ شیشہ میں نہیں دیکھا تھا، اس حبشی نے پڑا ہوا شیشہ اٹھا کر جب اس میں اپنا منہ دیکھا تو بہت بدنما اور بھدا محسوس ہوا، ناک بڑی، رنگ کالا وغیرہ، تو اس حبشی کو اپنا چہرہ بُرا معلوم ہوا اور فوراً غصہ میں آ کر اس شیشہ کو زمین پر پھینک مارا، اور کہا کہ تو اتنا بدصورت اور بدنما ہے اسی لئے تو تجھے کسی نے یہاں پھینک رکھا ہے۔ تو جس طرح اس حبشی نے اپنی بدصورتی کو شیشہ کی طرف منسوب کیا، اسی طرح یہ لوگ اپنی بدعملی کی نحوست کو دوسری چیزوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حقیقت میں عبادت و اطاعت مبارک چیز ہے اور گناہ منحوس چیز ہے۔

بلی کے بچے کی وجہ سے بخشش (بلی کا حق اور اس کی دیکھ بھال)

ایک بزرگ جاڑے کی رات میں چلے جارہے تھے۔ راستے میں ایک بلی کا بچہ دیکھا جو سردی میں ٹھٹھر رہا تھا۔ ان کو رحم آیا اور گود میں اُٹھا کر گھر لائے اور لحاف میں چھپالیا۔ جب انتقال ہوگیا تو پوچھا گیا۔ بتلاؤ ہمارے واسطے کیا لائے۔ انہوں نے بہت سوچ سمجھ کر خیال کیا کہ اعمال تو میرے اس قابل ہیں نہیں۔ ان کو تو کیا پیش کروں۔

لیکن الحمدللہ مجھے ایمان حاصل ہے۔ اس میں ریاء وغیرہ بھی کچھ نہیں ہوسکتا، بس ایمان کو پیش کرنا چاہیے اس لئے عرض کیا کہ میں توحید لایا ہوں۔ وہاں سے اعتراض ہوا...... (لیلة اللبن) یعنی وہ دودھ والی رات بھی یاد ہے ...... اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ ایک رات ان بزرگ نے دودھ پیا تھا۔ ان کے پیٹ میں درد ہوگیا۔ صبح کو ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ رات دودھ پیا تھا۔ اس سے پیٹ میں درد ہوگیا۔

حق تعالیٰ نے اس بات کو یاد دلایا اور توحید کی گرفت فرمائی۔ کہ یہی توحید کا دعویٰ ہے کہ ہم کو چھوڑ کر تم نے دودھ کو مؤثر کہا۔ اور درد کے فعل کو اس کی طرف منسوب کیا۔ اب تو یہ بیچارے تھرا اُٹھے،

(حسنات الابرار سیئات المقربین)...... پھر ارشاد ہوا تم نے اپنے دعویٰ کی حقیقت دیکھ لی۔ لو اب ہم تم کو ایک ایسے عمل پر بخشتے ہیں۔ جس کی بابت تم کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ یہ موجبِ نجات ہوجائے گا۔

تم نے ایک رات ایک بلی کے بچے کو جو سردی میں مر رہا تھا۔ اپنے لحاف میں سلایا تھا۔ اس نے تمہارے حق میں دعا کی تھی۔ جو ہم نے قبول کرلی۔ جاؤ آج اس بلی کے بچے کی دعا پر تم کو بخشتے ہیں۔ تم نے ہماری ایک مخلوق پر رحم کیا تھا۔ تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم پر رحم کریں۔

اُونٹ کا حق

۱۶ھ میں مسلمان حضرت ابوعبیدہ ؓ کی قیادت میں شام کو فتح کرتے ہوئے فلسطین تک پہنچ گئے عیسائی بیت المقدس میں قلعہ بند ہوگئے اور مسلم فوجوں نے اس کو اپنے محاصرہ میں لے لیا۔ اس وقت عیسائیوں کی طرف سے صلح کی پیش کش ہوئی۔ جس میں خاص شرط یہ تھی کہ خلیفہ عمر فاروق ؓ خود آکر عہد نامہ کی تکمیل کریں۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ نے عیسائیوں کی اس پیش کش سے خلیفہ دوئم کو مطلع کیا۔ آپ نے اصحاب

سے مشورہ کیا۔ اور بالآخر مدینہ منورہ سے نکل کر فلسطین کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اُونٹ تھا اور ایک خادم۔ جب آپ مدینہ منورہ کے باہر پہنچے۔ تو آپ نے خادم سے کہا کہ ہم دو ہیں اور سواری ایک ہے۔ اگر میں سواری پر بیٹھوں اور تم پیدل چلو تو تمہارے اُوپر ظلم کروں گا۔ اور اگر تم سواری پر بیٹھو اور میں پیدل چلوں تو تم میرے اُوپر ظلم کرو گے۔ اگر ہم دونوں اکٹھے سوار ہو جائیں تو ہم جانور کی پیٹھ توڑ ڈالیں گئے۔ اس لئے ہم کو چاہیے کہ ہم رستہ کی تین باریں مقرر کر دیں کہ...... کچھ دیر تم سوار رہو میں پیدل چلوں...... پھر میں سوار ہوں گا تم پیدل چلو...... اور کچھ دیر ہم دونوں پیدل چلیں کہ اونٹ کو آرام ملے۔

چنانچہ سارا سفر یوں ہی طے ہوا۔ کہ ایک بار عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھتے اور خادم اُونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتا...... پھر خادم بیٹھتا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے۔...... اس کے بعد اُونٹ کچھ دیر تک خالی چلتا اور دونوں اس کے ساتھ چل رہے ہوتے۔

اس طرح سارا سفر طے ہوتا رہا۔'' حاکم نے روایت کیا ہے کہ اس سفر کے دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ جب آپ اسلامی لشکر سے ملے تو ان لوگوں نے دیکھا کہ آپ ایک تہہ بند باندھے ہوئے ہیں اور کسی قسم کا کوئی سازوسامان آپ کے پاس نہیں ہے

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ (فوج کے افسر اعلیٰ) نے کہا۔ اے امیر المؤمنین آپ کو عیسائیوں کے فوجی افسروں اور ان کے مذہبی عہدہ داروں سے ملنا ہے اور آپ اس حال میں ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبیدہ: کاش تمہارے سوا کوئی اور یہ بات کہتا۔ ہم دنیا میں سب سے پست قوم تھے۔ پھر اللہ نے اسلام کے ذریعہ ہم کو عزت دی۔ جب بھی ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے ذریعے عزت چاہیں گے۔ وہ ہم کو ذلیل کر دے گا۔

انا كنا ازل قوم فاعزنا الله بالاسلام فمهما نطلب العز بغير مااعزناالله به اذلنا الله

عزت اور ذلت کو اللہ کی طرف سے سمجھنا ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جو آدمی کو بغیر کسی ہتھیار کے ہتھیار والا بنا دیتا ہے۔ یہ عقیدہ آدمی کو ایک ایسی خود اعتمادی سکھاتا ہے جو کسی خارجی سہارے کے بغیر اپنی اندرونی طاقت کے اُوپر قائم ہوتی ہے۔ یہ خزانہ آدمی کے اندر ہوتا ہے نہ کہ اس کے باہر۔ اور جس طاقت کی بنیاد اندرونی جذبہ پر ہو اس کو چھیننے والا کبھی چھین نہیں سکتا۔

* * *

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور چیونٹی

ایک دفعہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دُکان سے شکر خریدی اور کپڑے میں باندھ کر گھر لے آئے۔ گھر آ کر کپڑے کو کھولا تو اس میں ایک چیونٹی نظر آئی۔ انہوں نے سوچا کہ راستہ میں شکر تک تو نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس لئے کہ کپڑا باندھا ہوا تھا۔ ضرور یہ اسی دکان کی ہے۔ دکان پر جا کر آپ نے اس چیونٹی کو وہاں چھوڑا اور پھر گھر آ گئے۔

فائدہ تو پیارے دوستو: ان بزرگوں کا جانوروں سے سلوک دیکھیں اور ہم جو کرتے رہتے ہیں۔ اس پر غور کریں۔ بزرگوں نے وہ کیا جس کی تعلیم ہمارے نبی کریم ﷺ نے دی اور ہم کیا کر رہے ہیں؟

ایک بزرگ کا کتے سے حسن سلوک

ایک جگہ ایک بزرگ مع مریدین کے تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک کتا خانقاہ کی حدود میں گھس آیا۔ تو مریدین اُسے مارنے کے لئے لپکے، پتھر وغیرہ اُٹھائے تو حضرت نے فرمایا کہ بھئی براہ راست کتے کو پتھر نہ مارو۔ بلکہ ڈرانے کی غرض سے اِدھر اُدھر قریب قریب مار کر بھگاؤ۔

غلو، خیانت، حق تلفی

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ؕ (   )

’’اور نبی کا کام نہیں کہ چھپا رکھے اور جو کوئی چھپاوے گا وہ لائے گا اپنی چھپائی چیز دن قیامت کے، پھر پورا پاوے گا ہر کوئی جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔‘‘

تشریح یہ آیت مال غنیمت کی چوری کے سلسلے میں نازل ہوئی۔ غزوہ بدر میں مال غنیمت میں ایک چادر گم ہوئی تو ناعاقبت اندیش مسلم و منافق کہنے لگے۔ شاید حبیب پاک ﷺ نے لے لی تو یہ آیت اتری کہ چوری کرنا گناہ عظیم ہے اور انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے یہ کام سرزد نہیں ہوتا۔ دراصل غلو خیانت کے معنی میں

ہے۔ مطلب یہ کہ کسی کی امانت میں خیانت کرنا حقوق العباد میں شامل ہے۔ بغیر اس شخص یا جماعت کی معافی کے معافی ممکن نہیں............ اسی لیے فرمایا کہ چوری سے اس کی سزا اشد ہے اور ایسے شخص کو قیامت کے دن مخلوقات کے سامنے رسوا کیا جائے گا۔

❀ ......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ قیامت میں کسی کو اس طرح دیکھوں کہ اس کی گردن پر ایک اُونٹ لدا ہوا ہو۔ (اور یہ اعلان ہو کہ اس نے مال غنیمت کا اُونٹ چرایا تھا) وہ شخص اگر مجھ سے شفاعت کا طالب ہوگا تو میں اس کو صاف جواب دے دوں گا کہ میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا تھا اب میں کچھ نہیں کرسکتا۔......اللہ بچائے......ایسی رسوائی ہوگی، بعض تو یہ تمنا کریں گے کہ جہنم میں بھیج دیا جائے لیکن اس رسوائی سے بچ جائیں۔ اور اسی طرح فرمایا کہ سنو قیامت کے دن تم میں سے کسی کی ملاقات اس طرح نہ ہو کہ اُونٹ گھوڑا اور بکری و سونا چاندی اس کی گردن پر لدے ہوں اور وہ فریاد کرے اور میں کچھ نہ کرسکوں۔

فائدہ یہی حال مساجد، مدارس، خانقاہوں اور اوقاف کے اموال کا ہے جو کہ ہزاروں لوگوں کا چندہ ہوتا ہے اور اس میں خیانت کرنا اشد اور پھر اس کی تلافی بذریعہ معافی ناممکن کہ کس کس سے حق بخشوایا جائے گا۔ اور ان ہی اموال میں آج کل زیادہ بے احتیاطی برتی جاتی ہے اس لیے اس کی طرف توجہ دینی چاہیے اور نگران کو انتہائی محتاط رہنا چاہیے کہ اس کا حساب بھی دینا ہوگا اور شفاعت نبی انور ﷺ سے محرومی بھی ہوگی۔

عجیب و غریب بکری (مہمان نوازی کا عوض)

حضرت ابوالربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گاؤں میں ایک نیک عورت کی شہرت سنی۔ جس کا نام فضہ تھا۔ میری عادت کسی عورت سے ملنے کی نہ تھی۔ مگر اس کے احوال میں نے ایسے سنے کہ مجھے اس کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں اس گاؤں میں گیا اور اس کی تحقیق کی تو مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس کے ہاں ایک بکری ہے جس کے تھنوں سے دودھ اور شہد دونوں نکلتے ہیں۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا۔ میں نے ایک نیا پیالہ خریدا اور اس کے گھر جا کر میں نے کہا کہ میں نے تمہاری بکری کے متعلق یہ شہرت سنی ہے کہ وہ دودھ اور شہد دیتی ہے۔ میں بھی اس کی برکت دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس نے وہ بکری میرے حوالے کر دی۔ میں نے اس کا دودھ نکالا تو واقعی اس میں دودھ و شہد نکلا۔ میں نے اس کو پیا۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ یہ بکری

کہاں سے تمہارے پاس آئی ہے۔ کہنے لگی اس کا قصہ یہ ہے کہ ہم غریب آدمی ہیں۔ ایک بکری کے سوا ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ اسی پر ہمارا گزر تھا۔ اتفاق سے بقر عید آگئی۔ میرے خاوند نے کہا کہ ہائے میرے پاس اور تو کچھ ہے نہیں، یہ بکری ہمارے پاس ہے۔ لاؤ اسی کو ذبح کرتے ہیں...... میں نے کہا ایسی حالت میں قربانی کا حکم تو ہے نہیں۔ پھر کیا ضرور ہے کہ ہم قربانی کریں۔ خاوند نے یہ بات مان لی اور قربانی ملتوی کردی۔ اس کے بعد اتفاق سے اسی دن ہمارے یہاں ایک مہمان آگیا۔ تو میں نے خاوند سے کہا کہ مہمان کے اکرام کا تو حکم ہے۔ اور تو کوئی چیز ہے نہیں۔ اس بکری ہی کو ذبح کرلو۔ وہ اس بکری کو ذبح کرنے لگا۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے اس بکری کو ذبح ہوتے دیکھ کر رونے لگیں گے۔ اس لئے میں نے کہا کہ باہر جا کر دیوار کی آڑ میں ذبح کرلو، بچے نہ دیکھیں۔ وہ باہر لے گئے اور جب اس پر چھری چلائی تو یہ بکری ہماری دیوار کے اوپر کھڑی تھی۔ اور وہاں سے خود اتر کر مکان کے صحن میں آگئی۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید وہ بکری خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ میں اس کو دیکھنے باہر گئی۔ تو خاوند اس بکری کی کھال کھینچ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی ہی بکری گھر میں آگئی ہے۔ اس کا قصہ میں نے سنایا۔ خاوند کہنے لگے کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کا بدل ہمیں عطا فرمایا ہو۔ یہ وہ بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے۔ یہ سب کچھ محض مہمان کے اکرام کی وجہ سے ہے۔ پھر وہ عورت کہنے لگی کہ اے میرے بچو! یہ بکری دلوں میں چرتی ہے۔ اگر تمہارے دل نیک رہیں گے تو اس کا دودھ بھی اچھا رہے گا۔ اور اگر تمہارے دلوں میں کھوٹ آگیا۔ تو اس کا دودھ بھی خراب ہو جائے گا۔ اپنے دلوں کو اچھا رکھو۔ ہر چیز تمہارے لئے اچھی بن جائے گی۔ (روض)

کتے کے ذریعے بخشش

بخارا کا ایک حاکم بڑا سخت ظالم تھا۔ ایک دن وہ اپنی سواری پر چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک کتا نظر آیا۔ جس کے خارش ہو رہی تھی اور سردی نے اس کو بہت ستا رکھا تھا۔ اُس ظالم کی اس پر نگاہ پڑتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے ایک نوکر سے کہا کہ اس کتے کو میرے گھر لے جا۔ میرے آنے تک اس کا خیال رکھیو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کام جہاں جا رہا تھا چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس کتے کو منگوایا اور گھر کے ایک کونہ میں اس کو بندھوا دیا۔ اس کے سامنے ٹکڑا ڈلوایا، پانی رکھوایا اور اس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اس کے اُوپر ڈلوائی۔ اس کے قریب آگ رکھوائی تا کہ آگ کی تپش سے اس پر سے سردی کا اثر زائل ہو جائے اور

اس قصہ کو دو ہی دن گزرے تھے کہ اس ظالم کا انتقال ہو گیا۔ ایک بزرگ نے جو اس ظالم اور اس کی حالت سے خوب واقف تھے، اس کو خواب میں دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ کیا گزری؟ اس نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کتا تھا (یعنی کتوں جیسے کام کرتا تھا، انسانوں جیسے کام نہیں کرتا تھا) اس لئے ہم نے بھی ایک کتے ہی کو تجھ کو دے دیا۔ (یعنی اس خارشی کتے کی وجہ سے تیری بخشش کر دی)

اور میرے ذمہ جو حقوق تھے ان کو خود اپنی طرف سے ادا فرمانے کا ارادہ فرما دیا گیا۔ (مسامرات)

فائدہ حق تعالیٰ کی ذات بڑی کریم ہے۔ وہ سارے کریموں کا مالک ہے، بادشاہ ہے۔ اس کے کرم تک کوئی کہاں پہنچ سکتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی ادنیٰ سی چیز بھی اسے پسند آ جائے تو اس شخص کا بیڑا پار ہے۔ آدمی اس کی خوشنودی کی تلاش میں رہے۔ نہ معلوم کس کی کیا بات آقا کو پسند آ جائے۔

ایک بزرگ اور سانپ کی حکایت

ایک بزرگ سے کسی سانپ نے بیعت کر لی تھی۔ انہوں نے اس سے عہد لیا کہ کسی کو ڈسنا نہیں۔ جانوروں نے جو یہ دیکھا کہ یہ کسی کو کچھ کہتا ہی نہیں تو نڈر ہو کر اس کو سب نے مارنا اور تنگ کرنا شروع کیا۔ چند روز کے بعد وہ بزرگ کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ بہت ہی بُری حالت میں ہے۔ پوچھا کہ کیا حال ہے۔ کہا: حضور نے کاٹنے سے منع کر دیا تھا۔ جانوروں کو جو یہ خبر لگی تو اب سب مجھے تنگ کرنے لگے۔ فرمایا: میں نے کاٹنے ہی سے تو منع کیا تھا، پھنکارنے سے تو منع نہیں کیا۔ بس اب سے جو جانور پاس کو آئے، تو فوراً پھنکار دیا کر، وہ بھاگ جائے گا۔ اس روز سے غریب کو چین ملا۔

فائدہ اسی طرح بزرگوں کو بھی چاہیے کہ کبھی کبھی پھنکار دیا کریں۔ یعنی مریدوں کو کبھی کبھی ڈانٹ دیا کریں۔ نہ زیادہ سختی کہ یہ بھی ٹھیک نہیں، خلافِ سنت ہے۔ نہ زیادہ نرمی کہ کسی بات پر تنبیہ ہی نہ کی جائے۔ نرمی اور گرمی دونوں اعتدال کے ساتھ چاہیے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ اور کتا

ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کہیں جا رہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ کتے کا ایک پلا ایک نالی میں پھنسا ہوا ہے اور مارے سردی کے ٹھٹھر رہا ہے۔ شاہ صاحب

سے یہ منظر دیکھا نہ گیا۔ کتے کے پلے پر بہت ترس آیا۔ انہوں نے اپنے خادم سے کہا کہ اس پلے کو نالی میں سے نکالو۔ خادم ہچکچایا۔ وہ نفیس قسم کا آدمی تھا۔ شاہ صاحب سمجھ گئے۔ خادم پلے کو نکالتے ہوئے ہچکچا رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی آستین اُوپر کی اور پلے کو نالی سے نکالا۔ قریب ہی ایک حمام تھا۔ آپ نے حمام والے کو کچھ پیسے دیئے کہ اس پلے کو گرم پانی سے نہلا دے۔ نہلانے کے بعد پلا کچھ حرکت کرنے کے قابل ہوا۔ اب شاہ صاحب نے محلے کے لوگوں سے کہا: اگر تم دو وقت کی روٹی اور پانی سے اس کی خبر گیری کرنے کا وعدہ کرو تو میں اسے یہاں چھوڑ جاتا ہوں، ورنہ ساتھ لے جاتا ہوں۔ محلے والوں نے شاہ صاحب کی بات کا بہت اثر لیا اور پلے کی دیکھ بھال اپنے ذمہ لے لی۔

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ اور پرندہ

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ یہ محبت کا قصہ بیان کر رہے تھے کہ ایک چڑیا ان کے قریب آ بیٹھی اور تھوڑی دیر کے بعد ان کی گود میں آ بیٹھی اور تڑپنے لگی اور مر گئی۔

فائدہ دیکھئے درجۂ محبت کا اثر ہے۔ اب جو لوگ انکار کرتے ہیں، وہ بتائیں کہ کاہے کا اثر تھا جس نے جانوروں میں آگ لگا دی...... وہ انسان میں آگ لگا دے تو کیا بعید ہے۔

دیک علیہ السلام

حضرت ابوسفیان فرماتے ہیں کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے دیک (مرغ) کہا جاتا ہے۔ جب وہ آسمان میں تسبیح کہتا ہے تو زمین کے مرغ بھی تسبیح کہتے ہیں۔ اس کی تسبیح یہ ہے۔

سُبْحَانَ السُّبُّوْحُ الْقُدُّوْسُ الْمَلِكُ الدَّيَّانِ الَّذِی لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوْ

ترجمہ: سبوح وقدوس پاک ہے جو بادشاہ حاکم ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

✷ حضرت یوسف بن مہران فرماتے ہیں کہ عرش کے نیچے مرغ کی شکل میں ایک فرشتہ ہے...... اس کے پنجے موتی کے ہیں، اس کا خار سبز زبرجد کا ہے...... کہ رات میں عبادت کرنے والوں کو کھڑا ہونا چاہیے۔ پھر جب رات کی دو تہائیاں گزر جاتی ہیں تو یہ اپنے پروں کو پھڑپھڑاتا اور چہچہاتا ہے...... کہ نمازیوں یعنی تہجد گزاروں کو کھڑے ہو جانا چاہیے...... جب فجر طلوع ہوتی ہے تو اپنے پر پھڑپھڑاتا اور چہچہاتا ہے اور کہتا ہے بیدار ہونے والوں کو بیدار ہو جانا چاہیے، اب ان کی غلطیاں انہیں کے ذمہ ہوں گی۔

اوقات نماز میں اذان دیتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:......اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ دیک ہے، اس کے پاؤں ساتوں زمینوں سے نیچے ہیں اور اس کا سر ساتوں آسمانوں سے تجاوز کر گیا ہے۔ یہ اوقات نماز میں تسبیح کہتا ہے......زمین کے مرغوں میں سے کوئی مرغ بھی باقی نہیں رہتا مگر اس کا جواب دیتا ہے۔

فائدہ اس فرمان کے بعد حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مجھے پسند نہیں کہ میرا گھر خالی ہو اور میں مرغ نہ رکھوں۔

صبح کو پرندے اپنے پر کیوں پھڑ پھڑاتے ہیں

حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......جب فرشتہ دیک علیہ السلام خدا کی تسبیح پڑھنے کو کہتا ہے۔ تو اس وقت پرندے اپنے پروں کو حرکت دیتے ہیں۔

طوالت و عظمتِ جسم

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اجازت دی کہ دیک علیہ السلام کے بارے میں بیان کروں۔ اس کے پاؤں زمین سے گزر گئے اور اس کا سر عرش کے نیچے لگا ہوا ہے۔ اور یہ پڑھتا ہے۔

سبحانك مااعظمك

جواب میں کہا جاتا ہے......جس نے میرے نام کی جھوٹی قسم کھائی اس نے اس عظمت کو نہیں جانا۔ یہ بھی فرمایا کہ اس کے پنجے سب سے نچلی زمین میں ہیں اور اس کی گردن عرش تک ہے، اس کے پَر فضا میں......وہ ہر رات سحری کے وقت ان پروں کو ہلا کر عبادت گزاروں سے کہتا ہے اس پاک کی تسبیح کرو وہی ہمارا پروردگار رہے مہربان ہے......اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا سینہ آسمان دنیا میں سونے کا ہے، پیٹ چاندی کا، ٹانگیں یاقوت کی ہیں، پنجے زمرد کے اور یہ سب سے نچلی زمین میں ہے......ایک پَر مشرق میں دوسرا مغرب میں......اس کی گردن عرش کے نیچے اور اس کی کلغی نور کی ہے۔ اپنے پر کو ہر رات تین بار اُڑاتا ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو حکم ہوگا اپنے پروں کو تہہ کرے اور اپنی آواز کو پست کرے......اس وقت آسمان وزمین کے فرشتے جان لیں گے کہ قیامت قریب آچکی ہے۔

فرمایا کہ یہ نماز کے اوقات میں چیختا ہے تو تمام آسمانی مرغ چیختے ہیں۔ ان مرغوں کے چیخنے سے زمینی مرغ چیختے ہیں یعنی اذان دیتے ہیں

(سبوح قدوس رب الملائكة والروح)

دنیا کے مرغ فرشتوں کی تسبیح کا جواب دیتے ہیں

حضرت ابوصادق فرماتے ہیں کہ مرغ رات کو فرشتوں کی تسبیح کا جواب دیتے ہیں...... کیا تم نے رات کے وقت کسی اور پرندہ کو چلاتے ہوئے دیکھا؟ تو صرف اسی کا چلانا اسی بات کا اشارہ دیتا ہے۔

مرغ کی اذان کی وجہ

حضرت صفوان بن عسال فرماتے ہیں......اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے......عرش کے نیچے۔ اس کے پر فضا میں ہیں اور پنجے زمین میں ہیں۔ جب صبح کا وقت ہوتا ہے اور اذانیں ہوتی ہیں تو یہ اپنے پَر ہلاتا ہے اور تسبیح کہتا ہے......تو دنیا کے مرغ بھی اس کی تسبیح کے جواب میں تسبیح کہتے ہیں۔

دیک علیہ السلام کی تسبیح سے کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے

حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(العرش علی ملك من لؤ لؤعلی صورة دیك رجلاه فی التخوم السفلی وعنقه مثنیه تحت العرش وجنا حاه بالمشرق والمغرب فاذاسبح اللّٰه ذالك الملك لم یبق شئ الاسبح اللّٰه عزوجل

ترجمہ: عرش خداوندی موتی کے ایک فرشتہ پر ہے جس کی شکل مرغ کی ہے......اس کے پاؤں نچلی زمین کی تہہ میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے لگی ہوئی ہے۔ اس کے دونوں پَر مشرق ومغرب میں ہیں۔ جب یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ہے تو کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی مگر وہ بھی اللہ عزوجل کی تسبیح کہنے لگ جاتی ہے۔

مرغ کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَىٰ شَيْطَانًا(بخاری ،حدیث نمبرُ ۳۳۰۳ کتاب بدء الخلق،باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال)

ترجمہ:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مرغ کے چیخنے کی آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو، کیونکہ وہ اس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کے چیخنے کی آواز سنو، تو تم شیطان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ گدھا اس وقت شیطان کو دیکھتا ہے۔

محدثین نے فرمایا کہ مرغ کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرنے اور دعا کرنے کی صورت میں اس دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں، اور دعا کرنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت سے مستفید ہونے کا موقع ہوتا ہے۔

فائدہ:

کشف حیوانات کو بھی ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ کوئی کمال نہیں اور ہے بھی غیر اختیاری۔ انسان مکلّف اختیاری اعمال کا ہے نہ کہ غیر اختیاری کا۔ بہت سے لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے، اصل بزرگی کشف و کرامت نہیں بلکہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل ظاہری اور باطنی اتباع ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔ **(آمین بحرمت طٰهٰ و یٰسین)**

مرغ کا حق

فرمایا کہ **لاتسبوا الديك فانه يوقظ للصلوة**

”مرغ کو بُرا بھلا یا گالی مت دو کیونکہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔“

قدرتی مؤذن:

یہ قدرتی مؤذن ہے اور یہ فرشتے کو دیکھ لیتا ہے، کشف ہو جاتا ہے۔ لقمان علیہ السلام نے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:...... اے بیٹے مرغ سے سبق سیکھو کہ وہ تو شب بیداری کر رہا ہے یعنی بیدار ہے اور تم سوئے رہتے ہو۔

مرغ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب اس کو بازار سے لایا جائے تو ٹانگ سے پکڑ کر لٹکا کر نہ لایا جائے۔ بلکہ صحیح طریقہ سے لانا چاہیے۔ اس بے چارے کی زبان نکلی ہوئی ہے، ہانپ رہا ہے اور مسٹر مزے سے آ رہے ہیں۔ اگر اسی طرح ہمیں کوئی لٹکا کر لائے یا تھوڑی دیر کے لئے ٹانگ سے پکڑ کر کھینچے تو کیا حال ہوگا؟

مرغ کی ایک حکایت:

عبدالحمید بن یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک مرغ نے اذان دی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہ کہتا ہے ''اے غافلو! اللہ کو یاد کرو''

ہرنی پر اسم محمد ﷺ کے نقوش:

ابوعبداللہ محمد بن ابی الفضل رحمہ اللہ اپنی کتاب'' **تحفۃ الاخیار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار**'' میں لکھتے ہیں کہ میں نے دورانِ سفر محلّہ مظفرہ میں ایک ہرنی دیکھی ......اس کے دونوں کانوں پر اسم ''محمد'' اتنے واضح خط میں لکھا ہوا تھا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ ہرنی کہیں سے شہنشاہِ وقت کی چراگاہ میں آ گئی تھی۔ میں تو یہی سمجھا کہ وہ ہرنی بادشاہ پر اور اس کی عوام پر اللہ کی طرف سے ایک احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس ہرنی کو اس کی سلطنت میں اس لیے بھیجا کہ اس کی وجہ سے بادشاہ کی مملکت میں برکت نازل ہو۔ وہ بادشاہِ وقت اور اس کی رعایا...... نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تجدید کر سکیں...... اور ان میں حضور ﷺ کی عظمت زیادہ ہو۔ وہاں حضور ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی اتنے واضح الفاظ میں لکھا گیا تھا جس

سے آپ ﷺ کی فضیلت، قدر و منزلت اور عظمت کا اظہار ہوتا تھا۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا۔ وہ آپ ﷺ کے نامِ مبارک کو اس طرح چوم رہے تھے جس طرح طواف کرنے والے حجرِ اسود کو چومتے ہیں۔

بکرے کی پیشانی پر اسمِ محمد ﷺ:

علامہ ابی ابن الفضل رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ صاحبِ کتاب الجدی نے حضور نبی کریم ﷺ کا نایاب قصیدہ لکھا ہے۔ اس کا سبب بھی یہی تھا کہ ان کے زمانے میں ایک بکرا پیدا ہوا، جس کی پیشانی پر ''محمد'' لکھا ہوا تھا۔

حضور ﷺ کی اسی عظمت و رفعت کو آشکارہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

جَدِیْ غَدَ كَالْجَدِیْ اَشْرَق نُوْرُهٗ
وَمَجَلُّهٗ فَوْقَ السَّمَاكِ الْاَعْزَلِ

کل میری بکری نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جس کا نور ''الجدی'' ستارے کی طرح ضوفشاں تھا اور اس کا مقام السماک الاعزل (ایک ستارہ) سے بلند تر تھا''۔

رقمت ید الاقدغرة وجهه
رقماًبدیعاًباسم اکرم مرسل

''قدرت کے ہاتھوں نے اس پیشانی پر خوبصورت اور خوشنما انداز سے سید المرسلین کا نام لکھا تھا''۔

مشر اتت باسم النبی محمد
کالغیث اقبل فی الزمان المعجل

(شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات، ص ۳۴۷ تا ۳۵۲)

گدھے کے آنسو:

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ...... جب حضور اکرم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ایک گدھے نے حضور ﷺ سے باتیں کیں...... حضور ﷺ نے گدھے سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے...... اللہ تعالیٰ نے میرے جد کی نسل سے ساٹھ ایسے گدھے پیدا فرمائے ہیں...... جس پر بجز نبی کے کسی نے سواری نہیں کی ہے اور میں یہ تمنا رکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی سواری کا شرف حاصل کروں۔

میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا ہے اور آپ کے سوا کوئی نبی بھی اب آنے والا نہیں ہے...... اس نے کہا: آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھا...... جب وہ مجھ پر سواری کا ارادہ کرتا تو میں قصداً اچھل کود کر اسے گرا دیتا اور اسے اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیتا...... وہ یہودی غصے میں مجھے بھوکا رکھتا تھا...... اس پر حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: آئندہ تیرا نام ''یعفور'' ہوگا۔

یہ یعفور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ حضور اکرم ﷺ جب اسے کسی کو بلانے بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر جاتا اور اپنے سر سے دروازے کو کوٹتا...... جب مالک مکان باہر آتا تو وہ اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے بلایا ہے اور وہ اسے لے کر آجاتا...... جب حضور ﷺ نے رحلت فرمائی تو یعفور نے رنج والم اور فراق وجدائی کے غم میں...... **ابو السهم بن السهان** کے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خود کو مار ڈالا۔

(مدارج النبوۃ اوّل)

رحمۃ اللعالمین ﷺ کی رحمت کا ایک واقعہ:

ایک صحابی دوڑے ہوئے آئے...... یا رسول اللہ ﷺ! میرے اُونٹ سرکش ہو گئے۔ آپ جانتے ہیں جب اُونٹ سرکش ہو جاتا ہے تو وہ انسان کو قتل کر دیتا ہے...... میرے اُونٹ سرکش ہو گئے ہیں...... آپ کچھ کیجئے...... فرمایا: چلو میرے ساتھ...... آپ کو لے لیا۔ ایک اُونٹ دروازے کے سامنے منہ کھولے ایسے غصے میں جھاگ نکال رہا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''**افتح لی الباب**'' ...... دروازہ کھولو۔

اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! **اخاف علیك** ...... مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔

کہا: **لیس علی منه باسا** ...... یہ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جب دروازہ کھلا اور اُونٹ کی نظر حضور ﷺ پر پڑی تو دوڑتا ہوا آیا اور گردن کو زمین پر ڈال کر آپ کے قدموں میں پڑ گیا...... آپ ﷺ نے کہا: رسی لاؤ...... رسی لائی گئی...... آپ نے رسی سے باندھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا...... کہا یہ لو ''**لا یعصیك ابدا**'' اب یہ کبھی تیرا نافرمان نہیں ہوگا۔

دوسرا اُونٹ باغ کے دوسرے کنارے میں کود رہا تھا...... آپ ﷺ اس کی طرف کو بڑھے...... جب اُونٹ نے حضور ﷺ کو آتے دیکھا تو دوڑ لگائی...... دوڑتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے

قدمین مبارک میں آ کے گر گیا۔

"فالقی بجرانی" ......القی بجرانی کہتے ہیں گردن کو ڈال دینا......لمبی گردن ہوتی ہے نا......گردن ڈال دی۔ آپ ﷺ نے کہا رسی لاؤ۔ رسی لائی گئی۔ باندھا۔ فرمایا: یہ لو، اب یہ تیرا کبھی نافرمان نہیں ہوگا۔

(شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات، ص ۲۷۳)

جنت کی اُونٹنی:

ایک روز حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کچھ سوت دیا......اور فرمایا: اسے بازار میں لے کر فروخت کر دیں......اور آٹا لے آئیں......تاکہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے روٹی پکاؤں......حضرت علی رضی اللہ عنہ سوت بازار میں لے گئے اور چھ درہم میں فروخت کر دیا۔ وہ آٹا خریدنا چاہتے تھے، اتنے میں آواز آئی "کوئی ہے جو مجھے اللہ کے نام پر کچھ دے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے۔ بازار میں سائل کی آواز سنی تو وہ درہم اسے دے دیئے اور گھر کی طرف چل دیئے۔

اتنے میں ایک بدو آیا۔ اس کے پاس ایک موٹی تازی اُونٹنی تھی۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: علی رضی اللہ عنہ اُونٹنی خریدو گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میرے پاس دام نہیں ہیں۔ بدو بولا: میں اُدھار ہی دیتا ہوں۔ اُس نے نہ قیمت بتائی نہ کوئی اور بات کی۔ اُونٹنی کی مہار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھمائی اور چلا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک اور بدو آیا اور کہنے لگا: علی رضی اللہ عنہ! یہ اُونٹنی بیچتے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں لو! بدو کہنے لگا: میں اس کے تین سو درہم دیتا ہوں...... یہ کہہ کر اس نے تین سو درہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور اُونٹنی لے کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بدو کو تلاش کرنے لگے جو انہیں اُونٹنی دے گیا تھا، مگر وہ کہیں نہ ملا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا: جانِ دو عالم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ ابھی اُونٹنی والا واقعہ سناتا ہوں......کہ جانِ دو عالم ﷺ نے مسکراتے

ہوئے خود ہی فرمایا: اے علی! جانتے ہو وہ اُونٹنی والے لوگ کون تھے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ رسولِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم نے راہِ خدا میں چھ درہم دیئے تو اللہ نے تمہیں تین سو درہم عطا کیے۔ اللہ کو تمہارا یہ کام بہت پسند آیا۔ تمہیں اس کا بدلہ اگلے جہاں میں تو ملے گا ہی مگر اللہ نے دنیا میں بھی تمہیں بدلہ دے دیا۔ رہی اُونٹنی والی بات تو وہ دونوں اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔ ایک جبرائیل علیہ السلام، دوسرے اسرافیل علیہ السلام۔ وہ اُونٹنی جنت کی اُونٹنی تھی جس پر فاطمہ جنت میں سواری کرے گی۔ (الوفاء دلائل النبوۃ ابونعیم وبیہقی)

ایک مکھی کی وجہ سے ایک آدمی جنت میں اور ایک آدمی دوزخ میں گیا:

✿ طارق بن شہاب مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ صرف ایک مکھی کی بدولت ایک شخص تو جنت میں داخل ہو گیا اور دوسرا دوزخ میں۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے؟ فرمایا ”کسی قوم کا ایک بت تھا۔ ان کا دستور یہ تھا کہ کوئی شخص اس پر بھینٹ چڑھائے بغیر اُدھر سے گزر نہیں سکتا تھا۔ اتفاق سے دو شخص اُدھر سے گزرے۔ انہوں نے اپنے دستور کے مطابق اُن میں سے ایک شخص سے کہا نیاز چڑھا۔ وہ بولا اس کے لیے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ بولے کچھ نہ کچھ تو ضرور چڑھا دے، خواہ ایک مکھی ہی سہی۔ اُس نے ایک مکھی چڑھا دی۔ اور اس وجہ سے وہ دوزخ میں گیا۔ انہوں نے اس کو تو چھوڑ دیا۔ اب دوسرے سے کہا کہ تو بھی کچھ چڑھا، وہ بولا اللہ کی ذات کے سوا میں تو کسی اور کے نام کی نیاز نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر انہوں نے اُس کی گردن اُڑا دی، اس لیے یہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(احمد۔ ترجمان السنہ، جلد۲، ص۳۴۴)

ایک چیونٹی کی دعا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا:

✿ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء (بارش کی دعا مانگنے) کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی اُلٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے دُعا کر رہی ہے کہ خدایا ہم بھی تیری مخلوق ہیں۔ پانی برسنے کی ضرورت ہمیں بھی ہے۔ اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گی۔ چیونٹی کی یہ دعا سن کر آپ علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد۴، ص۶۳) (بکھرے موتی حصہ چہارم ص ۱۱۹ تا ۱۲۰)

منہ میں سانپ:

حضرت شیخ الحدیث صاحب آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے بچپن میں اپنے سارے گھر بلکہ خاندان میں یہ معمول دیکھا کہ ہولی کے (ہندوؤں کے ایک تہوار میں جس میں پانچ سات روز یہ لوگ ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے ہیں) دنوں میں رنگا ہوا کپڑا نہیں پہنا جاتا تھا، عروس (دلہنیں) بھی سفید کرتیاں اور کالے پاجامے پہنا کرتی تھیں۔ سرخ رنگ سے بچنے کا بہت ہی اہتمام دیکھا تھا۔ ایک بزرگ بہت ہی نیک پابند صوم وصلوٰۃ، اوراد ووظائف تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ نہایت ہی پرتکلف مکان ہے، نہایت عمدہ بستر ہیں، قالین ہیں، نہایت ہی پرتکلف تخت پر آرام کر رہے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر ایک چھوٹا سا سانپ کا بچہ لپٹ رہا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے ان سے بڑی حیرت سے پوچھا کہ اس اعزاز واکرام کے ساتھ یہ سانپ کیسا؟ انہوں نے کہا کہ ہولی کے زمانہ میں، میں نے پان کھا رکھا تھا اور ایک مریل گدھا سامنے کو جارہا تھا۔ میں نے ایک پان کی پیک اس پر تھوک کر مذاقاً یہ کہہ دیا۔ آج ساری دنیا رنگی ہوئی ہے۔ تجھے کسی نے نہ رنگا تجھے میں رنگ دوں۔

کتے کی خدمت:

❁ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ بادشاہ نے بلایا تھا۔ دھو کر عمدہ کپڑے بدل کر شاہی دربار میں چلے جارہے تھے۔ راستہ میں دیکھا کہ ایک نالی ہے اس میں کتے کا بچہ پھنس رہا ہے اور اس سے نکلا نہیں جاتا۔ ایک خادم بھی ساتھ تھا حکم دیا کہ اس کو نکالو۔ اے حضرات ہمدردی یہ ہے جو ان حضرات میں تھی اور جس کو آج کل لوگ ہمدردی کہتے ہیں ہمدردی نہیں بلکہ وہ ہمہ دردی ہے۔ فقراء اور مساکین اور صلحاء کو حقیر سمجھنے کا نام ہمدردی رکھا ہے ہاں بڑے بڑے لوگوں اور بڑے بڑے عہدیداروں کے ساتھ البتہ ہمدردی ہے اس کو ہمدردی نہیں کہتے یہ تو جاہ پرستی ہے۔ غرض شاہ صاحب نے حکم دیا کہ اس کتے کے بچے کو اٹھا لو، وہ خادم تھے ذرا چکنے چپڑے۔ حضرت شاہ صاحب کو فراست خداداد وقرائن سے معلوم ہوا کہ اس کو کچھ ناگوار ہے۔ تو ان حضرات کا یہ مذاق ہے کہ اپنے کام کے لئے دوسروں کو ذرا تکلیف نہیں دیتے فوراً آستین چڑھا کر اس کو خود ہاتھ سے نکال لیا اور حمامی کے پاس پہنچے کہ اس کو غسل دو تم کو اس کی اُجرت ملے گی۔ چنانچہ گرم پانی

سے اسے غسل دیا گیا۔ وہ جاڑے کی وجہ سے ٹھٹھر رہا تھا گرم پانی پڑنے سے اس میں جان آئی، تولیہ سے پھر اس کو صاف کیا۔

(امثال عبرت، ص۳۲۵)

سانپ اور بچھو کو قتل کرنے کا حکم:

احادیث میں جن جانوروں کو فاسق قرار دیا گیا ہے، اور ان کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سانپ اور بچھو بھی شامل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اُقْتُلُوْا الْأَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلَاۃِ اَلْحَیَّۃَ وَالْعَقْرَبَ

(ابو داؤد، حدیث نمبر[illegible]، کتاب الصلوٰۃ، باب العمل فی الصلوٰۃ، واللفظ لہٗ، مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر[illegible]، صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر[illegible])

ترجمہ: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسوَدین یعنی سانپ اور بچھو کو نماز میں بھی قتل کر دو۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم نماز میں ہو، تب بھی ان دونوں جانوروں کو قتل کر دینا جائز ہے۔

پھر اگر عملِ قلیل کے ساتھ مثلاً ایک دو ضرب میں ان کو قتل کر دیا، تو نماز نہیں ٹوٹے گی، اور اگر عمل کثیر کے ساتھ کیا، تو نماز ٹوٹ جائے گی، لیکن نماز توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

اور اسوَد کالے رنگ کو کہا جاتا ہے، بچھو کے کالا رنگ کا ہونا تو ظاہر ہے، البتہ سانپ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، اور حدیث میں دونوں کے لیے اسوَد کے الفاظ بطور تغلیب کے استعمال ہوئے ہیں، لہٰذا اگر سانپ دوسرے رنگ کا ہو، تو اس کو بھی قتل کرنا جائز ہے۔

حضرت حسن سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اُقْتُلُوْا الْعَقْرَبَ وَالْحَیَّۃَ عَلٰی کُلِّ حَال

(مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر[illegible]، کتاب الصلوٰۃ، باب قتل الحیۃ والعقرب فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچھو اور سانپ کو ہر حال میں قتل کر دو۔

یعنی جس حال میں بھی ہو، خواہ نماز میں یا غیر نماز میں، اور خواہ احرام کی حالت میں ہو یا غیر احرام کی

میں، اور خواہ حَرم میں ہو یا حَرم کی حدود سے باہر۔

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح سے روایت ہے کہ:

مَنْ قَتَلَ حَيَّةً، فَكَأَنَّمَا قَتَلَ رَجُلاً مُشْرِكاً قَدْ حَلَّ دَمُهُ (مسند احمد حدیث نمبر وحدیث نمبر، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر، مشکل الآثار حدیث نمبر، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر)

ترجمہ:...... جس نے سانپ کو قتل کیا، گویا کہ اس نے ایسے مشرک کو قتل کیا، کہ جس کا خون حلال ہو چکا ہو اور بعض روایات میں مشرک کے بجائے کافر کے الفاظ ہیں۔

اور خواہ مشرک کے الفاظ ہوں یا کافر کے، مطلب یہ ہے کہ سانپ کو قتل کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں، بلکہ ثواب ہے۔

اور بعض روایات میں سانپ کے ساتھ بچھو کا بھی ذکر ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

❁ **مَنْ قَتَلَ حَيَّةً أَوْ عَقْرَباً فَقَدْ قَتَلَ كَافِراً أَوْ كَأَنَّمَا قَتَلَ كَافِرًا۔** (مسند البزار حدیث نمبر واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر وحدیث نمبر، مصنف عبد الرزاق)

ترجمہ:...... جس نے سانپ یا بچھو کو قتل کیا، تو اس نے کافر کو قتل کیا، یا گویا کہ کافر کو قتل کیا۔

سانپ یا بچھو کے قتل کو ایسے کافر یا مشرک کے قتل کی طرح قرار دینا کہ جس کا قتل کرنا جائز ہو، ناجائز نہ ہو، اس وجہ سے ہے کہ جس طرح مباح الدم کافر یا مشرک دوسروں کے لیے روحانی ایذاء کا باعث ہوتا ہے، اور اس کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے، اسی طرح سانپ وبچھو بھی دوسروں کی جسمانی ایذاء کا باعث ہوتے ہیں۔

❁ اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ (ابو داؤد، حدیث نمبر کتاب الادب، باب فی قتل الحیات، واللفظ لہٗ، سنن نسائی، حدیث نمبر، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر)

ترجمہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تمام سانپوں کو قتل کر دو، جس نے ان کے بدلے کا خوف کیا، وہ مجھ میں سے نہیں (یعنی اس نظریہ کا میرے دین سے تعلق نہیں)

مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو قتل کرنے میں یہ خوف مانع نہیں ہونا چاہیے کہ اس کو قتل کرنے سے کوئی نقصان لاحق ہوگا، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے اس سلسلہ میں مختلف توہمات تھے، اور آج بھی بعض

لوگوں کے اس سلسلہ میں مختلف خیالات پائے جاتے ہیں، مثلاً یہ کہ اگر کسی سانپ کو قتل کر دیا جائے، تو اس کا دوسرا جوڑا ضرور بدلہ لیا کرتا ہے وغیرہ۔

اس کی کوئی حقیقت نہیں، اور اس قسم کا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔

البتہ بعض احادیث میں جنات کا سانپ کی مخصوص شکل میں گھر میں ظاہر ہونے کا ذکر آیا ہے، اور ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

❁ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

أُقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا اِلَّا الْجَانَّ الْأَبْيَضَ الَّذِىْ كَأَنَّهٗ قَضِيْبُ فِضَّة (ابو داؤد، حدیث نمبر، کتاب الادب، باب فی قتل الحیات)

ترجمہ:...... تم تمام سانپوں کو قتل کرو، سوائے (سانپ کی شکل میں ظاہر ہونے والے) جن کے (جس کی علامت یہ ہے کہ) وہ خالص سفید ہوتا ہے، گویا کہ وہ چاندی کی چھڑی ہے۔

اس قسم کی روایات کے پیشِ نظر اہلِ علم کا اختلاف ہے کہ کس قسم کے سانپ کو قتل کرنا چاہیے، اور کس قسم کے سانپ کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔

لیکن راجح یہی ہے کہ سانپ کو قتل کرنا بہر حال جائز ہے، اور کوئی گناہ نہیں، البتہ بعض احادیث میں جو مخصوص سانپوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، تو وہ احتیاطی حکم ہے، نہ کہ وجوبی اور اسی کے ساتھ کئی احادیث میں اس کا حل بھی بتلا دیا گیا ہے، وہ یہ کہ گھر میں ظاہر ہونے والے سانپ کو قتل کرنے سے پہلے تنبیہ کر دی جائے۔

اور بعض روایات میں تنبیہ کے مخصوص الفاظ بھی آئے ہیں۔

❁ چنانچہ حضرت ابنِ ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ حَيَّاتِ الْبُيُوْتِ فَقَالَ اِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا فِىْ مَسَاكِنِكُمْ فَقُوْلُوْا أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِىْ أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِىْ أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ أَنْ لَّا يُؤْذُوْنَا فَاِنْ عُدْنَ فَاقْتُلُوْهُنَّ (ابو داؤد، حدیث نمبر، کتاب الادب، باب فی قتل الحیات، واللفظ لہٗ، ترمذی، حدیث نمبر، بَاب مَا جَاءَ فِيْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر، الآداب للبیہقی حدیث نمبر)

ترجمہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کے سانپوں کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھروں میں کوئی سانپ دیکھو، تو یہ کہو:

''میں تجھے اس عہد کی قسم دیتا ہوں، جو تم سے حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا، اور اس عہد کی قسم دیتا ہوں، جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا، کہ تم ہمیں تکلیف نہ پہنچاؤ''

اس کے باوجود بھی وہ نہ لوٹیں، تو تم انہیں قتل کردو۔

اس قسم کی تنبیہ کے بعد گھر میں موجود سانپ کو قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

پس بہتر ہے کہ گھر میں نظر آنے والے سانپ کو قتل کرنے سے پہلے تنبیہ کر دی جائے، جس کا طریقہ پہلے ذکر کر دیا گیا ہے، اور اگر اس طرح کا جملہ کہہ دیا جائے کہ ''اللہ کے حکم سے لوٹ جاؤ'' یا یہ کہہ دیا جائے کہ ''مسلمانوں کے راستے سے ہٹ جاؤ'' تو بھی درست ہے، پھر اس کے باوجود اگر وہ گھر سے نہ جائے، یا غائب نہ ہو، تو پھر قتل کر دیا جائے۔

اور احادیث کی روشنی میں بہتر یہ ہے کہ اس طرح کے کلمات تین مرتبہ کہے جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے......ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے نماز پڑھنے کی حالت میں کاٹ لیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے، نہ غیر نمازی کو، تم اس کو حرم اور غیر حرم (ہر جگہ) قتل کر دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے نماز پڑھنے کی حالت میں کاٹ لیا، تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، وہ نمازی اور غیر نمازی کو کاٹے بغیر نہیں چھوڑتا۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگوایا، اور اس پر پھیرا اور ''**قل هو الله احد**'' اور ''**قل اعوذ برب الفلق**'' اور ''**قل اعوذ برب الناس**'' پڑھی۔

بعض روایات میں پانی میں نمک ڈالنے کی صراحت ہے۔

اور بعض روایات میں ''**قل هو الله احد**'' کے بجائے ''**قل یاایها الکافرون**'' کا ذکر ہے۔

اس لیے بہتر ہے کہ چاروں قل پڑھ لیے جائیں۔

بچھو کے نمازی اور غیر نمازی اور نبی اور غیر نبی، ہر ایک کو ایذاء پہنچانے کی وجہ سے اس پر لعنت فرمائی گئی۔

ان روایات سے بچھو کے کاٹ لینے کے بعد اس کا علاج بھی معلوم ہوا کہ نمک اور پانی ملا کر بچھو کے کاٹی

ہوئی جگہ پر مَلا جائے، اور ساتھ ساتھ چاروں قل پڑھے جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچھو کاٹے ہوئے شخص کو لایا گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ یہ دعا پڑھ لیتا، تو اس کو بچھو نہ کاٹتا، یا کوئی نقصان نہ پہنچاتا:

"أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (ابو داؤد حدیث نمبر، کتاب الطب، باب کیف الرقی، واللفظ لہٗ، سنن ابنِ ماجۃ، حدیث نمبر، مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر، کتاب الطب، باب فِی رُقْیَۃِ الْعَقْرَبِ، مَا هِیَ؟)

ترجمہ: ...... میں پناہ لیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعہ سے ہر مخلوق کے شر سے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات بچھو اور دوسری موذی چیزوں کے نقصان سے بچنے کا پیشگی علاج ہیں۔ لہٰذا صبح وشام ان کلمات کا وِرد رکھنا چاہیے۔

بچھو کے ذریعے حفاظت:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے رب العالمین کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک دن کپڑے دھونے کے لئے دریائے نیل کے کنارے تشریف لے گئے۔ یکایک انہیں ایک موٹا تازہ بچھو دکھائی دیا جو ساحل کی طرف جارہا تھا۔ جب وہ کنارے کی طرف پہنچا تو پانی میں سے ایک کچھوا نکلا اور سطح پر تیرنے لگا۔ بچھو نے جب اسے دیکھا تو کود کر اس کی پشت پر سوار ہوگیا۔ کچھوا اسے لیکر دوسرے کنارے کی طرف چلا۔ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں تہبند باندھ کر دریا میں اُتر گیا اور ان دونوں کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ دریا کے پار پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر بچھو کچھوے کی پیٹھ سے اُترا اور خشکی پر چڑھ گیا۔ میں بھی دریا سے نکل کر اس کے پیچھے ہولیا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ایک گھنے درخت کی چھاؤں میں ایک نوخیز لڑکا گہری نیند سو رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ بچھو دوسری جگہ سے اس نوجوان کو کاٹنے آیا ہے۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مجھے زہریلا سانپ دکھائی دیا۔ جو پھن اٹھا کر لڑکے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ لیکن وہ ابھی لڑکے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ بچھو آگے بڑھا اور سانپ کے سر سے چمٹ کر بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں سانپ مر گیا۔ اور بچھو واپس کنارے کی طرف لوٹا۔ وہاں کچھوا اس کا منتظر تھا۔ وہ اسکی پیٹھ پر سوار ہوگیا اور دوبارہ اس پار جا پہنچا۔ میں یہ عجیب ماجرا دیکھ کر شعر پڑھنے لگا۔ میری آواز سنکر نوجوان جاگ اٹھا۔ میں نے اسے تمام قصہ سنایا۔ اس پر اس واقعہ کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے اپنی لہو ولعب کی زندگی سے توبہ کی۔

کتے کی وجہ سے فاحشہ عورت کی بخشش

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفر لا مرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی راس رکی یلھث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفھا فاوثقتہ بخمار ھا فنزعت لہ من المآء فغفر لھابذلک قیل ان لنافی البھائم اجد ا قال فی کل ذات کبد لطبہ اجر (متفق علیہ مشکوٰۃ)

ترجمہ:...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک فاحشہ عورت (رنڈی) کی اتنی بات پر بخشش کردی گئی کہ وہ چلی جارہی تھی۔ اس نے ایک کنویں پر دیکھا کہ ایک کتا کھڑا ہے۔ جس کی زبان شدت پیاس کی وجہ سے باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ مرنے کو ہے۔ اس عورت نے اپنے پاؤں کا موزہ (چمڑہ کا) نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر کنویں میں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا۔...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کیا ہم لوگوں کو جانوروں کے صلہ میں بھی ثواب ملتا ہے؟...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جگر رکھنے والے (یعنی جاندار) پر احسان کرنے میں ثواب ہے۔ (مسلمان ہو یا کافر، آدمی ہو یا جانور)

فائدہ: یہ قصہ بنی اسرائیل کی ایک رنڈی کا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔ (کنز) ...... بخاری شریف وغیرہ میں ایک اور قصہ اسی قسم کا ایک مرد کا بھی آیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص جنگل میں چلا جارہا تھا۔ اس کو پیاس کی شدت نے بہت پریشان کیا۔ وہ ایک کنویں میں اُترا اور جب پانی پی کر باہر نکلا...... تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے بے تاب ہے...... اور شدت سے گارے (گیلی مٹی) میں منہ مار رہا ہے۔ اس شخص کو خیال ہوا کہ اس کو بھی پیاس کی وہی تکلیف ہورہی ہے جو مجھے تھی۔

کوئی چیز پانی نکالنے کو نہ تھی، اس لئے اپنے پاؤں کا موزہ نکالا اور دوبارہ کنویں میں اُتر کر اس کو بھرا اور موزہ کو منہ سے پکڑ کر دونوں ہاتھوں کی مدد سے اوپر چڑھا اور پانی اس کتے کو پلایا۔...... حق تعالیٰ شانہ نے اس کے اس کارنامے کی قدر فرمائی اور اس شخص کی مغفرت فرمادی۔...... صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں میں بھی اجر ہوتا ہے؟...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جگر رکھنے والے (یعنی جاندار) میں اجر ہے۔ (بخاری)

❁ ایک حدیث پاک میں ہے۔ ہر گرم جگر والے میں اجر ہے (کنز)۔ موزہ میں پانی بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ عرب میں چمڑہ کے موزوں کا عام رواج ہے اور ان میں پانی بھرنے سے کم گرتا ہے۔ اور منہ

سے پکڑنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جنگل کے کنوؤں میں عام طور سے کچھ اینٹیں وغیرہ اس طرح باہر کو نکال دیتے ہیں کہ جن کی مدد سے آدمی (اگر اس کے پاس ڈول رسی نہ ہو تو) نیچے اتر سکتا ہے۔ لیکن اترنے چڑھنے کے لئے ہاتھوں سے مدد لینے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے۔ اس لئے موزہ کو منہ سے سنبھالنا پڑا۔

۞ اسی طرح ایک ظالم کا قصہ بھی ایسا ہی ہے۔ جس نے ایک خارشی کتے کو پناہ دی تھی۔ اس کی وہی بات پسند آگئی۔ ان دونوں حدیثوں میں کتے جیسے ذلیل جانور پر احسان کرنے کا جب یہ بدلہ ہے تو آدمی جو اشرف المخلوقات ہے۔ اس پر احسان کرنے کا کیا کچھ بدلہ ہوگا۔

۞ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایسے جانور جن کو مارنا مستحب ہے۔ جیسا کہ سانپ، بچھو وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن دوسرے اہل علم حضرات فرماتے ہیں کہ ان کو مارنے کے حکم کا یہ مطلب نہیں کہ اگر ان کا پیاسا ہونا معلوم ہو جائے تو ان کو پانی نہ پلایا جائے۔ اس لئے کہ ہم مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ جس کو کسی وجہ سے قتل کیا جائے اس میں بہتری کی رعایت رکھی جائے۔ اس وجہ سے جس کو قتل کرنا ضروری ہے، اس کے بھی ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹنے کی ممانعت ہے (فتح)

ان دونوں حدیثوں سے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث سے ایک لطیف چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ حق تعالیٰ شانہ کو کسی شخص کا کوئی عمل بھی پسند آ جائے تو اس کی برکت سے عمر بھر کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کے لطف وکرم کے مقابلے میں کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ البتہ قبول ہو جانے اور پسند آ جانے کی بات ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر گناہگار کے سارے گناہ پانی پلانے سے یا کسی ایک نیکی سے بخش دیئے جائیں۔ وہاں کوئی چیز کسی کی قبول ہو جائے تو کوئی مانع نہیں۔ اس لئے آدمی کو نہایت اخلاص سے کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ جانے کون سا عمل وہاں پسند آ جائے پھر بیڑا پار ہے۔

بڑی چیز اخلاص ہے۔ یعنی خالص اللہ کے لئے کوئی کام کرنا، جس میں دنیا کی کوئی غرض شامل نہ ہو...... نہ اس سے دنیا کمانا مقصود ہو، نہ شہرت وجاہت مطلوب ہو۔ ان میں سے کوئی شے شامل ہو جاتی ہے تو وہ سارا کیا کرایا برباد کر دیتی ہے...... اور محض اس کے لئے کوئی کام ہو تو معمولی سے معمولی کام بھی پہاڑوں سے وزن میں بڑھ جاتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کی کہ جب تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو صدمہ کیا کرو اس لئے کہ یہ گناہ کو دھوتا ہے اور اللہ جل شانہ کے غصہ کو دور کرتا ہے۔

ایثار کا صلہ (کتے کا حق ادا کرنے پر)

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک باغ پر گزر ہوا۔ وہاں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا۔ اس کی روٹی آئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں چلا آیا...... اور اس غلام کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی۔ اس کتے نے اس کو کھا لیا اور پھر کھڑا رہا۔ اس نے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی ڈال دی۔ کل تین ہی روٹیاں تھیں۔ وہ تینوں کتے کو کھلا دیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ غور سے کھڑے دیکھتے رہے جب وہ تینوں ختم ہو گئیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے پوچھا کہ تمہاری کتنی روٹیاں روزانہ آتی ہیں۔ اس نے عرض کیا: آپ نے تو ملاحظہ فرما لیا ہے۔ تین ہی آیا کرتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا۔ غلام نے کہا: حضرت یہاں کتے نہیں رہتے ہیں۔ یہ غریب بھوکا کہیں دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے۔ اس لئے مجھے اچھا نہیں لگا کہ اس کو ویسے ہی واپس کر دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تم آج کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا: ایک دن فاقہ کر لوں گا۔ یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تو بہت سخاوت کرتا ہے۔ یہ غلام تو مجھ سے بہت زیادہ سخی ہے۔ یہ سوچ کر شہر میں واپس تشریف لے گئے۔ اور اس باغ کو اور غلام کو اور جو کچھ سامان باغ میں تھا۔ سب کچھ اس کے مالک سے خریدا اور خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ بھی اس غلام کی نذر کر دیا۔

تیتر کا دعویٰ:

❀ ایک تیتر نے کوّے سے ایک گڑھے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ اس میں پانی جمع رہتا تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ وہ گڑھا اس کی ملکیت ہے، چنانچہ دونوں پرندے قاضی (عقاب) کے پاس مقدمہ لے گئے۔ قاضی نے دونوں سے ثبوت مانگا مگر ان میں سے کسی کے پاس بھی ثبوت نہیں تھا جسے وہ پیش کرتا۔ اس پر قاضی نے گڑھے کا فیصلہ تیتر کے حق میں کر دیا۔ تیتر نے دیکھا کہ قاضی نے بغیر ثبوت کے اس کے حق میں گڑھے کا فیصلہ کر دیا ہے حالانکہ گڑھا درحقیقت کوّے کا تھا تو اس سے پوچھا:

’’اے قاضی! کیا وجہ ہے کہ تو نے میرے حق میں فیصلہ کیا، حالانکہ میرے پاس ثبوت نہیں ہے اور کیا سبب ہے کہ تو نے میرے دعوے کو کوّے کے دعوے پر ترجیح دی؟‘‘

قاضی نے جواب دیا: ’’لوگوں میں تیری سچائی مشہور ہے، یہاں تک کہ تیری سچائی کو مثال کے طور پر بیان کرتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں کہ فلاں تیتر سے زیادہ سچا ہے‘‘۔

یہ سن کر تیتر نے قاضی سے کہا ’’اگر بات یہی ہے جو تو نے کہی تو قسم خدا کی، گڑھا کوّے کا ہے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جن کی خصلت تو اچھی مشہور ہوتی ہے اور کرتے ہیں اس کے خلاف‘‘۔

قاضی نے تیتر سے پوچھا ’’ پھر تجھے اس جھوٹے دعوے پر کس چیز نے آمادہ کیا‘‘۔

اس نے کہا: غصے کی تیزی نے۔ کیوں کہ کوّے نے مجھے گڑھے میں داخل ہونے سے روکا تھا...... لیکن جھوٹ پر اڑے رہنے سے سچائی کو مان لینا بہتر ہے، نیک نامی کا باقی رہنا مجھے ہزار گڑھوں سے بہتر ہے۔‘‘

(بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۱۵۶، ص ۱۳)

دو بیل:

❀ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ دو بیل ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں، اور ان سے کھیت جوتا جا رہا ہے۔ جب ان میں سے ایک رک کر اپنا جسم کھجلانے لگا تو دوسرا بھی رک گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: ’’یہ ہیں درحقیقت وہ دو بھائی جن کی اخوت محض اللہ کے لیے ہے۔ ان میں سے جب ایک رکتا ہے تو دوسرا بھی اس کی موافقت کرتا ہے۔ ایسے ہی اتحاد و اتفاق سے اخلاص اپنے درجہ کمال کو پہنچتا ہے۔‘‘

(بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۱۸۳، ص ۱۱)

مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت:

❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَمَ عَنْ قَتْلِ الصُّرَدِ وَالضِّفْدَعِ وَالنَّمْلَةِ وَالْهُدْهُد

(ابن ماجه، حديث نمبر [illegible] كتاب الصيد، بَاب مَا يُنْهٰى عَنْ قَتْلِهٖ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹورے (ایک قسم کے پرندے) اور مینڈک کو، اور چیونٹی کو اور ہد ہد کو

قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے چیونٹی کو اور شہد کی مکھی کو اور ہدہد کو اور لٹورے کو اور مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک طبیب (ڈاکٹر) نے نبی ﷺ سے مینڈک دوا میں ڈالنے کا سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مینڈک کے قتل کرنے سے منع فرما دیا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مینڈک کو قتل کرنا جائز نہیں اور دوا میں ڈالنا اس لیے جائز نہیں کہ اس کا کھانا حرام ہے۔

البتہ اگر کوئی خطرناک مرض لاحق ہو اور اس کا واقعی درجہ میں مینڈک کے علاوہ کوئی اور علاج میسر نہ ہو، تو ایسی مجبوری کا حکم الگ ہے۔

❀ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

لَا تَقْتُلُوْا الضَّفَادِعَ، فَاِنَّ نَقِيْقَهَا الَّذِیْ تَسْمَعُوْنَ، تَسْبِيْحٌ

(مصنف ابن ابی شيبة، حديث نمبرﷺ، كتاب الطب، باب فِی الضَّفْدِعِ يُتَدَاوٰی بِلَحْمِهٖ)

ترجمہ: ...... تم مینڈکوں کو قتل نہ کرو کیونکہ ان کی جو آواز تم سنتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔

گو مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت کی اصل وجہ اُس کا تسبیح کرنا نہیں ہے اور اصل مقصود یہ بتلانا ہے کہ مینڈک فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے اور اس کو کھانا بھی جائز نہیں پھر اس کو قتل کر کے اللہ کی تسبیح کو کیوں بند کیا جائے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ مینڈک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو بجھا رہا تھا اور گرگٹ اس میں (آگ بھڑکانے کے لیے) پھونک مار رہا تھا تو مینڈک کے قتل کرنے سے منع کیا گیا اور گرگٹ کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔

مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت کی اصل وجہ پیچھے گزر چکی ہے اور جس طرح اس کے قتل کے منع ہونے کی اصل وجہ اس کی تسبیح کرنا نہیں ہے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو بجھانا بھی نہیں ہے البتہ یہ اُس جانور کی ایک اچھی صفت ہے جس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ جانور خبیث جانوروں میں سے نہیں ہے جن کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

❀❀✻✻✻❀❀

چیونٹیوں کو قتل کرنے کا حکم:

احادیث میں جن جانوروں کو قتل کرنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے، ان میں ایک جانور چیونٹی ہے، جس میں عام چھوٹی چیونٹیاں بھی شامل ہیں، اور بڑی چیونٹیاں بھی، جن کو آج کل کی زبان میں چیونٹے اور مکوڑے کہا جاتا ہے۔

کیونکہ یہ فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، البتہ اگر اس سے ایذاء پہنچے تو پھر اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

لیکن جس چیونٹی سے تکلیف پہنچے، اسے تو قتل کرنا جائز ہے، مگر ایک ایذاء پہنچانے والی چیونٹی کی وجہ سے دوسری چیونٹیوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔

❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهٖ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً (بخاری، حدیث نمبر [illegible] کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم)

ترجمہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں میں سے ایک نبی کسی درخت کے نیچے ٹھہرے تو اُن کو وہاں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے اپنا سامان اُٹھانے کا حکم دیا اور درخت کے نیچے سے چیونٹیوں کے گھر کو نکلوایا پھر اُن کے گھر کو آگ میں جلانے کا حکم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ایک چیونٹی کے مارنے پر ہی اکتفا کیوں نہ کیا۔

اس طرح بھی آیا ہے کہ ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے ایک نبی کے کاٹ لیا تو انہوں نے چیونٹی کے بِل کو جلوا دیا تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی۔ آپ کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تو آپ نے مخلوقات میں سے ایک تسبیح کرنے والی پوری امت (یعنی مستقل نوعِ مخلوق) کو جلا دیا۔

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

فَاِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ (نسائی حدیث نمبر [illegible] کتاب قتل النمل، ابن حبان، حدیث نمبر [illegible] العظمت لابی الشیخ اصبھانی، حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ:...... وہ چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی تھیں۔

چیونٹی کو قتل کرنے اور کسی جانور کو آگ میں جلانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر کوئی چیونٹی تکلیف پہنچائے تو اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ ممکن ہے کہ ان نبی کی شریعت میں آگ میں جلانے کی اجازت ہو، اور تنبیہ اس وجہ سے کی گئی ہو کہ انہوں نے اس کاٹنے والی ایک چیونٹی کی بجائے سارے گھر کو جلوا دیا تھا۔

اور ممکن ہے کہ انہوں نے سارے گھر کو اس لیے جلوایا ہو تا کہ آئندہ کسی اور کو یہ چیونٹیاں نہ کاٹیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی باز پُرس ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر باز پُرس کی گئی۔

حضرت طاؤس سے چیونٹی کے حرم میں قتل کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپ کو وہ تکلیف پہنچائے تو اس کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عام چیونٹیوں کو قتل کرنا گناہ ہے، البتہ اگر کوئی چیونٹی تکلیف پہنچائے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اور بعض اہل علم نے فرمایا کہ چیونٹیوں کی جو نسل موذی ہوتی ہے اس کو قتل کرنا جائز ہے اور جو موذی نہیں ہوتی اس کو قتل کرنا جائز نہیں، اِلَّا یہ کہ ان میں سے کوئی تکلیف پہنچائے۔ اور کھٹمل کو مارنا بہر حال جائز ہے، کیونکہ وہ موذی جانور ہے۔

مسئلہ:...... آج کل مختلف کیڑے مار ادویہ (پاؤڈر اور اسپرے) رائج ہیں۔ موذی چیونٹی کو مارنے کے لیے ان کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے، لیکن آج کل جو موذی اور غیر موذی کا امتیاز کیے بغیر ان ادویہ کے ذریعے اجتماعی طور پر سب چیونٹیوں کو قتل کر دینے کا رواج ہے، یہ جائز نہیں۔

شاہ ابرارالحق صاحب ؒ اور چیونٹیاں

چیونٹی کا حق

ابرار بندے کون ہیں؟ اس لئے کہ وعدہ ہے۔...... **ان الابرار لفی نعیم** ...... نیک بندے جنت میں جائیں گے۔ خواجہ حسن بصری ؒ کی تفسیر علامہ بدرالدین عینی ؒ عمدۃ القاری شرح بخاری میں نقل فرماتے ہیں۔

قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار...... الذین لایؤذون الذرۃ

ترجمہ:...... جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں

اُف کتنا تاریک ہے گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

واقعہ شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ وضو کا ارادہ فرمایا تو ایک جگہ بیٹھ کر وضو شروع کیا، پھر وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ پھر تیسری جگہ چلے گئے۔ وہاں جا کر وضو مکمل کیا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت کیا ہو گیا۔ آپ نے جگہ جگہ وضو کیوں کیا؟ فرمایا جہاں وضو کرتا ہوں۔ وہاں چیونٹیوں کا مرکز ملتا ہے۔ ان کی آپس میں رشتہ داری ہوتی ہے۔ اگر پانی کے دھارے سے یہ رشتہ داری ٹوٹ گئی۔ کوئی اِدھر بہہ گئی کوئی اُدھر بہہ گئی تو میرا دل زخمی ہو گا کہ یہ چیونٹیاں بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ میں انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سنیئے

قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار ......الذین لایؤذون الذرۃ

جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے۔...... ہاں میرا مرشد ابرار بھی ایسا ہی ہے۔ شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے کہ چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے۔ اور آج خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر میرے شیخ کا مقام دیکھئے۔

ایثار کا جذبہ (یعنی کتے کا ایثار)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی طرطوس میں (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) جمع ہو کر باہر جا رہے تھے۔ چلتے ہوئے ایک کتا بھی ہمارے ساتھ ہو گیا۔ جب ہم شہر سے باہر نکلے تو ایک مرا ہوا جانور پڑا تھا۔ ہم لوگ اس سے بچ کر ذرا فاصلہ سے ایک اُونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ وہ کتا بھی ہمارے ساتھ تھا۔ اس نے جب اس مردار کو دیکھا تو وہ شہر کی طرف واپس ہو گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ اپنے ساتھ تقریباً بیس

کتے اور لایا۔ اور اس مردار کے پاس آ کر وہ خود تو علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ اور سب کتے اس مردار کو کھاتے رہے۔ جب وہ سب کھا کر شہر کی طرف چلے گئے ......تو یہ کتا جو بلانے گیا تھا۔ اپنی جگہ سے اُٹھا اور اس کے پاس آ کر ہڈیاں وغیرہ جو سب کھا کر چھوڑ گئے تھے۔ ان کو اس نے کھایا اور پھر شہر کی طرف چلا گیا۔

کیڑے کے قتل کی سزا

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ احمد سرہندی) فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں جیل میں تھا (اللہ والوں نے دین کی خاطر کیا کیا مصائب نہیں جھیلے) تو اس دوران دو اشخاص کو کسی قتل کے الزام یا جرم میں جیل لایا گیا۔ دونوں میں سے ایک شخص واقعی قاتل تھا، جب کہ دوسرا ناحق پکڑ کر لایا گیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں اللہ سے مناجات کرتے ...... اور قاتل یہ کہتا کہ اے اللہ مجھے بخش دے میں گناہ گار ہوں ......جبکہ دوسرا (جو ناحق پکڑا گیا تھا) کہتا: اے اللہ میرے ساتھ انصاف کر۔ کچھ دنوں کے بعد عدالت (قاضی) نے عجیب وغریب فیصلہ کیا۔ عدالت نے قاتل کو بری قرار دیا اور ناحق پکڑے ہوئے کو سزائے موت (پھانسی) کا حکم سنایا۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیسا فیصلہ ہوا؟ میں بارگاہِ الٰہی میں متوجہ ہوا کہ اے اللہ حقیقت حال منکشف فرما۔

فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ میں نے ان کی دعا کے مطابق فیصلہ کیا ہے ......اور جس کو سزائے موت ملی اس کے ساتھ عین انصاف کیا۔ وہ اس طرح کہ ایک دن اس نے ایک کیڑے کو رستے میں دیکھا تو کانٹا (سوئی) اس کے جسم میں چبھو کر یا اسے حقیر جانتے ہوئے مار کر پھینک دیا تھا۔ میں نے اس کے بدلے میں اس کو سزائے موت دی کہ اس نے میری مخلوق پر ظلم کیا اور ناحق اس کو اذیت دے کر مار ڈالا۔

دیکھیں ایک کیڑے کی ہلاکت وقتل پر اس شخص کو یہ سزا ملی (اللہ غفار بھی ہے لیکن منتقم بھی ......ڈرتے رہنا چاہیے)۔ اس سے **حقوق البہائم** کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے۔

بلی کی تربیت کا عجیب انداز:

بلی حاملہ ہوتی ہے تو وہ بچے دینے کے لیے کونہ تلاش کرنے لگتی ہے۔ اس کو اس کی ماں نے نہیں بتایا کہ تجھے بچہ دینا ہے کسی کونے میں چھپنے کی جگہ دیکھنی ہے، کسی ٹریننگ سینٹر سے نہیں سیکھا۔ کسی نرسنگ ہاؤس

سے ٹریننگ نہیں لی۔ اس کو من جانب اللہ الہام ہے کہ میں ایک ایسی جگہ بچہ دے دوں کہ وہ ضائع نہ ہو جائے۔

اس کا کوئی ٹیچر، استاد نہیں۔ اللہ کا نظام ہے۔ اس کو بھی ہدایت دیتا چلا آ رہا ہے، بلی کسی کونے میں جا کر بچہ دیتی ہے تو بچہ کو نہیں پتہ کہ میری ماں کی چھاتی کہاں ہے اور اس میں میری غذا ہے۔ اس کو ماں نے نہیں بتایا۔

ماں تو خود اپنے بچے کو سینے سے لگاتی ہے اور اس کے منہ میں چھاتی دیتی ہے۔ وہ چوستا ہے۔ بلی تو ایسا نہیں کرتی، اس کے بچے کی آنکھیں بند ہوتی ہے۔ اس کی تقدیر اور اللہ کی ربوبیت اس کو اس کی طرف لے جا رہی ہے۔ اس کو چوسنے کا طریقہ بتا رہی ہے۔

ہم تو بچے کے منہ میں چوسنی دے دیتے ہیں تو اس کو چوسنے کا طریقہ آ جاتا ہے، اور اس کی مختلف طریقوں سے تربیت کرتے ہیں، تو وہ سیکھتا ہے۔ بلی کا بچہ ہے جس نے کبھی دیکھا نہیں، سنا نہیں، وہ خود بخود چھاتی کی طرف لپکتا ہے اور دودھ پیتا ہے۔ یہ سارے کا سارا نظام اللہ تعالیٰ غیب کے پردوں سے چلا رہا ہے۔

ایک مادہ ہے، وہ انڈے دیتی ہے۔ انڈے دینے کے بعد وہ کیڑے کو ڈنگ مارتی ہے۔ ایسے ڈنگ مارتی ہے کہ وہ مرے نہیں بے ہوش ہو جائے۔ مر جائے تو گر جائے گا، سڑ جائے گا۔ اتنا ڈنگ مارتی ہے کہ بے ہوش ہو جائے مرے نہیں۔ وہ ان کیڑوں کو اپنے انڈوں کے پاس رکھ دیتی ہے، اور ان کی بے ہوشی اتنی ہوتی ہے کہ جب تک بچہ انڈے کے اندر سے نکلتا ہے، تو پہلے سے اس کے لیے گوشت کا انتظام کیا جا چکا ہوتا ہے۔ وہ ماں چلی جاتی ہے۔ انڈے سے نکلنے والا بچہ جب دیکھتا ہے کہ میرے لیے کھانا تیار ہے تو پھر اس کو کھاتا ہے، پروان چڑھتا ہے، پھر اس کے پَر لگتے ہیں۔ یہ بچہ جب بڑا ہو کر انڈے دینے پر آتا ہے، تو اسی کام کو کرتا ہے، جو اس کی ماں نے کیا تھا...... نہ وہ اپنی ماں کو دیکھتا ہے، نہ اپنی ماں سے سنتا ہے، نہ اپنی ماں سے سیکھتا ہے۔ (اصلاحی واقعات، ص ۳۹۴)

بلی جیسا مراقبہ

حضرت شبلی رحمہ اللہ ایک مرتبہ کسی بزرگ کے پاس تشریف لے گئے۔ دیکھا...... تو وہ بزرگ بالکل خاموش ساکن بیٹھے ہیں یعنی مراقبہ میں مشغول تھے۔ جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مراقبہ کا یہ طریقہ بلی سے سیکھا...... اور سیکھنا بھی چاہیے کہ وہ چوہے کو پکڑنے کا ارادہ کرتی ہے تو اس کے بل کے سامنے یا کسی بھی متوقع جگہ پر بالکل خاموشی سے سانس روک کر بیٹھی رہتی ہے۔ گویا بے حس و بے روح

ہے۔ فرمایا کہ اسی طرح بندہ کو بھی تصور حق کے وقت یکسو بے حس و حرکت ہونا چاہیے۔

فائدہ یہ شان اہل اللہ کی ہے کہ وہ چوپائیوں تک سے بھی اپنے مقصد کو حاصل کیا کرتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کتے کا کلام

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ایک دن کہیں جارہے تھے۔ راستہ میں ایک پل تھا جس پر گزرنا تھا۔ جب وہ پل تک پہنچے تو دیکھا دوسری طرف سے ایک کتا بھی آرہا ہے۔ دونوں جب وسط تک پہنچے تو پل کی چوڑائی کی کمی کے باعث ان دونوں کا ایک دوسرے کے پاس سے گزرنا مشکل تھا۔ کچھ دیر دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے...... پھر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتے سے فرمایا کہ اے کتے راستہ تنگ ہے تم ایسا کرو کہ نیچے تالاب میں چھلانگ لگادو۔ کتا بولا (نبی کا معجزہ، ولی کی کرامت و تصرف حق ہے) کہ نہیں آپ چھلانگ لگائیں، میں کیوں لگاؤں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم شریعت کے مکلّف نہیں ہو اور میں شریعت کا مکلّف ہوں۔ اگر میں چھلانگ لگاتا ہوں تو کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔ کتا بولا کہ آپ کی بات درست ہے لیکن آپ اگر چھلانگ لگادیں تو دو تین بالٹی پانی سے صفائی حاصل کرلیں گے۔ لیکن آپ جو مجھے حقیر جان رہے ہیں کہ یہ کتا ہے تو اس قلبی گندگی کو اگر سات سمندر کے پانی سے بھی دھویا جائے تو یہ پاکی حاصل نہ ہوگی۔ یہ سن کر حضرت جنید رحمہ اللہ رونے لگے کہ اے کتے تو مجھ سے بہتر ہے، تو نے مجھ کو معرفت سکھائی۔

کرشمہ

شیخ ابوالحسن بن مہز بن صغیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تبوک کے ایک کنویں پر پانی لینے گیا۔ اتفاقاً میرا پاؤں پھسلا اور میں کنویں کی تہہ میں جاگرا۔ کنواں قدیم اور شکستہ تھا۔ اس کے گوشہ میں کچھ جگہ خشک تھی۔ میں نے اس جگہ کو درست کیا اور وہاں بیٹھ گیا۔ جنگل کا کنواں ...... لق و دق میدان، آدم نہ آدم زاد، کنویں سے نکلنے کا بظاہر کوئی سامان نہ تھا۔

میں اسی فکر میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک پھنکار میرے کان میں پڑی۔ نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ میری طرف بڑھا۔ اور اپنی دم میں مجھے لپیٹ لیا اور کنویں کی دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ کنویں سے نکل گیا۔ باہر آتے ہی اس نے اپنی گرفت ڈھیلی کردی اور مجھے زمین پر چھوڑ کر ایک طرف چل دیا۔

...... یہ ہیں قدرت کے کرشمے ...... کہ اللہ جب چاہتے ہیں ...... سانپوں اور درندوں سے ایک ضعیف ونازک انسان کی حفاظت کا کام لیتے ہیں۔

جانور کو آگ میں جلانے کی ممانعت:

شریعت کی ہر تعلیم فطرت کے مطابق اور اعتدال پر مبنی ہے، اس میں اولاً تو کسی انسان یا جانور کو بے جا تکلیف پہنچانے کی گنجائش نہیں، اور جہاں کسی کو قتل کرنے اور مارنے کی اجازت دی گئی ہے (جیسا کہ موذی جانوروں کو) وہاں بھی قتل کرنے میں احسن اور بہتر طریقہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، تا کہ مقتول کو کم از کم تکلیف ہو، اس وجہ سے آگ میں جلا کر قتل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

نیز آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص رکھا ہے، اس لیے آگ میں جلا کر کسی کو مارنا اور قتل کرنا جائز قرار نہیں دیا گیا۔

✿ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ (بخاری، کتاب الجهاد و السير، بَاب التَّوْدِيعِ)

ترجمہ: ...... اور آگ کا عذاب سوائے اللہ کے اور کسی کو دینا جائز نہیں۔

✿ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَرَأَىٰ قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَا هَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ ـ قُلْنَا نَحْنُ ـ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّعَذِّبَ بَالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابو داؤد، حديث نمبر ۲۶۷۵، كتاب الجهاد، باب فی كراهية حرق العدو بالنار)

ترجمہ: ...... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیونٹیوں کا بِل (گھر) دیکھا، جس کو ہم نے جلا دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ سے سزا دینا آگ کے رب کے سوا اور کسی کو جائز نہیں۔

✿ حضرت اُمِ درداء رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے جوں یا پسو کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا، تو حضرت اُمِ درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُّعَذِّبَ بِعَذَابِ اللّٰهِ (مُصنف ابن ابی شيبة، حديث نمبر [illegible] كتاب السير، باب من نهى عن التحريق بالنار)

ترجمہ:...... آگ کا عذاب سوائے اللہ کے اور کسی کو دینا جائز نہیں۔

جلیلُ القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ تُحْرَقَ الْعَقْرَبُ بِالنَّارِ، وَيَقُوْلُوْنَ مُثْلَةٌ

(مصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر؏ ط کتاب السیر، باب من نهی عن التحریق بالنار)

ترجمہ:...... صحابہ کرام بچھو کو آگ میں جلانے کو ناپسند فرماتے تھے، ...... اور اس کو مثلہ قرار دیتے تھے (اور مثلہ کرنا گناہ ہے)۔

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ کسی انسان یا جانور کو آگ میں جلانا جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی جانور کی ایذاء سے بچنے کا جلائے بغیر حل نہ ہوتا ہو، تو ایسی مجبوری میں جلانے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ:...... بعض لوگ کسی جانور کو دوا میں ڈالنے کے لیے زندہ حالت میں کھولتے ہوئے گرم پانی یا روغن میں ڈال دیتے ہیں، یہ سخت گناہ ہے۔

مسئلہ:...... چارپائی میں کھٹمل ہو جانے کی صورت میں بعض اوقات گرم پانی ڈالے بغیر ان سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ایسی صورت میں گرم پانی ڈال کر یا بجلی کا کرنٹ لگا کر ان کو مارنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ:...... بعض علاقوں میں سیہہ یعنی خار پشت نام کا جانور کھیتی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اور زمین میں رہتا ہے، اور بعض اوقات جب تک زمین کو آگ نہ لگائی جائے، یا کرنٹ لگا کر اس کو نہ مارا جائے، اس سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ضرورت کے وقت اس کی بھی گنجائش ہے۔ (کذا فی امداد الفتاویٰ، ج ۴، ص ۲۶۵)

مسئلہ:...... آج کل مچھروں کو مارنے کے لیے ایک برقی آلہ ملتا ہے، جس میں مخصوص بلب روشن ہوتا ہے، اور اس روشنی پر مچھر آ کر کرنٹ کی زد سے مر جاتے ہیں۔ بامرِ مجبوری اس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے۔

جانور کو قتل و ذبح کرنے کے متعلق شریعت کی ہدایات:

پھر جن جانوروں کو شریعت نے قتل یا ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے، ان کے صرف قتل یا ذبح کرنے کی اجازت ہی پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ قتل و ذبح کرنے سے متعلق بھی ایسی ہدایات ارشاد فرما دیں کہ جن کی وجہ سے جانور کو بے جا تکلیف و ایذاء نہ ہو، گویا کہ جانور کی زندگی کے حقوق و احکام بھی بتلائے اور فوتیدگی کے حقوق و احکام بھی بتلائے، جو کہ اسلام کی حقانیت و جامعیت کی دلیل ہیں۔

چنانچہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ

(مسلم حدیث نمبر [illegible] کتاب الصیدوا الذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرة)

ترجمہ:...... اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان (نیکی) کرنے کو ضروری فرمایا ہے، لہٰذا جب تم (کسی کو شرعی ضرورت سے) قتل کیا کرو، تو اچھے طریقے سے قتل کیا کرو، اور جب تم (کسی جانور کو جائز غرض سے) ذبح کیا کرو، تو اچھے طریقے سے ذبح کیا کرو، اور تم میں سے جو کوئی ذبح کیا کرے، وہ اپنی چھری کو تیز کر لیا کرے، اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچایا کرے۔

مطلب یہ ہے کہ جب کسی انسان یا جانور کو شرعی وجہ سے قتل کیا جائے، مثلاً یہ کہ کسی انسان کو دوسرے کے قصاص میں قتل کیا جائے، یا کسی جانور کو موذی ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے، تو اسے ترسا ترسا، اور تڑپا تڑپا کر قتل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اسے ایسے طریقے سے قتل کرنا چاہیے کہ وہ جلد از جلد فوت ہو جائے، اور اس کی روح پرواز کر جائے۔

بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بے جا تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

اسی طریقہ سے جب کسی جانور کو ذبح کیا جائے، تو ذبح کے وقت تیز چھری سے ذبح کرنا چاہیے، تاکہ اسے بلاوجہ کی تکلیف نہ ہو، اور ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد بھی اس کی راحت کا خیال رکھنا چاہیے، مثلاً یہ کہ ذبح سے پہلے اس کو کھلانا پلانا چاہیے، اور ذبح ہونے کے بعد اس کو ٹھنڈا ہونے دینا چاہیے، اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال وغیرہ اتارنے یا کوئی دوسری تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہیے، اور ذبح کے وقت بھی اس کی ممکنہ راحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

اور آج کل اس سلسلہ میں بہت کوتاہی پائی جاتی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّحِمَ ذَبِيْحَةً رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر [illegible]

ترجمہ:……رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذبح کئے جانے والے جانور پر رحم کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رحم فرمائیں گے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جس نے اپنا پیر بکری کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اپنی چھری کو تیز کر رہا تھا اور بکری اپنی آنکھوں سے اس چھری کو دیکھ رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پہلے تو نے اپنی چھری کو کیوں تیز نہیں کر لیا تھا، کیا تو اس کو دو دفعہ مارنے (کی ایذاء دینا) چاہتا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھری کو تیز کرنے اور جانوروں سے چھپانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو جلدی ذبح کرے۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک بکری کو دوسری بکری کے سامنے ذبح کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے بکری کی کھال کو اتارنا ناپسند فرماتے تھے۔

اس کے علاوہ احادیث میں ذبح کے وقت جانور اور ذبح کرنے والے کے قبلہ رُخ ہونے کا بھی ذکر آتا ہے (ملاحظہ ہو: **ابو داؤد، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا**)

ان جیسی احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ جانور کو ذبح کرنے کے لیے قربان گاہ کی طرف نرمی اور آہستگی سے ہانک کر لے جانا چاہیے بلاضرورت ٹانگ، دُم وغیرہ سے گھسیٹ کر اور کھینچ کر تکلیف نہ پہنچائی جائے، حتی الامکان نرمی والا معاملہ اور برتاؤ کیا جائے۔

اور اسی طرح جانور کو تیز دھار والی چھری سے ذبح کرنا چاہیے۔

اور جانور کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہیے، اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہیں کرنا چاہیے۔

اور ذبح کے لیے جانور کو قبلہ رخ لٹانا چاہیے، اور خود ذبح کرنے والے کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

اور ذبح کرنے کے بعد فوراً کھال وغیرہ نہ اتارنی چاہیے، بلکہ جسم کے ساکن اور ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے جانور کے ذبح کیے جانے سے پہلے اور ذبح کیے جانے کے دوران اور

ذبح کیے جانے کے بعد ہر موقع پر اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے، جس کی کسی دوسرے مذہب میں مثال ملنا مشکل ہے۔

مگر آج کل اکثر لوگ ذبح کیے جانے والے جانوروں کے ساتھ بہت ظلم کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے گاڑیوں میں کھڑے کر کے لگاتار گھنٹوں گھنٹوں کا سفر کرتے ہیں، اور تنگ جگہ میں اتنے جانور کھڑے کر لیتے ہیں، کہ ان کے ہلنے کی جگہ نہیں ہوتی، اور طویل سفر کے دوران ان کے کھانے پینے کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔

جانوروں کو گاڑی میں چڑھاتے اور اتارتے وقت بھی بہت ظلم کرتے ہیں، جس سے جانور زخمی بھی ہو جاتے ہیں، بعض اوقات کسی جانور کی ٹانگ بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

اور قصاب حضرات جب یومیہ یا عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں،...... وہ بھی جانوروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، اور طرح طرح سے جانور کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔

مرغیوں کی نقل وحمل اور بود وباش اور ذبح کے سلسلہ میں بھی آج کل بہت زیادہ مظالم سامنے آرہے ہیں، اور ان مظالم کے عام رواج اور روزمرہ کا معمول بن جانے کی وجہ سے ان کی طرف شاید کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، مرغیوں کی عموماً ٹانگیں پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اس طرح پھینکا جاتا ہے، جس طرح جمادات اینٹوں پتھروں کو پھینکا جاتا ہے۔

مرغیوں کی حرکت بند کرنے کے لیے ان کے دونوں طرف کے بازو باہم اس طرح ایک دوسرے میں داخل کر دیے جاتے ہیں، جس طرح کسی دھاگے اور کپڑے میں گرہ لگائی جاتی ہے، ذبح کرنے کے لیے جب مرغیوں کو پکڑا جاتا ہے تو بے دردی سے پکڑا جاتا ہے، اور جب ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے تو اس طرح ایک دوسرے کے اوپر چڑھا دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہونے اور مزید برآں راستہ میں نقل وحمل کے دوران غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بہت سی مرغیاں ذبح سے پہلے ہی تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتی ہیں۔

ذبح کرتے وقت عموماً سر سے پکڑ کر اور لٹکا کر اور گلے پر الٹی سیدھی چھری پھیر کر گندے اور غلاظت والے خون آلودہ مقام پر اوپر تلے مرغیوں کو اس طرح پھینکا جاتا ہے کہ گویا کہ ان کے کوئی حقوق ہی نہیں۔

پھر ذبح شدہ مرغیوں کے ٹھنڈا ہونے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے ہی ان کی کھال ادھیڑنی شروع

کر دی جاتی ہے، جس سے مرغیوں کو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح مرغی فروشوں کی دو کانوں پر زندہ مرغیوں کے بالکل سامنے دوسری مرغیوں کو ذبح کیا جاتا ہے، اور ذبح ہونے والی مرغیوں کو روتی بلکتی اور تڑپتی ہوئی دیکھ کر قریب میں موجود مرغیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

اگر چہ وہ بے زبان جانور اپنی زبان سے بول کر اس تکلیف کا اظہار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

اگر موجودہ دور میں جگہ کی تنگی اور بعض انتظامی مجبوریوں کے باعث شریعت کے مذکورہ احکام پر کلی طریقہ پر عمل نہ ہو سکے، تو اپنی طرف سے ممکنہ حد تک عمل کا اہتمام کرنے میں تو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان بے زبان جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی جو جو صورتیں بھی ہمارے معاشرے میں رواج پکڑ گئی ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اور بے زبان جانوروں کو تکلیف پہنچا کر ان کی خاموش بددعا کے وبال سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔ اور جانوروں کے حقوق کی ہر مرحلہ پر رعایت کی جائے۔

مسئلہ: ...... جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں، اگر ان کو موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا مقصود ہو، اگر ان میں بہتا خون نہیں ہے (جیسا کہ بھڑ، مکھی، مچھر وغیرہ) تو ان کو تو جس طرح بھی چاہیں ضرب وغیرہ مار کر قتل کر دیا جائے، مگر زائد از ضرورت تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

البتہ جن جانوروں میں بہتا خون ہے، جیسا کہ موذی کتا، موذی بندر، موذی بلی، بھیڑیا، شیر، چیتا وغیرہ تو ان کو شرعی طریقہ پر ذبح کر کے قتل کرنا بہتر ہے۔

اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی دھار دار چیز دور سے بسم اللہ پڑھ کر قتل کیا جائے، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو بندوق وغیرہ کی گولی سے مار دیا جائے۔

مسئلہ: ...... بعض قصاب جانور کو مکمل ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے، کسی حصہ سے کھال اتارنا شروع کر دیتے ہیں، یا جانور کے حرام مغز میں چھری گھونپ کر اس کو زور زبردستی سے جلدی ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں، یہ بھی جانور کو بے جا تکلیف پہنچانے میں داخل ہے، اور ناجائز ہے۔

ایک دفعہ جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے، اور اس کے خود سے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

* * *

حضور ﷺ کا سواری کے جانور بھی احترام کرتے:

حضور ﷺ کی عضباء نامی اُونٹنی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سرورِ دو عالم ﷺ سے گفتگو کیا کرتی تھی۔ جب جنگل میں چرنے کے لیے جاتی تو چارہ اس کی جانب دوڑ دوڑ کر آتا تھا۔ جنگل کے درندے اس سے دور دور رہتے تھے اور ایک دوسرے کو خبردار کرتے تھے کہ ”یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سواری ہے، اس کا احترام کرو“۔

جب جانِ دو عالم ﷺ نے پردہ فرمایا تو اس اُونٹنی نے محبوبِ خدا ﷺ کے غمِ فراق میں کھانا پینا بند کر دیا اور اسی حالت میں جان دے دی۔ (کتاب الشفاء اوّل)

پرندے نے آپ ﷺ کی نعلین مبارک سے سانپ نکال دیا:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قضاءِ حاجت کے لیے دور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن اسی طرح آپ ﷺ تشریف لے گئے، پھر وضو کیا اور موزے پہننے لگے۔ ابھی ایک موزہ پہنا تھا کہ ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے اڑا اور اوپر لے جا کر پھینک دیا، تو اس موزے سے ایک نہایت سیاہ سانپ نکل کر گر پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے میری تکریم و تعظیم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ وَشَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَشَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ“

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر اس مخلوق کے شر سے جو (سانپ کی طرح) اپنے پیٹ پر چلتی ہے یا (انسانوں کی طرح) دو قدموں پر، یا (درندوں کی طرح) چار قدموں پر چلتی ہے“۔

۹۷۴ھ میں ملنے والی بکری:

نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں درج فرماتے ہیں کہ ایک مچھلی ایسی شکار کی گئی جس کے پہلو پر...... **لا الہ الا اللہ** ......اور دوسرے پہلو پر...... **محمد رسول اللہ** ......لکھا ہوا تھا......اور راوی فرماتے ہیں کہ ۹۷۴ھ میں میرے پاس ایک بکری تھی، جس نے ایک بچہ جنا، جس کا رنگ سیاہ تھا اور اس پر کچھ سفید گول دائرہ میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ لکھا ہوا تھا:...... ”محمد“ (ﷺ)

گائے کا ذکرِ محبوب ﷺ:

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کے لیے ...... ایک گائے لائے ...... ابھی وہ گائے صنم پر ذبح ہونے کی وجہ سے پجاریوں کے نزدیک تبرک بنی کھڑی ہی تھی کہ گائے نے زوردار آواز سے کہا:

"یَا لَذَرِیْحُ اَمَرُ، نَجِیْحُ صَائِح یَصِیْحُ لِسَانُ، فَصِیْحُ یَدْعُوْ بِمَکَّۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے ٹل گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوتِ محمدی ﷺ سے کفر کے ماحول میں ہلچل کی خبریں سننے لگے۔ (دارمی و حجۃ اللہ)

پرندہ پر اسم محمد ﷺ:

امام حلبی رحمہ اللہ نے "السیرۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ آیا، جس کی چونچ میں سبز رنگ کا موتی تھا۔ اس پرندے نے وہ موتی پھینک دیا۔ سرورِ کائنات ﷺ نے وہ موتی اُٹھایا اور دیکھا کہ اس میں ایک سبز رنگ کا کیڑا ہے، جس پر زرد رنگ سے ...... **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** ...... لکھا ہے۔

(شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات، ص۳۳۰ تا ۳۳۱، ۳۴۵)

بکری پر اسمِ محمد ﷺ کے نقوش:

ایک اور شخص کہتا ہے کہ ۹۷۴ھ میں میری بکری نے بچہ دیا۔ اس کا رنگ کالا تھا، لیکن اس کی پیشانی پر ایک سفید گول داغ تھا، جس کے وسط میں عمدہ خط کے ساتھ "محمد" لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ایک اور آدمی نے کہا کہ میں نے افریقہ کے ایک شہر میں ایک شخص کو دیکھا جس کی دائیں آنکھ کی سفیدی میں سرخ رگوں کے ساتھ ...... **محمد رسول اللّٰہ** ...... لکھا ہوا تھا۔

ایک کان پر کلمہ، دوسرے پر رسول اللہ ﷺ:

علامہ الدمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "**حیاۃ الحیوان**" میں لکھا ہے کہ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "**عجائب المخوقایہ**" میں عبدالرحمٰن بن ہارون المغربی سے روایت کیا: وہ کہتے ہیں کہ میں "**بحر المغرب**" میں محو

سفر تھا۔ میں ایک جگہ پہنچا، اس کا نام ”البرطوم“ تھا۔ ہمارے ساتھ ایک صقلی بچہ تھا۔ اس کے پاس ایک کانٹا تھا۔ اس بچے نے اسے سمندر میں پھینک دیا اور اس کے ذریعے ایک مچھلی کو شکار کیا جس کی لمبائی ایک ہاتھ کے برابر تھی۔ جب ہم نے غور سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس کے دائیں کان کے پیچھے...... **لا الہ الا اللّٰہ** ......اس کی گدی پر...... محمد (ﷺ)...... اور اس کے بائیں کان کے پیچھے...... **رسول اللّٰہ**...... لکھا ہوا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ...... حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے دونوں کندھوں کے مابین...... **محمد رسول اللّٰہ خاتم النبیین** ...... لکھا ہوا تھا۔

ایک راوی فرماتے ہیں کہ...... انہوں نے خراسان میں ایسے بچے کا مشاہدہ کیا، جس کے ایک پہلو پر ...... **لاالہ الا اللّٰہ**...... اور دوسرے پر...... **محمد رسول اللّٰہ**...... لکھا ہوا تھا۔

ہرنی کے مبارک کان:

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن الفضل مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”تحفۃ الاخیار“ میں فرماتے ہیں۔ میں نے ایک سفر میں ایک محلّہ میں ایک ہرنی دیکھی...... جس کے دونوں کانوں پر ”محمد“ (ﷺ) لکھا ہوا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ۲۱۵)

غیبی پرندہ اور انوکھا بادام:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ آیا...... جس کی چونچ میں ایک بادام تھا۔ وہ اس نے مجلس میں ڈال دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو اٹھالیا۔ اس میں ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا۔ جس پر زرد رنگ سے............ **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**...... لکھا ہوا تھا۔ (سیرت حلبیہ، ج اوّل)

حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام اور چیونٹی:

سوال...... حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام سے گفتگو کرنے والی چیونٹی کا نام کیا ہے اور اس نے آپ کو کیا ہدیہ پیش کیا تھا؟

جواب...... اس چیونٹی کے نام مختلف ذکر کیے گئے ہیں:...... **طاخیہ، جرمی** ...... علامہ آلوسی یعنی صاحبِ روح المعانی اور صاحبِ تفسیر مظہری نے بروایت ضحاک نقل کیا ہے کہ اس چیونٹی کا نام...... طاخیہ یا

جذمی ......تھا اور بعض نے منذرہ بتایا ہے۔ (جلالین)

اور اس چیونٹی نے آپ کو ایک بیر بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا۔ (جمل)

سوال...... جب یہ چیونٹی حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے آپ کی شان میں کیا اشعار پڑھے تھے؟

جواب...... جو اشعار اس نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں پڑھے، وہ حسبِ ذیل مذکور ہیں:

الم ترنا نهدى الى الله ما لهٗ　　وان كان عنه ذاغناً فهو قابلهٗ
لو كان يهدى للجليل بقدره　　لا قصر عنه البحر يوماً وساحلهٗ
وما ذاك الا من كريم فعاله　　والا نما فى ملكنا يا يشاكله
ولكننا نهدى الى من تحبه　　فيرضى بها عنا ويشكر فاعله

سوال...... چیونٹی نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام سے کیا کیا سوالات کیے؟

جواب...... حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام سے چیونٹی نے معلوم کیا کہ آپ کے ابّا جان حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کا نام داؤد کیوں رکھا گیا؟ آپ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ چیونٹی نے جواب دیا کہ (داویٰ یداوی مداواۃ بمعنی علاج کرنا ہے) آپ کے والدِ محترم نے اپنے قلب کا علاج کیا ہے۔

اس کے بعد چیونٹی نے کہا: اچھا آپ کا نام سلیمان کیوں رکھا گیا تو سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام بولے مجھے معلوم نہیں۔ چیونٹی نے کہا کہ سلیمان بمعنی سلیم اور سلامتی والے اور آپ سلیم القلب والصدر ہیں، اس وجہ سے آپ کا نام سلیمان رکھا گیا۔ (روح المعانی، ص ۱۷۹) (ذخیرۂ معلومات کامل، ص ۳۴ تا ۳۵)

گبریلا:

❀ ایک مرتبہ کسی آدمی نے گبریلا دیکھا۔ گبریلا ایک گندا کیڑا ہے۔ گندگی اور نجاست میں رہتا ہے......اور اسی کو کھاتا ہے۔ اس گندے کیڑے کو دیکھ کر وہ آدمی بول پڑا۔ ”اللہ تعالیٰ نے بھلا اس کیڑے کو کس لیے پیدا کیا ہے۔ کیا اس کا بھی کوئی فائدہ ہے“ یہ براہ راست اللہ تعالیٰ پر اعتراض تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش اسے ایک زخم میں مبتلا کر دیا۔ اس نے بہت علاج کرایا۔ لیکن زخم ٹھیک نہ ہو سکا۔ ایک دن اس نے ایک طبیب کی آواز سنی......وہ یہ آواز لگاتا گزر رہا تھا۔

’’علاج کرالو، ہر زخم کا علاج کرالو‘‘

اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اس علاج کرنے والے کو بلاؤ۔ گھر والوں نے کہا، تم نے بڑے سے بڑے حکیم سے علاج کرا کے دیکھ لیا۔ گلیوں میں آواز لگانے والے اس حکیم سے کیا ہوگا۔ گھر والوں کی بات سن کر اس نے کہا۔ ’’اگر وہ ایک نظر مجھے دیکھ لے تو تمہارا کیا نقصان ہے‘‘۔

آخر گھر والے اسے بلا لائے۔ اس نے زخم دیکھ کر کہا۔...... گبریلا لاؤ۔

یہ سن کر تمام گھر والے ہنس پڑے اور بول اٹھے۔

’’ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا، یہ اناڑی طبیب کیا علاج کرے گا‘‘ ادھر اس شخص کو گبریلے کا نام سن کر اس کے بارے میں کہی ہوئی بات یاد آگئی۔...... وہ چونکا اور بولا۔ ’’جو یہ کہتا ہے، کرو‘‘۔

گھر والے گبریلے لے آئے۔ حکیم نے گبریلے کو جلا کر اسکی راکھ زخم پر چھڑک دی۔ اللہ کے حکم سے کچھ ہی دنوں میں زخم ٹھیک ہوگیا۔ تب اس نے اپنا یہ واقعہ دوسروں کو سنایا۔ اور کہنے لگا۔

’’اللہ تعالیٰ مجھے یہ دکھانا چاہتے تھے کہ اس کائنات میں حقیر سے حقیر مخلوق بھی بے کار پیدا نہیں کی گئی۔ گبریلے جیسی مخلوق بھی اتنی بڑی دوا کا کام دے سکتی ہے‘‘۔

(بچوں کا اسلام، شمارہ ۱۸۸، ص ۱۳)

بطخ چور:

❁ محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ایک شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

اے نبی اللہ! میرے پڑوس میں ایسے لوگ رہتے ہیں، جو میری بطخیں چرا لیتے ہیں۔ اس کی بات سن کر آپ نے نماز کا اعلان کر دیا۔ جب سب لوگ آگئے تو آپ نے فرمایا:

’’تم میں سے ایک شخص اپنے پڑوسی کی بطخ چوری کرتا ہے۔ وہ ایسی حالت میں مسجد میں آتا ہے کہ اس بطخ کا پَر اس کے سر پر ہوتا ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے جلدی سے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا...... حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اسے پکڑ لو، چور یہی ہے۔

نیک عادت:

❀ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک فقیر دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے، انہوں نے ایک کیڑے کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اسے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ فقیر نے جونہی کیڑے کو پکڑا تو اس نے ڈنگ مار دیا اور دوبارہ پانی میں گر گیا۔ فقیر کو اس پر پھر ترس آیا۔ اس نے پھر کیڑے کو باہر نکال دیا۔ اس مرتبہ بھی کیڑے نے ڈنگ مارا۔ اس طرح کیڑا بار بار پانی میں گرتا رہا اور وہ فقیر اسے نکالتا رہا۔ کسی نے فقیر سے کہا، تم کیڑے کو بچانے کی کوشش کرتے ہو اور وہ ہر مرتبہ تمہیں ڈنگ مارتا ہے، اسے ڈوبنے دو۔ فقیر نے کہا، اگر کیڑا اپنی بری عادت نہیں چھوڑ سکتا تو میں اپنی نیک عادت کیوں چھوڑوں۔

(بچوں کا اسلام، شمارہ نمبرے۳، ص۴)

کتوں سے سبق:

ایک شخص کی حکایت ہے کہ اس نے ایک پہاڑ کے اندر غار میں بہت سے کتے دیکھے کہ وہ وہیں رہتے۔ اس سے باہر نہیں آتے تھے۔ ہاں ہفتہ بھر میں فقط ایک روز شہر میں جا کر ڈلاؤ پر سے کھا کر اپنی جگہ پر آموجود ہوتے اور یہ ان کا طرز تھا۔ یہ شخص بھی مدت تک ان کے ساتھ رہا۔ جس روز وہ شہر جاتے تو ان کے ساتھ ڈلاؤ پر جو چیز کوئی اپنے کھانے کی ہوتی کھا آتا اور پھر لوٹ کر ان کے ساتھ پہاڑ پر آجاتا۔ حتیٰ کہ ان کتوں ہی سے اس نے ریاضت اور آداب سیکھے...... اور یہ بھی روایت ہے کہ کچھ لوگ شکاری کتے لئے یہاں کو جاتے تھے۔ ان پہاڑیوں نے بھونک کر ان سے کہا کہ اے مسکینوں تمہیں بادشاہوں کی نعمتوں کی ہوس اور خواہش ہوئی اس لئے انہوں نے تمہیں قید کر لیا اور اگر تم بھی ہماری طرح گری پڑی چیز پر قناعت کرتے تو بلا قید رہتے۔ شکاریوں نے کہا کہ تمہیں ہمارے حال کی خبر نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے خود ہمارے اندر اپنی خدمت کرانے کا مادہ دیکھ کر ہم کو خدمت کرانے کیلئے قید کرا لیا ہے اور ہماری قوت لایموت کے یہ کفیل ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا تم میں جب کوئی بوڑھا ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ چھوٹ کر ہمارے ساتھ رہا کرے۔ شکاریوں نے کہا کیا اس وجہ سے چھوٹ جائے کہ اس کے ذمہ خدمت تھی، وہ اب ادا نہیں ہوتی اور جب اس میں قصور آیا کرتا ہے تو ایسے کو دھکے مل جایا کرتے ہیں۔

جانور کو خصّی کرنے کا حکم:

انسانوں کو خصی کرنا تو ناجائز ہے، البتہ جانوروں کے خصی کرنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ بلا کسی ضرورت وفائدہ کے جانوروں کو خصی کرنا منع اور گناہ ہے، البتہ اگر کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ ہو، تو پھر اجازت ہے۔

بعض اوقات نَر جانور میں شہوت بڑھنے سے اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، جس سے دوسروں کو نقصان وضَرر پہنچتا ہے، مثلاً وہ دوسروں کو مارنے وکاٹنے لگتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اس کے خصی کر دینے سے اس کی بداخلاقیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

اسی طرح خصی جانور کا گوشت دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں لذیذ ہوتا ہے، نیز خصی جانور زیادہ فربہ اور صحت مند ہوتا ہے۔ اس غرض سے بھی جانور کو خصی کرنے کی اجازت ہے۔

البتہ جب اس قسم کی کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ نہ ہو، تو پھر جائز نہیں۔

اور اس سلسلہ میں جو مختلف قسم کی روایات آئی ہیں، بعض میں جانوروں کے خصی کرنے کی ممانعت اور بعض میں اجازت کا ذکر ہے، تو وہ اسی قسم کے مختلف حالات پر محمول ہیں کہ جن میں ممانعت کی گئی وہ اس صورت سے متعلق ہیں، جبکہ کوئی ضرورت وفائدہ نہ ہو، اور جن میں اجازت دی گئی، وہ کسی ضرورت وفائدہ کی صورت سے متعلق ہیں۔

چنانچہ ہم یہاں اس سلسلہ میں چند مختلف روایات ذکر کرتے ہیں۔

❁ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ كَتَبَ يَنْهٰى عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلَ

(مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر[illegible] کتاب السیر، باب ما قالوا فِی خَصاءِ الخیلِ والدّوابِّ من کرِهه؟)

ترجمہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو خصی کرنے کو منع کرنا لکھا (کسی عامل یا گورنر کو فرمان بھیجا کہ اس عمل کی روک تھام رکھے)۔

گھوڑے کیونکہ جہاد کا آلہ ہیں، اور جہاد میں استعمال ہوتے ہیں، اس لیے ان کے خصی کرنے کو بطورِ خاص منع فرمایا، تاکہ ان کے خصی کرنے کی وجہ سے جہاد کی یہ ضرورت متاثر نہ ہو۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ إِخْصَاءَ الْبَھَائِمِ وَیَقُوْلُ لَا تَقْطَعُوْا نَامِیَۃَ خَلْقِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، حدیث نمبر [illegible]، کتاب السبق والرمی، باب کراھیۃ خصاء البھائم، وقال ھٰذَا ھُوَ الصَّحِیحُ مَوْقُوف وَقَدْرُوِیَ مَرْفُوعًا)

ترجمہ:...... حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جانوروں کے خصی کرنے کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تم اللہ عزوجل کی مخلوق کے افزائش نسل ونشوونما کی قوت کو ختم نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو خصی کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی پیدائش وافزائشِ نسل کا سلسلہ متأثر نہ ہو۔

حضرت یزید بن ابی حُبیب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ مصر کو تحریری طور پر گھوڑوں کو خصی کرنے سے اور بچوں کو گھوڑوں کے چلانے سے منع فرمایا۔

گھوڑوں کے خصی کرنے کی ممانعت پہلے ذکر کی جا چکی، اور بچوں کے گھوڑے چلانے میں یہ خطرہ ہے کہ وہ نادانی میں گر نہ پڑیں، یا گھوڑے کی کوئی حق تلفی کریں (جیسا کہ اس زمانے میں بھی ڈرائیونگ کے لیے قانون میں عمر کی کوئی حد مقرر کی ہوتی ہے)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَبَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ أَقْرَنَیْنِ أَمْلَحَیْنِ مُوْجَأَیْنِ

(ابوداؤد، حدیث نمبر [illegible]، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا)

ترجمہ:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو سینگوں والے، موٹے تازے، خصی مینڈھے ذبح فرمائے۔

حضرت عائشہ وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو سینگوں والے موٹے اور بڑے اور خصی مینڈھے خریدتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے لیے خصی جانور کا ہونا عیب نہیں جانتے تھے، بلکہ اس کو بہتر سمجھتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی غرض سے جانور کو خصی کرنا جائز ہے۔

حضرت مالک بن مغول فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے گھوڑے کے خصی کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جس کے کاٹنے، اور اس کی عادت میں بگاڑ وفساد کا خوف

ہو، تو اس کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہوت زیادہ ہونے کی وجہ سے نَر جانور کے کاٹنے یا اس میں بد اخلاقی پیدا ہونے کا خوف ہو، تو اس کو خصی کرنا جائز ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

لَا بَأْسَ بِخِصَاءِ الْخَيْلِ، لَوْ تَرَكْتَ الْفُحُوْلَ لَأَكَلَ بَعْضُهَا بَعْضًا۔

(مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر، کتاب السیر، باب مَنْ رخَّصَ فِی خِصاءِ الدّوابِّ)

ترجمہ:...... گھوڑے کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر میں نَر جانوروں کو اسی طرح چھوڑ دوں تو بعض بعض کو کاٹ کھائیں۔

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات جانوروں میں شہوت کے بڑھنے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو کاٹنے اور کھانے لگتے ہیں، لہٰذا اس خوف سے بچنے کی خاطر جانور کو خصی کرنا جائز ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لَا بَأْسَ بِخِصَاءِ الدَّوَابِّ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر، کتاب السیر، باب مَنْ رخَّصَ فِی خِصاءِ الدّوابِّ)

ترجمہ:...... جانوروں کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس قسم کی احادیث و روایات کی روشنی میں ہمارے فقہائے کرام نے فرمایا کہ جانور اور بطورِ خاص گھوڑے کو بلا ضرورت و منفعت خصی کرنا جائز نہیں۔

البتہ ضرورت و منفعت کی خاطر جانور کو خصی کرنا جائز ہے، اور ضرورت و منفعت کی تشریح پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

کتے اور گدھے کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بَاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ (ابو داؤد، حدیث نمبر، کتاب الادب، باب ما جاء فی الدیك و البهائم، واللفظ لهٗ)

ترجمہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کتے کے بھونکنے کی، اور گدھے کی ہینچنے کی رات میں آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو، کیونکہ یہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں، جن کو تم نہیں دیکھ پاتے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ جانور شیاطین کو دیکھ کر اپنی مخصوص آواز نکالتے ہیں۔

اور بعض روایات میں رات کی قید کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ان جانوروں کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنے کا ذکر ہے............ (ملاحظہ ہو: الدعاء للطبرانی، حدیث نمبر[illegible] واللفظ لہٗ......مسند ابی یعلیٰ الموصلی،......حدیث نمبر[illegible]، الادب المفرد، باب نباح الکلب ونہیق الحمار)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جانوروں کی آواز سن کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا حکم رات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ دن میں بھی کسی وقت ان کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

اور دن کے مقابلے میں رات کو کیونکہ شیاطین زیادہ نکلتے اور زیادہ فساد مچاتے ہیں، اس لیے بعض روایات میں رات کو بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے۔......اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ **"اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم"** پڑھ لیا جائے۔

❁ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ گدھے کی آواز سنتے تھے، تو یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، جو سمیع ہے، علیم ہے، شیطان مردود کی طرف سے

(مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر[illegible]، کتاب الدعاء ، فِی الدَّیكِ إذا سمِع صوته ما یدعی بِهِ)

اس لیے اگر **"اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم"** کے بجائے مذکورہ بالا کلمات پڑھے جائیں، تو بھی درست ہیں۔

ان جانوروں کی آواز سن کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی برکت سے انسان ان شیاطین کے فساد سے محفوظ رہتا ہے۔

شیخ الکلاب (کتوں کا شیخ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی۔ ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر بھی اتنا اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے۔ اور جہاں بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر

اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کے لئے شیخ بن گیا۔

فائدہ بزرگوں کا عجب اثر ہوتا ہے اور عجیب برکت ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور سانپ

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ غالباً دارالعلوم دیوبند یا کسی دوسری جگہ چھتہ والی مسجد وغیرہ میں ذکر الٰہی میں باآواز جہر مشغول تھے۔ جیسے جیسے حضرت ذکر کرتے جاتے اور آواز بلند فرماتے تو دیوار کے دوسری طرف سے جیسے کوئی تالی بجاتا ہو، اس قسم کی آواز آتی۔ اِدھر اللہ تو اُدھر بھی گویا اللہ۔ جب جا کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانپ ہے جو کہ حضرت کے ذکر کے ساتھ ساتھ ذکر میں مشغول ہے اور اپنے سر کو اٹھاتا اور زمین پر مارتا ہے۔

فائدہ یہ ہے اثرِ صحبتِ اہل اللہ کہ حیوانات تک متاثر ہوئے اور اثرِ ذکر اللہ و ذکر جہر کہ سانپ کو متاثر کر دیا۔

کتے پر اثرِ ولی

ایک بزرگ کے پاس ایک کتا آنے جانے لگا۔ اس کا نام انہوں نے ”کلوا“ رکھا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کتا کئی دن نہ آیا۔ بزرگ رقیق القلب ہوتے ہی ہیں۔ اس کتے سے بھی تعلق ہو گیا تھا۔ دریافت فرمایا ”کلوا“ کئی دن سے نہیں آیا۔ انہوں نے تو ویسے ہی معمولی طور سے دریافت کیا تھا کہ مریدین و معتقدین اس کی تحقیق اور تلاش کے درپے ہو گئے۔ دیکھا کہ ایک کتیا کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے۔ ان لوگوں نے آ کر یہی بات کہہ دی کہ وہ تو ایک کتیا کے پیچھے پھر رہا ہے۔ جب وہ کتا آیا تو ان بزرگ نے اس سے کہا کہ کیوں میاں تم بڑے نالائق ہو۔ ہمارے پاس آتے جاتے ہو اور پھر بھی کتیا کے پیچھے پھرتے ہو۔ یہ سن کر وہ کتا فوراً ادھر سے چلا گیا۔ تو تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ وہ ایک سوراخ میں سر دیئے ہوئے مرا پڑا ہے۔

فائدہ دیکھئے جن کے فیوض جانوروں پر بھی ہوں۔ ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے؟ ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے۔ ہاں دھن ہونی چاہیے، چاہے تھوڑی ہی ہو۔ اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں اس کا ذکر فرمایا۔ جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ جب حق تعالیٰ کی عنایت کتے پر اس قدر ہوئی تو ہم پر کیوں نہ ہوگی۔ بزرگوں کی عجیب برکت ہوتی ہے۔

کیڑے کی حق تلفی وسزا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص (غالباً حکیم تھا) بیت الخلاء میں داخل ہوا تو اسے وہاں کیڑا (جو کہ بچوں یا بڑوں کے پیٹ میں ہوتا ہے) نظر آیا۔ اچانک بیٹھے بیٹھے اسے اس کیڑے کا خیال آیا کہ یہ کیا گندی چیز ہے اور اس کے پیدا کرنے کا کیا فائدہ ...... یعنی حقارت اور اعتراض وارد ہوا۔ قضائے حاجت کے بعد جب باہر نکلا تو اس وقت یا اس کے کچھ دیر بعد اسے آنکھوں میں خارش محسوس ہوئی۔ اس نے خود بھی اور دوسرے حکماء سے بھی رابطہ کیا مگر اس کی سوزش و خارش مسلسل بڑھ رہی تھی (مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی)۔ بالآخر اسے ایک حکیم سے ایک سفوف ملا۔ ایسا سمجھیں کہ سرمہ ملا۔ اس کے لگانے سے وہ ٹھیک ہو گیا۔ بعد صحت کے اس نے حکیم سے پوچھا کہ یہ کون سی دوا تھی جس سے میری سوزش و خارش ختم ہو گئی۔ اس نے کہا کہ یہ تو اس کیڑے سے بنائی جاتی ہے جو غلاظت میں ہوتا ہے یعنی انسان کے پیٹ سے نکلتا ہے۔ یہ سن کر اسے اپنی بات یاد آئی اور بہت پشیمان و خوف زدہ ہوا۔ متنبہ ہوا کہ میں نے ہی اس کی خلقت پر اعتراض کیا تھا۔

فائدہ معلوم ہوا کہ کسی جانور حتیٰ کہ کیڑے تک کو بھی حقیر نہ جاننا چاہیے۔ یہ بھی اس کی حق تلفی ہے اور خلقت الٰہی پر اعتراض بھی، جو مؤجب سزا ہے۔

حضرت شبلی کی بلی کے بچے کی وجہ سے بخشش

حضرت شبلی کو بعد وصال کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے مجھ سے پوچھا کہ اے ابوبکر تجھے کچھ پتہ ہے کہ میں نے تجھ کو کس عمل کی بدولت بخشا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے اچھے کاموں کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا عبادت میں میرے اخلاص کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا میرے حج، روزے، نماز وغیرہ کی وجہ سے۔ جواب ملا نہیں، میں نے ان چیزوں سے تمہاری مغفرت نہیں کی۔

میں نے عرض کیا نیک بندوں کے پاس میری ہجرت اور طلب علم کے لئے مسلسل سفر کے باعث۔ خدا کی طرف سے جواب انکار میں ملا۔ میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! یہی چیزیں تو مغفرت اور

نجات دلانے والی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ انہی چیزوں کی وجہ سے آپ معاف فرما دیں گے اور مجھ پر رحم فرمائیں گے، اسی لئے میں نے ان چیزوں کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان میں سے کسی عمل کی بنیاد پر تمہاری مغفرت نہیں کی ہے۔ میں نے پوچھا پھر اے میرے مولیٰ! کس عمل سے میری مغفرت فرمائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے کچھ یاد ہے جب تو بغداد کی سڑکوں پر مارا مارا پھر رہا تھا اور وہاں بلی کا ایک بچہ دیکھا جسے ٹھنڈک نے کمزور کر دیا تھا اور سردی کی شدت سے دیواروں کے کنارے لگا لگا پھر رہا تھا اور برف سے بچ رہا تھا۔ تو نے رحم کر کے اسے اپنے ادنیٰ چغے میں چھپا لیا تھا، تاکہ وہ سردی سے بچ جائے اور اس کو تکلیف سے نجات مل جائے میں نے عرض کیا بے شک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اس بلی کے بچہ پر رحم کھانے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

دس جنتی جانور

جانوروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ بھی اللہ رب العزت کی مخلوق ہیں...... اور بعض جانوروں کے لئے بھی جنت کی بشارت آئی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کہ جن جانوروں کے لئے جنت میں جانے کی بشارت آئی ہے۔ ان جانوروں کا تعلق کسی نہ کسی انداز میں انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے تھا۔ اور ان جانوروں نے اللہ کے برگزیدہ بندوں کی مجلس، ہم نشینی کا شرف حاصل کیا تو اللہ رب العزت نے ان جانوروں کو جنت میں داخلے کی بشارت سنوائی۔ اب وہ جانور کون کون سے ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے؟ مقاتل رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ دس حیوانات جنت میں جائیں گے۔

﴿١﴾ حبیب پاک ﷺ کی اونٹنی
﴿٢﴾ ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا
﴿٣﴾ اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا
﴿٤﴾ موسیٰ علیہ السلام کی گائے
﴿٥﴾ یونس علیہ السلام کی مچھلی
﴿٦﴾ عزیر علیہ السلام کا گدھا
﴿٧﴾ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی
﴿٨﴾ بی بی بلقیس کا ہدہد
﴿٩﴾ اصحاب کہف کا کتا
﴿١٠﴾ صالح علیہ السلام کی اونٹنی

اس کے علاوہ بھی اچھے اچھے جانور جنت میں جائیں گے۔ جیسے ہرن، بکری، مور وغیرہ

❀❀❀❀❀

حضورِ اکرم ﷺ کی اُونٹنی

حضورا کرم ﷺ کی اُونٹنی مبارک کا نام قصویٰ تھا اور اس کو حضورا کرم ﷺ سے سخت محبت تھی اور حضورِ اکرم ﷺ اکثر اوقات اسی کو استعمال میں لاتے ۔ جب حضورِ اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو یہ اُونٹنی بھی بیمار پڑگئی اور حضور اقدس ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے، روپوش ہوگئے، پردہ فرما گئے (ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگئے)۔ **الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ،نبی الله حی یرزق**

……عام آدمی کی موت ہادم حیات اور نبی کی ساترِ حیات……

تو یہ اُونٹنی بھی اس دن مرگئی ،غم برداشت نہ کرسکی اور یہ بھی ناقابل برداشت تھا کہ اب اس کمر پر حبیب پاک ﷺ کے علاوہ دوسرا کوئی بیٹھے ۔ حیوانات تک نے نبی انور ﷺ کو پہچانا مگر افسوس کہ ہم نہ پہچان سکے یا پہچان کر اتباع نہیں کرتے ۔ ہم حیوانوں سے بھی پرے ہیں۔

فائدہ اُونٹنی کو یہ اعزاز سید الاولین والآخرین کی معیت کے سبب ملا کہ وہ جنت میں جائے گی ۔ جیسے کہ استوانہ حنانہ جنت میں جائے گا جو کہ منبر کی تیاری کے بعد فراق نبوی میں رونے لگا۔ یہاں تک کہ آواز دوسرے لوگوں نے بھی سنی ۔ حضور اکرم ﷺ نے سینہ مبارک سے لگایا تو ہچکیاں بند ہوئیں ۔ فرمایا دعا کردوں کہ سرسبز رہے اور لوگ میوہ کھائیں یا جنت میں رفاقت چاہتا ہے؟...... تو فرمایا کہ یہ لکڑی کا ستون یا ٹیک انسانی شکل میں محشور ہوگا۔

اسی سے صحبت ومحبت اہل اللہ کی نافعیت کو سمجھیں ۔ حضرت شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس صحبت ومحبت کی نافعیت اس طرح سمجھو کہ ایک شخص خوبصورت کار پیسے خرچ کرکے لے لے تو آپ بھی اس سے فائدہ اٹھاسکیں گے کیونکہ وہ آپ کا دوست ہے یعنی وہ آپ کو ہمسفر بنادیتا ہے۔ اگرچہ مجاہدہ خرچ اس کا ہوا۔ اسی طرح اہل اللہ ہیں کہ محنت مجاہدہ ان کا مگر ساتھ رہنے سے ہم بھی پار ہوجائیں گے۔ ان شاءاللہ

ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا

ولقد جاء ت رسلنا ابراهیم بالبشری قالوا سلما قا ل سلٰم فمالبث ان جاء بعجل حنیذ

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ اللہ نے فرشتوں کو اولاد کی بشارت دینے

کے لئے بھیجا کیونکہ حضرت سارہ علیہا السلام سے اولاد نہ تھی ......اور تمنا تھی مگر بڑھاپا تھا۔ تو اس خوشخبری کے لئے کہ اولاد بھی ہوگی اور ہوگی بھی نرینہ۔ اب یہ فرشتے باختلاف روایت تین (جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل) تھے، یا جبرائیل و دوسرے ملائکہ تھے......یا......۹، ۱۱، ۱۲......ملائکہ تھے۔ اور خوبصورت لڑکوں کی شکل میں تھے۔

سخاوت ابراہیمی

جب ان سے ملاقات ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اٹھے اور ان کے کھانے کا انتظام کیا اور ایک بچھڑا گرم پتھر پر بھنا ہوا لے کر حاضر ہوئے (دراصل ابراہیم علیہ السلام نہ پہچان سکے کہ یہ فرشتے ہیں) جب ان کے آگے کھانا رکھا گیا تو انہوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور ہاتھ آگے نہ بڑھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوف سا محسوس کیا اور (اس وقت دستور تھا کہ جو کسی کے ساتھ دشمنی کرتا تو اس کے ہاں کھانا وغیرہ نہ کھاتا) یہ محسوس کیا کہ شاید میرے دشمن ہیں۔ جب ان اجنبی مردوں یا لڑکوں یا فرشتوں نے محسوس کیا کہ ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے (اور یہ ڈر طبعی تھا) تو کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور بیٹوں کی خوشخبری کے ساتھ ساتھ "اِنا اَرْسَلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْط" کہ ہم قوم لوط کی تباہی کے لیے بھیجے گئے......اور یہ بھی ارشاد ہے کہ ان فرشتوں نے کہا ہم بغیر قیمت ادا کیے کھانا نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ تم کھانے کے اوّل میں اللہ کا نام لو اور آخر میں اس کی حمد بیان کرو۔ یہ سن کر جبرائیل امین نے ساتھیوں کو بتلایا کہ ان کو جو خلعت دی گئی ہے اس کے یہ مستحق ہیں۔

فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے انسان ہیں جنہوں نے دنیا میں مہمان نوازی کی رسم جاری فرمائی۔ ان کا معمول یہ تھا کہ کبھی تنہا کھانا نہ کھاتے بلکہ ہر کھانے کے وقت تلاش کرتے کہ کوئی مہمان آجائے تو اس کے ساتھ کھائیں۔ ایک روز کھانے کے وقت تلاشِ مہمان کی تو ایک اجنبی ملا۔ اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بسم اللہ کا کہا تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا اللہ کون کیا ہے؟ آپ نے اس کو دسترخوان سے اٹھادیا۔ جبرائیل امین آئے اور کہا: اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو اس کو باوجود شرک وکفر کے ساری عمر رزق دیا اور آپ نے ایک لقمہ دینے سے بخل کیا۔ یہ سنتے ہی پیچھے دوڑے۔ واپس بلایا۔ وہ حیران ہوا کہ ابھی خود اٹھایا پھر بلایا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے واقعہ بتلایا تو اس پر اثر ہوا۔ اور یہ کہنے لگا۔ اچھا تمہارا رب اتنا کریم ہے کہ میرا بھی خیال رکھا باوجود اس کے کہ میں کفر میں تھا۔ فوراً مسلمان ہوگیا اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا۔

* اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ صحبت اہل اللہ بہت بڑی چیز ہے کہ مجوسی کو کچھ ساعت کی رفاقت جنت میں لے گئی۔ اور ذکر الٰہی کی اہمیت بھی ظاہر ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ کھانے کی قیمت اوّل وآخر ذکر الٰہی ہے اور ضیافت کے فضائل واہمیت معلوم ہوئی۔ ضیافت کی فضیلت وانعامات کے لئے ’’اصلاح نفس جلداوّل، ص ۷۷، ۷۸‘‘ کی طرف رجوع فرمائی جائے تو اس کی اہمیت کا مزید اندازہ ہوجائے گا۔

* صحبت اہل اللہ کی اہمیت ایک اور حدیث پاک سے ملتی ہے کہ جب روز محشر ہوگا۔ اوّلین وآخرین کا اجتماع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر بندہ سے حساب کتاب لیں گے تو ایک بندہ کو بلایا جائے گا۔ اور اس کی بخشش منظور ہوگی تو اس سے مختلف سوال کیے جائیں گے کہ...... کیا تو میرے کسی دوست ولی اللہ سے محبت کرتا تھا؟ ...... کیا تو اس کے محلے میں رہا؟ ...... کیا تو نے اس کے نام پر اپنا نام یا اپنے بچوں کا نام رکھا؟ ...... کیا تو اس کے ساتھ بالواسطہ محبت کرتا تھا، کہ تو ایسے شخص سے محبت کرتا تھا۔ جو کہ میرے اس ولی کے ساتھ محبت کرتا تھا؟

وہ تمام باتوں کا جواب انکار میں دے گا۔ آخر میں اس سے کہا جائے گا۔ ’’کیا تو نے کبھی اس کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھایا تھا۔‘‘ وہ کہے گا: اے اللہ میں نے کھایا تھا۔ اللہ فرمائے گا جا اس وجہ سے تمہاری بخشش کرتا ہوں .... یہ ہے اہمیت صحبتِ اہل اللہ اور رحمتِ الٰہیہ۔ اللہ ہمیں بھی اہل اللہ سے محبت اور ان کی صحبت ومعیت نصیب فرمائے اور محرومی سے بچائے۔ (آمین)

* ابراہیم علیہ السلام کو طبعی ڈر لاحق ہوا۔ معلوم ہوا کہ طبعی ڈر منافی نبوت وولایت نہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو بوقت مقابلہ ہوا......

* بچھڑے کو جنت کی بشارت ابراہیم علیہ السلام کی صحبت اور معیت کے سبب ملی ....

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَابُنَيَّ اِنِّي اَرَى فِي الْمَنَامِ اَنِّي اَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَااَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ ۝ (   )

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ ۝ (   )

وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّااِبْرٰهِيْمُ ۝ (   )

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (   )

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ ان کو بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ پہلے تو ابراہیم علیہ السلام نے خیال کیا کہ شاید شیطانی وسوسہ یا حملہ ہو...... مگر متواتر تین رات اسی طرح خواب دیکھا تو پھر فیصلہ کر لیا کہ اب واقعی بیٹے کی قربانی دینی پڑے گی۔ صبح سویرے خود تیار ہوئے۔ رسی چھری وغیرہ لے لی اور بیٹے کو تیار کرنے کا کہا کہ ایک بڑے آدمی کے ہاں جانا ہے...... بڑے آدمی کی قربانی ہے...... یا...... اللہ کے لئے قربانی کرنی ہے...... یا یہ کہ جنگل سے لکڑیاں لانی ہیں۔ جب روانہ ہوئے تو شیطان سامنے آیا اور کہا اے ابراہیم (علیہ السلام) کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا کہ بیٹے کی قربانی کا حکم ہے۔ کہنے لگا کہ خوابوں کے چکروں میں مت پڑو۔ فرمایا: اللہ کا حکم ہے۔ وہاں سے پسپا ہوا تو پھر اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا۔ کہا کہ معلوم ہے کدھر جا رہے ہو؟ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بڑے آدمی کے ہاں قربانی ہے وہاں حاضری دینی ہے۔ کہا: نہیں بلکہ تمہیں ذبح کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ کوئی باپ بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ نہیں بلکہ حکم خداوندی ہے۔ جب یہ سنا تو اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: اگر اللہ کا حکم ہے تو پھر میں بھی تیار ہوں۔ اور مجھے ذبح کر دیں اور تم تو شیطان ہو دفع ہو جاؤ۔ اس کے بعد وہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا۔ کہا: معلوم ہے بیٹا کہاں لے جایا جا رہا ہے؟ فرمایا کہ کسی بڑے آدمی کے ہاں جا رہے ہیں۔ کہا: نہیں بلکہ اسی کو قربانی کرنے لے جایا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ حکم ربی ہے۔ فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو بیٹا تو بیٹا مجھے بھی ذبح کر دیں۔ اور تم تو شیطان معلوم ہوتے ہو۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ اس کے بعد یہ ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آیا اور بزور روکنے کی کوشش کی...... تو ابراہیم علیہ السلام نے سات کنکریاں اٹھا کر ماریں۔ اس طرح تین جگہ ہوا۔ اور یہ پسپا ہوا۔ اس کے بعد جب اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا تو اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: ابا جان چھری خوب تیز کر دیں...... اور آنکھوں پر پٹی باندھ دیں...... یا مجھے الٹا لٹا دیں...... کہ جوشِ اُبُوَّت غالب نہ آ جائے اور حکم خداوندی میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کو باندھا اور چھری چلانی چاہی تو چھری نہیں چل رہی۔ نوک رکھ کر جسم کا بوجھ ڈالا پھر بھی کچھ نہ ہوا۔ (چھری چلتی کیسے جب کہ صُلبِ اسماعیل علیہ السلام میں نورِ محمدی جلوہ گر تھا)

غصے سے فرمایا: اے چھری تجھے کیا ہو گیا۔ چھری نے کہا: بزبان حال یا قال (معجزات انبیاء وکرامات اولیاء حق ہیں) "**الخلیل یأمرنی والجلیل ینھانی**" ...... خلیل کا حکم ہے کاٹو، جلیل کا حکم ہے مت کاٹو...... پھر جب آسمان کی طرف ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو جبرائیل امین کو مینڈھا لاتے دیکھا...... یا یہ کہ

جس وقت ذبح کے لیے پورا زور لگا رہے تھے......اس وقت جبرائیل امین نے مینڈھا لا کر پاؤں میں رکھ دیا......اور اسماعیل علیہ السلام کی بجائے وہ ذبح ہو گیا......اور ندا آئی "**یاابراھیم قد صدقت الرؤیا**"......(جبرائیل امین فرماتے ہیں: اس وقت میں **سدرۃ المنتھٰی** پر تھا۔ حکم ہوا مینڈھا لے کر پہنچ۔ میں پوری قوت سے اڑا اور ابھی چھری چلی نہیں تھی کہ مینڈھا قدموں میں رکھ دیا)

فائدہ

* نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اور یہ نبوت کا چالیسواں، چھیالیسواں، سترواں حصہ ہے۔
* اسماعیل علیہ السلام کے مینڈھے کو یہ سعادت چند ساعت کی صحبت اور اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اپنے کو قربانی کے لیے پیش کرنے پر ملی۔
* جب کوئی سچ مچ اللہ کے احکام کی تابعداری کرتا ہے تو اللہ بھی اسکو ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کی دلدہی فرماتے ہیں اور اس کو مقامِ عظیم پر فائز فرماتے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بغیر حیل و حجت کے اور اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے بھی بغیر تردد کے بیٹے کی قربانی دی تو اللہ نے ان کو خلعت سے نوازا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر ٹھہرے۔ اسی طرح یہی حال اہل اللہ کا ہے۔

سب سے اہم بات یہ کہ اسماعیل علیہ السلام کو چھری کیسے کاٹتی......جبکہ نور محمدی ﷺ ان کے صلب میں موجود تھا۔ اگرچہ ظہورِ محمد ﷺ بعد میں ہوا۔ اسی لئے فرمایا......(**اول ماخلق اللّٰہ نوری ، کنت نبیا والادم بین الروح والجسد أو بین الماء والطین**)...... (اور اسی طرح جبرائیل سے جب پوچھا تھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے تو جبرائیل امین نے کہا تھا کہ اور تو مجھے علم نہیں لیکن افق پر ایک ستارہ چمکتا جو کہ ۷۰ ہزار سال کے بعد چمکتا اور میں نے اسے ۷۲ ہزار مرتبہ دیکھا۔ حبیب خدا ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اے جبرائیل وہ ستارہ میں ہی تھا) سمجھ میں آ گیا۔

اور اسی لئے فرمایا (ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میری نخل)

* اسماعیل علیہ السلام کی تواضع

فرمایا......

قَالَ یَاۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیۡنَ (ؕ)

کہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجھے صابر پائیں گے۔ مطلب یہ کہ صابرین اور بھی بہت ہیں میں بھی ان میں سے ایک ہوں گا۔ اور یہ تواضع رفعت کا زینہ ہے۔ اہل اللہ کا مطمع نظر اور ہر مرید سے یہی نصیحت ووصیت ہوتی ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

❀ ایک بزرگ نے اپنے مریدوں سے فرمایا: اے میرے مریدو......دُم بن جاؤ سر مت بنو، سر کاٹ دیا جاتا ہے، دُم بچ جاتی ہے۔

* اب اسی سنت ابراہیمی کو اللہ نے ضروری قرار دیا کہ تمام صاحب نصاب مسلم عیدالاضحیٰ پر قربانی کیا کریں۔ مقصد یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر جانور پر چھری مگر نیت یہ ہو کہ میں اپنی مرضیات وخواہشات کو ذبح کر رہا ہوں۔ اور اگر ضرورت پڑی تو دین کے لیے جانور کیا اپنے کو بھی قربان کروں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے

واذقتلتم نفساًفادّٰرء تم فیھا..................

ان اللّٰہ یأمرکم ان تذبحوابقرہ..................

بنی اسرائیل میں ایک شخص عامیل دولت مند رہتا تھا اور اس کا ایک چچازاد بھائی جو کہ فقیر تھا......وہی اس کا متوقع وارث تھا۔ عامیل نے اسے قتل کر کے کسی دوسرے شہر میں ڈال کر دعویٰ کیا کہ اس بستی کے لوگوں نے اسے قتل کیا ہے۔ تمام بستی والوں نے اس کے قتل سے انکار کیا۔ جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس مسئلہ کے حل کے لیے اپنے رب سے دعا کریں۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو حکمِ خداوندی ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا ایک ٹکڑا مردہ کے جسم کے ساتھ لگا دو یا مارو تو وہ زندہ ہو کر اپنا قاتل بتا دے گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیغام قوم کو پہنچایا تو انہوں نے استہزاء کیا اور تعجب کیا کہ مقتول اور گائے کا کیا جوڑ......غرض بے مقصد سوالات وصفات وخصائل متعلقہ گائے کے بارے میں پوچھنے لگے۔ اس پر انہیں اطلاع دی گئی کہ وہ نہ جوان ہے، نہ بوڑھی، بے داغ ہے، ہل

جو تنے والی نہیں اور زردی مائل ہے۔ بسیار سفر و کوشش کے بعد انہیں ان شاء اللہ کی برکت سے معلوم ہوا کہ فلاں بیوہ یا جوان کے پاس یہ گائے یا بچھا ہے۔ یہ جوان اتنا صالح تھا کہ والدہ کا حد درجہ فرمانبردار تھا۔ عبادت گزار بھی تھا۔ رات کے تین حصے کرتا۔ ایک میں عبادت، ایک میں سوتا اور ایک میں والدہ کی خدمت کرتا...... اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر جو مزدوری حاصل کرتا۔ اس کے بھی تین حصے کرتا...... ایک اسی وقت صدقہ کرتا...... ایک والدہ پر خرچ کرتا...... اور ایک اپنے پر خرچ کرتا۔

ایک دن والدہ نے کہا کہ تمہارے والد نے جنگل میں تمہارے لیے ایک بچھا میراث میں چھوڑا ہے۔ تم وہاں جا کر حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کے معبود کو پکار کر کہنا کہ میری امانت کہاں ہے۔ اس نے جنگل میں صدا لگائی تو اسے وہ گائے بچھا مل گیا۔ والدہ نے کہا تھا اسکو کان سے پکڑ کر لانا۔ اس نے ایسے ہی کیا تو گائے بول پڑی کہ مجھ پر سوار ہو جا۔ اس جوان نے کہا کہ اس طرح حکم عدولی ہوگی۔ یہ سن کر گائے نے کہا: اگر تم میری مانتے تو تم مجھ پر قابو نہ پا سکتے۔ اب اگر تم چاہو تو پہاڑ بھی تمہارے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا۔ غرض گھر لے آیا۔ والدہ نے کہا: جا کر اسے تین دینار میں فروخت کر دو، لیکن بیچنے سے قبل مجھ سے پوچھ لینا۔ یہ گیا تو امتحاناً اللہ نے فرشتہ کو انسانی شکل میں بھیجا

(نور بشر کی صورت میں آیا۔ نور و بشر کا اجتماع ممکن ہے)

اس نے کہا: مجھے چھ دینار میں فروخت کر دو، والدہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا: یہ ناممکن ہے۔ گھر لوٹا۔ والدہ کو خبر دی۔ والدہ نے کہا: جا کر چھ دینار میں فروخت کر دو، لیکن پھر بھی مجھ سے پوچھ لینا۔ یہ گیا تو وہی شخص ملا اور اس نے بارہ دینار میں لینے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ نہ مانا کہ والدہ سے پوچھ کر فروخت کروں گا۔ یہ واپس گھر لوٹا۔ واقعہ سنایا۔ والدہ نے کہا: یہ فرشتہ تھا جو تمہارے امتحان کے لیے آیا۔ اب کی بار جا کر اس سے پوچھنا کہ میں کتنے دینار میں اس کو فروخت کروں۔ یہ گیا تو اس نے کہا: ابھی فروخت نہ کرو بلکہ بنی اسرائیل کو اپنے مقتول کے قاتل کی تلاش کے لیے یہ گائے ضرورت پڑے گی۔ تم ان پر یہ گائے کھال بھر سونے یا دینار کے عوض فروخت کرنا۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا اور بنی اسرائیل کو وہ گائے مطلوبہ شرط کے ساتھ فروخت کر دی۔ انہوں نے اسے ذبح کر کے اس کی ہڈی، زبان یا کسی بھی گوشت کے ٹکڑے کو مردہ کے دے مارا، یا اس کے ساتھ لگایا تو وہ زندہ ہو گیا۔ اس نے اپنے قاتل کا نام بتا دیا اور پھر مر گیا۔

فائدہ

✻ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر یہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک اس گائے کو نہ پاتے۔

✻ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فضول تفتیش کسی نبی یا ولی سے باعثِ تنگی و مضرت ہے بلکہ اس کے حکم کو من وعن تسلیم کر لیا جائے اور بجالایا جائے۔

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا وہ اس کے مطابق بہت موزوں ہے۔

مرشد کے آگے ذلیل ہو جاؤ
متبع بے دلیل ہو جاؤ
پھر تو سچ مچ جمیل ہوجاؤ
بلکہ اللہ کے خلیل ہو جاؤ

✻ شیخ پر کامل اعتماد ہو

شیخ کے ہیں چار حق رکھ ان کو یاد
اطلاع واتباع اعتقاد وانقیاد

شیخ کے سامنے کیا، کیوں؟ what and why کی ضرورت نہیں بلکہ شیخ کے سامنے کان بن کر رہے اور استاد کے سامنے زبان بن کر رہے تب کام ہوگا۔

✻ اگر شیخ کے کسی کام پر اعتراض وارد ہو تو اپنی کمی و کم فہمی تصور کرے...... ساتھ ہی حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ پیش نظر کر لے کہ خضر بظاہر تختہ نکال رہے تھے، اندر سے لگا رہے تھے۔ بچے کو قتل کر رہے تھے لیکن والدین کو بچا رہے تھے۔ دیوار ٹھیک کر رہے تھے تو یتیم بچوں کی حفاظت کر رہے تھے۔ اعتراض جب موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو جدائی آ گئی۔ معلوم ہوا کہ شیخ پر اعتراض موجبِ قطعِ فیوض ہے۔ اللہ ہمیں اہل اللہ سے منسلک رکھے اور اعتراض سے بچائے۔

✻ اطاعتِ والدین کی اہمیت و برکت واضح ہوئی۔ فرمایا: والدین کی رضا و غصہ اللہ کی رضا و غصہ ہے۔

فرمایا: الجنة تحت اقدام الامهات

حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ.................. (   )

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ (   )

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (   )

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نینوا......علاقہ موصل کی رہنے والی تھی اور آپ علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی، جس کا انہوں نے انکار کیا اور یوں اللہ رب العزت کی طرف سے یونس علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کو خبردار کر دو کہ تین روز تک صبح کے وقت ان پر عذاب الٰہی آ جائے گا۔ یہ اطلاع حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دے دی۔ جس پر قوم والوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دیکھو اس شخص نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اسی لئے انتظار کرو اور دیکھو کہ اگر یہ شخص آج رات تمہارے ساتھ ہے، تو سمجھ لینا کہ صبح کو کچھ نہ ہوگا اور اگر رات کو تمہارے ساتھ نہ رہے تو سمجھ لو کہ صبح کو عذاب ضرور آ جائے گا۔ اور یوں وسطِ شب میں حضرت یونس علیہ السلام قوم سے نکل کر چلے گئے۔ جب صبح ہوئی تو قوم کے سروں پر ایک میل اُوپر عذاب آ گیا۔ یہ عذاب سیاہ گھٹا اور دھوئیں کی شکل کا تھا۔ جس سے گھروں کی چھتیں کالی ہو گئیں۔ جب لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو چلا تو وہ حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکل گئے لیکن ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خیال ڈالا اور وہ تمام بچوں، عورتوں اور مویشیوں کے ہمراہ کھلے میدان میں نکلے اور اللہ کے سامنے گڑگڑائے۔ بالآخر اللہ نے رحم فرما کر دعا قبول فرمائی اور عذاب کو ۱۰ محرم یعنی عاشورہ کے دن دور کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ قومِ یونس کی توبہ عاشورہ کے دن قبول ہوئی۔ یونس علیہ السلام قوم سے باہر چلے گئے اور عذاب ہونے اور قوم کے ہلاک ہونے کا انتظار کرتے رہے، لیکن عذاب نہ آیا......تو اس قوم میں رواج تھا کہ کوئی شخص بلا ثبوت جھوٹ بولے تو اس کا سر قلم کر دیا جاتا۔ اسی بناء یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض اور اللہ رب العزت سے کشیدہ ہو کر چلے گئے اور جب آپ علیہ السلام دریا کے کنارے کشتی کے قریب پہنچے تو آپ کو پہچان کر بلا کر سوار کر لیا گیا۔ جب دریا کے وسط میں پہنچے تو اچانک کشتی رک گئی۔ نہ وہ آگے چلتی تھی اور

نہ پیچھے ہٹتی تھی۔ کشتی پر سوار لوگوں نے کہا کہ اس واقعہ کی کوئی خاص وجہ ہے۔ یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کشتی میں کوئی بڑا گناہ گار شخص سوار ہے۔ لوگوں نے سوال کیا کہ وہ کون ہے؟ تو یونس علیہ السلام نے کہا کہ وہ گناہ گار شخص میں ہوں ۔ مجھے دریا میں پھینک دو تو اس مصیبت سے نجات حاصل کرلو گے۔ انہوں نے کہا کہ بغیر کسی وجہ کے ہم نہیں پھینک سکتے ۔ یوں قرعہ ڈالا گیا تو تین مرتبہ یونس علیہ السلام ہی کا نام آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا...... تو مجھے پھینک دو ورنہ عذاب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس طرح کشتی والوں نے مجبور ہو کر آپ علیہ السلام کو پھینک دیا۔ اور جیسے ہی آپ علیہ السلام پانی میں گرے تو مچھلی نے آپ کو اللہ کے حکم سے اپنے منہ میں لے لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مندرجہ بالا قول مروی ہے۔ لیکن اس میں قدرِ منفرد یہ ہے کہ جب مچھلی نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا تو اس مچھلی سے بڑی مچھلی نے اس مچھلی کو نگل لیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں آتا ہے کہ مچھلی کو ندا دی گئی ۔ ہم نے یونس کو تیری روزی نہیں بنایا۔ بلکہ تیرے پیٹ کو اس کی حفاظت کا مقام اور عبادت خانہ بنایا ہے ۔ پکڑ مگر اس کی حفاظت کرنا، کھانا نہیں، ہضم نہیں کرنا۔ یہ میرا محبوب ہے مجھ سے روٹھ کر جا رہا مگر میں کب اس کو چھوڑنے والا ہوں ۔ چالیس رات تک آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے اور وہاں پتھریلے ذرات کی تسبیح سنی تو تاریکیوں میں پکار اٹھے۔

فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ......(ط م)

ترجمہ:......(نہیں معبود مگر تو ہی پاک ہے تیری ذات بے شک میں ظالموں بے جا کام کرنے والوں سے ہوں)

اور یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مچھلی نے اللہ کے حکم سے آپ کو سمندر کے کنارے لا کر پھینک دیا۔

فائدہ

❁ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کو یہ درجہ کیسے حاصل ہوا۔ اس کے متعلق سیدی سندی مرشدی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کو یہ درجہ وسعادت اس کی عاجزی وانکساری کی وجہ سے حاصل ہوا۔ کیونکہ جب اللہ رب العزت نے حضرت یونس کو مچھلی کے شکم میں رکھنے کا فیصلہ کیا۔ تو اس مچھلی نے کہا کہ کاش مجھ میں اہلیت ہوتی تو یہ سعادت مجھے حاصل ہو جاتی ۔ میں کسی قابل نہیں۔ مچھلی کی اس عاجزی ہی کی بدولت اسے یہ درجہ ملا۔

(من تواضع للّٰہ رفع اللّٰہ)

ہر کجا پستی است............آب آں جارود

- اور یونس علیہ السلام کی معیت کے سبب یہ مقام ملا۔
- یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل اللہ پر بھی مصائب آتے ہیں اور یہ ولائیت کے منافی نہیں۔ اس سے ان کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہ اضطراری مجاہدہ کہلاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ (مقبل آں رابیش بود حیرانی)......

(uneasy the head that wears the crown)......یونس علیہ السلام کا روٹھنا اندازِ ناز ہے لیکن ناز کے لیے گلاب جیسا منہ چاہیے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِاَئَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۚ (   )

یہ آیت باعتبارِ اکثر مفسرین حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے متعلق ہیں......کہ بااختلاف روایت وہ اتفاقاً اس بستی سے گزرے......یا یہ کہ جب وہاں حملہ ہوا تو بخت نصر بیت المقدس کو تباہ کر کے بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لے گیا۔ قیدیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام، حضرات دانیال علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل کے کچھ لوگ بھی تھے۔ کچھ مدت کے بعد عزیر علیہ السلام قید سے چھوٹ گئے اور گدھے پر واپس آئے۔ دیر ہرقل پر پہنچے تو دجلہ کے ساحل پر اترے اور بستی میں چکر لگایا مگر کوئی آدمی نہ ملا۔ ہاں تمام درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ آپ نے کچھ پھل کھائے، انگوروں کا عرق نچوڑا پیا۔ بقیہ پھل انجیر اور بچا ہوا عرق مشکیزے میں بھر لیا اور بستی کی تباہی کو دیکھ کر بولے ”انی یحی ھذہ اللّٰہ بعد موتھا............“ تو اللہ نے ان کے اس خیال کو حقیقت میں بدلنے کے لئے ان کو سو سال تک مردہ رکھا یعنی موت نما نیند مسلط کی......پھر جب سو سال بعد زندہ فرمایا جگایا تو نقشہ بالکل بدل چکا تھا۔ حیران ہوئے۔ سوچا کہ کتنا سویا۔ اپنے خیال میں دن یا بعض حصہ

دن کا سوئے۔ مگر بتایا گیا کہ "بَل لَبِثْتَ مأته عام"...... کہ آپ سو سال سوئے رہے...... کہا گیا کہ اپنے گدھے و پھل کو دیکھیں۔ جب دیکھا تو پھل بالکل تازہ تھا...... اور ان کے سامنے گدھے کے ذرات اکٹھے ہوئے اور پہلے جیسا گدھا بن گیا...... (پہلے ہڈیاں وریزہ ریزہ تھا)...... اللہ نے دکھلا دیا کہ میں اس طرح بعد موت کے زندہ کروں گا۔ جب یہ واقعہ مکمل ہوا تو عزیر علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلّہ میں آئے۔ لیکن یہ بستی والوں کے لیے اور بستی والے ان کے لئے اجنبی تھے۔ اندازے سے گھر معلوم کیا۔ وہاں دیکھا کہ ۱۲۰ سالہ بڑھیا ملی جو کہ دراصل ان کی باندھی تھی۔ ان سے پوچھا یہ عزیر کا گھر ہے۔ اثبات میں جواب ملا اور بڑھیا نے کہا: ان کا تذکرہ مدت بعد آیا۔ آپ کون؟ فرمایا: میں عزیر ہوں۔ کہا: کہ وہ تو مقبول الداعوات تھے۔ دعا کریں کہ میری بینائی لوٹ آئے۔ آپ نے دعا کی، ہاتھ آنکھوں پر ملا۔ وہ ٹھیک ہوگئی۔ پھر ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بالکل تندرست ہوگئی اور جب بیٹے سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اندر جانا چاہا مگر اس بابا (جو بیٹا تھا) نے روکا کہ یہ میرا گھر ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ میرا گھر ہے۔ میں عزیر ہوں۔ کہا: اگر آپ عزیر علیہ السلام ہیں تو تورات سنا دیں کیونکہ وہ حافظ التورات تھے۔ اسی طرح ان کے شانوں کے درمیان ہلالی شکل کا ایک کالا مسّہ تھا۔ دیکھا تو وہ بھی تھا...... اس طرح دونوں ملے اور یقین ہوا کہ یہی عزیر علیہ السلام ہیں ......(فاروقی دور میں یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا...... اگر آپ چار سوالات کے جوابات دیں تو دین اسلام کو حق مان لوں گا۔ اس میں ایک سوال یہ تھا کہ وہ کون سا بیٹا جو باپ سے سو سال بڑا تھا)

فائدہ عزیر علیہ السلام کے گدھے کے بارے میں ارشاد ہے کہ یہ جنتی ہے اور ان دس جانوروں میں شمار ہے جو جنت میں جائیں گے۔ یہ شرف صحبت پیغمبر کی وجہ سے ملا۔ معلوم ہوا کہ

✻ صحبت اہل اللہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اگر گدھے جنتی بن سکتے ہیں تو انسان بدرجہ اولیٰ بن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اخلاصِ نیت اور عقیدت سے ان کے پاس جائے۔ اسی لئے فرمایا کہ

یک زمانہ صحبت باولیاء
بہتر ازصد سالہ طاعت بے ریا

حکیم الامت کا ارشاد ہے کہ اگر صد لاکھ سال بھی کہا جاتا تو مبالغہ نہ ہوتا یعنی حقیقت یہی ہے۔ بغیر اہل اللہ کی صحبت کے زندگی بے کار ہے۔ انسان خودرو پودے کی مانند ہوتا ہے جو گھاس لاتا ہے مگر پھل نہیں

لاسکتا کسی کو فائدہ نہیں دے سکتا۔ اللہ ہمیں ایسی صحبتیں میسر فرمائے اور قدر دانی کی توفیق دے۔

*　ان اولیاء سے فقط رشتہ بھی باعث نجات ہے، یعنی تعلق جیسا کہ حکیم الامت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا بسلسلہ...... حدیث شریف...... ”**لایشقیٰ جلیسھم**“...... کہ فقط سلسلہ میں داخل ہونا...... بھی بے فائدہ نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَۃٌ یّٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ط (　　　)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام چلتے چلتے وادی سدیر کی طرف گزرے جو کہ وادی طائف کا حصہ ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے کہ وادی نمل طائف میں تھی...... اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ جہاں یہ لوگ رہتے تھے، وہاں چیونٹیاں ان کی سواریاں تھیں۔ حمیدی کے بقول چیونٹیاں مکھیوں کی طرح تھیں۔ بعض کے بقول نجاتی اونٹ کے برابر تھیں۔ مشہور یہ ہے کہ ایک چھوٹی چیونٹی تھی۔...... جس کے بارے میں مختلف قول ہیں کہ وہ دو پر (بازو) والی تھی۔...... بعض نے لنگڑی کہا...... ضحاک نے اس کا نام طاحیہ اور مقاتل نے جذمی بتایا...... نے کہا:

یّٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ............

اے چیونٹیو! اپنی اپنی بلوں میں گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ بے خبری کے عالم میں سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوجیں (کہیں) تم کو پیس نہ ڈالیں۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سن کر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔ کیونکہ چیونٹی نے آپ علیہ السلام کو اور آپ کی فوج کو عادل سمجھا۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ آپ علیہ السلام کو چیونٹی کی دانشمندی اور احتیاط سے تعجب ہوا اور اس بات پر بھی کہ ایک حقیری سی چیونٹی اپنی اور اپنی قوم کے بچاؤ کے راستے کیسے جانتی ہے یہ چیونٹی اپنی قوم کی خیر خواہ تھی...... اور اسی اعزاز نے اس چیونٹی کو اتنا بڑا مرتبہ دیا۔

فائدہ...... یہ تو ایک چیونٹی ہے۔ اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ چہ جائیکہ وہ اپنی قوم کا خیر خواہ ہو جائے تو اس کا کیا مقام ہوگا۔ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان بھائی یا قوم کے واسطے سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کو دین کی طرف لائے۔ اور جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔

یہی حال اللہ والوں کا ہے کہ ان کو اپنے ساتھ مخلوق کا غم بھی ہوتا ہے۔ اور یہ غم اس لیے کہ اسی میں اپنی نجات کو دیکھتے ہیں کہ اگر ہماری وجہ سے کوئی اللہ والا بن جائے تو ہمیں عذاب سے چھٹکارا اور لقائے خداوندی و جنت کا پروانہ مل جائے گا۔

بلقیس کا ہُد ہُد

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِي لَا اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِيْنَ ط (   )

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی جن وانس چرند پرند جانور ہوا تمام پر تھی ۔سلیمانی ہد ہد کا نام (یعفور) تھا۔ یہ ہدہد پانی کی موجودگی پر متعین تھا۔ اللہ نے یہ طاقت اسے دی کہ فضائے آسمانی سے زمین کی تہہ میں پانی اور اس کے خواص معلوم کر لیتا۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام حج بیت اللہ کے بعد صنعا پہنچے تو نماز وکھانے کے لیے اترے۔ ہدہدا پنے فرض کی ادائیگی کے لیے اڑا۔ اُسے دوسرا ہدہد ملا جس سے علم ہوا کہ ایک عورت یہاں حکمران ہے۔

ہدہد کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہوئے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:...... **لاذبحنّه او ليأتينّى بسُلْطان مبين** ...... اگر بغیر کسی معقول عذر کے غیر حاضری ہوئی تو سزا پائے گا۔ میں اسے ذبح کروں گا۔ اتنے میں دیکھا کہ ہدہد آرہا ہے۔ آتے ہی اپنے پروں کو لٹکاتے ہوئے عاجزی کے ساتھ سرنگوں ہوگیا۔ غیر حاضری پر باز پرس کرنے پر اس نے کہا: اے اللہ کے نبی اس وقت کو یاد کریں۔ جب آپ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے ۔ یہ سن کر سلیمان علیہ السلام لرز اٹھے اور معافی دے دی ۔اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ معافی مل جائے ۔ پھر اس نے واقعہ بتایا کہ یہاں مُلک سبا پر ایک عورت حکمران ہے۔ وہ بت پرستی و آتش پرستی میں مبتلا ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے فوراً تائید نہ کی بلکہ فرمایا یہ خط لے کر جاؤ تا کہ جھوٹ سچ کا علم ہو سکے۔ جب یہ ہدہد خط لے کر پہنچا تو ملکہ بلقیس اپنے محل میں سوئی ہوئی تھی ۔ اِدھر اُدھر راستہ نہ پا کر ہدہد روشن دان کے ذریعے اندر داخل ہوا اور خط اس کے سینے پر رکھ کر اس کے پاؤں پر چٹکی دی اور اڑ گیا۔

بلقیس جب بیدار ہوئی تو حیران ہوگئی کہ دروازے مقفل ہیں۔ یہ خط کس نے کیسے پہنچایا؟

پہرے داروں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ خط کو پڑھا:

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ ط ([illegible])

کہ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ کے نام سے شروع جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔
کہ مجھ پر سرکشی نہ کرو اور مطیع ہو کر مسلمان ہو جاؤ۔

وزراء وغیرہ کو بُلا کر حالات بتائے یا خط کا مضمون بتایا اور کہا کہ امتحان کے لیے کچھ مال و دولت اور غلام بھیجے جائیں۔ اگر ہدیہ قبول کر لیا تو پھر یہ دنیادار ہوگا اور اس کا زیر کرنا آسان ہوگا......وگرنہ پھر صلح و امن بہتر رہے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر پہنچی تو میلوں تک سونا بچھا کر گھوڑے پیشاب کے لیے کھڑے کر دیئے۔ یہ معاملہ جب قاصدِ بلقیس نے دیکھا تو ششدر رہ گیا۔ سلیمان علیہ السلام نے ڈانٹا کہ تمہارے ہدیہ کی اس کے سامنے کیا حیثیت ہے۔ جاؤ ملکہ سے کہو اگر تم خود تسلیم نہ کرو تو بزور تمہیں زیر کیا جائے گا۔ اطلاع پر بلقیس روانہ ہوئی۔ ادھر آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ نے اسم اعظم کے ذریعے اس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر آنکھ کی جھپک میں حاضر کر کے اس میں تبدیلی کر کے رکھ دیا۔ بلقیس آئی تو دیکھ کر حیران و مشکوک ہوئی کہ یہ کیسے یہاں آ گیا۔ غرض ہر ہر قدم پر جب اسے ٹھوکر لگی اور جب شیشے کے تالاب سے گزرتے ہوئے شلوار اٹھائی تو شرمندہ ہوئی کہ یہ تو پانی نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقصد اس کے مادے کو مادے سے کاٹنا تھا۔ اور یہ مقصد تھا کہ اے بلقیس اگر تو پانی و شیشہ میں فرق نہیں کر سکتی تو حق و باطل میں کیسے فرق کر سکتی ہے......اس لیے مان لو کہ میں نبی اللہ ہوں......اور یہ بھی بتلانا مقصود تھا کہ ہم مادیت میں بھی تم سے آگے ہیں۔ جب ان تمام امور میں ہر قدم پر ٹھوکر کھائی تو بے ساختہ بول پڑی۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (   )

غرض وہ اور تمام ماتحت مسلمان ہو گئے۔ پھر اس کے ساتھ نکاح بھی ہوا۔

فائدہ

- مقصد یہ ہے کہ بلقیس کا آنا اور اس کے ماتحتوں کا آنا اور اسلام کو قبول کرنا بسبب ہدہد کے ہوا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہدہد پوری قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنا، اسی لیے اسے جنت کی بشارت ملی۔ اس طرح جب کوئی انسان کسی کی خیرخواہی کا طلب گار رہو اور کوئی اس کی وجہ سے دین حق پر آئے اور چلے تو اسے بھی جنت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔
- اور اہل اللہ اس کے اصل مصداق ہیں کہ ان کے ذریعے سے لوگ اللہ سے مل جاتے

ہیں۔ اور جب اللہ سے مل گئے تو جنت بھی مل گئی۔ اور ان اللہ والوں کا جنت میں جانا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

- ان کی مثال انجن کی سی ہے جو بڑے بڑے ڈبوں کو کھینچ کر لے جاتے ہیں اور واصل بحق کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ وہ مع مریدین کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ جب قریبِ خانقاہ پہنچے تو حضرت نے فرمایا بھائی وہ دیکھو انجن کتنی چھوٹی ہے اور کتنے بڑے بڑے ڈبوں کو کھینچ کر لا رہی ہے۔

(حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قد مبارک چھوٹا اور مریدین کے قد لمبے لمبے...... حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ اسی طرف تھا)

- ان کی مثال چاول جیسی ہے اور ہم اس میں کنکر جیسے...... تو جو قیمت چاول کی لگے گی وہی کنکروں کی بھی لگے گی۔ مطلب یہ کہ ان کے دامن پکڑنے ہی میں عافیت و بچاؤ ہے۔

- ولی کی کرامت و تصرف بھی ثابت ہوا کہ بلقیس کا تخت آنکھ کی جھپک میں حاضر کیا اور یہ بھی کہ پہلے سے اطلاع دے رہے ہیں وغیرہ۔

اصحابِ کہف کا کتا قطمیر

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَ الرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا(ع)

کہف کا معنی پہاڑی، کشادہ غار (رقیم سے مراد بقول سعید بن جبیر رانگ یا پتھر کی ایک تختی تھی۔ جس میں اصحاب کہف کے نام اور ان کا قصہ لکھا ہوا تھا۔...... تو اس قول کے مطابق رقیم رقم سے مشتق۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ جبکہ نعمان بن بشیر کا قول ہے کہ اصحاب الرقیم وہ تین اشخاص ہیں جو غار میں جا گھسے تھے۔

اصحاب کہف کا غار بیجلوس پہاڑ میں تھا۔ اس غار کا نام جیرم تھا (بغوی)

اصحاب کہف غار میں پناہ گزیں کیوں ہوئے؟ تو علماء نے مختلف اسباب بیان کیے۔ کہ عام عیسائیوں میں بتوں کے نام بت پرستی و چڑھاوے قربانیاں عروج پر تھیں۔ چند لوگ صحیح دین عیسوی پر قائم تھے۔ اس وقت کا بے دین بادشاہ دقیانوس بلاد روم پر حاکم تھا۔ وہ لوگوں کی چھان بین کرتا، جو ہمنوا ہوتا وہ بخش دیا جاتا، جو صحیح دین پر ہوتے ان کو قتل کر کے ٹکڑے شہر کی دیواروں اور دروازوں پر لٹکا دیتا۔ لیکن ان سب شہزادوں

نے دنیائے مردار کو لات ماری اور اپنے دین کی حفاظت، ایمان کی حفاظت کے لیے گھر بار سب کچھ چھوڑ کر بیجلوس میں عبادت کے لیے روانہ ہوگئے۔ ان کے نام بڑے بابرکت ہیں۔ (**مکسلمینا، مخشلمینا، تملیخا، مرطونس، بشرطونس، بیربوس دیومس، یطنوس**)...... جانے سے پہلے مشورہ کیا کہ ہر ایک اپنے گھر سے کچھ نقدی وغیرہ لے آئے، کچھ صدقہ کردے۔ اور کچھ خرچ کے لیے رکھ لے۔ ایسا ہی کیا۔ پھر یہ کوہِ بیجلوس میں عبادت کے لیے روانہ ہوئے (یہ ان کی خانقاہ بن گئی)۔ راستے میں ایک کتا بھی ساتھ ہولیا۔ کرامتاً بھگانے پر گویا ہوا کہ میں اللہ کے چاہنے والوں کو چاہتا ہوں، ڈرومت میں تمہاری چوکیداری کروں گا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک چرواہا پر گزر رہوا اس کے پاس کتا بھی تھا وہ ان کا ہم مذہب ہوکر ساتھ چلا اور کتا بھی ساتھ ہولیا۔ کتے کا نام قطمیر تھا۔ وہاں پر پہنچنے کے بعد انہوں نے **تملیخا** کو کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر معلومات کے لیے مامور کیا تا کہ علم ہو کہ دقیانوس کیا کہتا ہے۔ ان کو جب اطلاع دی گئی کہ وہ تلاش میں ہے تو سب غمزدہ ہوئے اور سربسجود ہوگئے۔ اس کے بعد نصائح وغیرہ کرتے رہے۔ اسی دوران ان پر نیند کو مسلط کیا گیا اور کتا بھی دہلیز پر سوگیا۔ دقیانوس نے غار کو پالیا تو دیکھ کر یہ سمجھا کہ جاگے ہوئے ہیں...... تو کہا: ان پر غار کو بند کردو کہ تڑپ تڑپ کر خود مر جائیں۔ اللہ نے تین سو نو سال سلائے رکھا پھر حیات دی۔ تملیخا کو بھیجا کہ کھانا لے آؤ۔ وہ گیا تو نقشہ بدلا ہوا تھا۔ جب کھانے کے لیے پرانے سکے آگے کیے تو فوراً پکڑا گیا کہ یہ تو بہت پرانے ہیں۔ اس کو گرفتار کر کے بادشاہ بیدوسیس کے پاس لے گئے۔ تمام واقعہ کا علم ہونے پر وہ خود **تملیخا** کے ساتھ ان کی زیارت کو گیا مختصر بات کے بعد جیسے ہی وہ نکلا بلکہ انہوں نے خود اسے الوداع دعائیہ کلمات کے ساتھ کیا تو پھر اللہ نے دوبارہ ان پر موت اصلی کو مسلط کردیا۔ بادشاہ نے سونے کے صندوق میں بند کرنے کا حکم دیا مگر خواب کی بنا پر سنار کی لکڑی کے صندوق میں بند کر کے چھوڑ دیا اور غار کے دروازے پر ایک مسجد بنوائی اور خوشی منانے کے لیے ہر سال وہاں جمع ہونے کا حکم دیا۔

فائدہ

کتے کو جنتی ہونے کی بشارت صحبتِ اہل اللہ کی وجہ سے ملی کہ ان کی صحبت میں رہا۔ اگر کتے کو جنت مل سکتی ہے تو کیا اشرف المخلوقات میں سے کوئی کسی صاحبِ دل کے پاس بیٹھے گا۔ ان سے محبت کرے گا۔ کیا وہ مستحق جنت وولی اللہ نہ بنے گا؟ اس سے صحبت اہل اللہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ ہمیں بھی اہل

اللہ کی صحبت ومحبت نصیب فرمائے اور یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللّٰهم انى اسئلك حبك وحب من يحبك وحب عمل يبلغنا حبك ا ويقربناحبك،

اللّٰهم اجعلنى فى قلب الانسان الكامل وحبه فىّ

اگر ہم اہل اللہ سے محبت کریں گے تو اللہ ہم سے محبت کرے گا۔ اس کا وعدہ ہے کہ

قل ان كنتم تحبون اللّٰه فاتبعونى يحببكم اللّٰه

جادوگرِ فرعون کی تقدیر اسی وجہ سے پلٹی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل بن کر آئے تھے۔ اللہ نے گوارا نہ کیا کہ محبوب کے ہم شکلوں کو جہنمی بناؤں اس لیے ”**من تشبه بقوم فهو منهم**“ مذکور ہوا۔ اور سمجھ بھی آ گیا۔

* اصحاب کہف کے نام کی برکت یہ ہے کہ ان کے نام لکھ کر اگر کسی جگہ (آگ لگی ہو) میں ڈال دیے جائیں تو آگ بجھ جائے گی۔ (معلوم ہوا اولیاء اللہ کے نام میں بھی برکت ہے۔ اور آخرت میں ایک شخص کی بخشش صرف اس وجہ سے ہوگی کہ جب پوچھا جائے گا تو نے میرے کسی ولی کے نام پر نام رکھا وغیرہ تو وہ کہے گا میں نے اسی طرح کیا تھا۔ کہا جائے گا۔ جاؤ اسی وجہ سے تمہاری بخشش کی جاتی ہے)

② بچہ بہت روتا ہو تو ان ناموں کو لکھ کر اسکے سر کے نیچے رکھو رونا بند کر دے گا۔

③ کھیتی کی حفاظت کے لیے کھیتی کے درمیان لکڑی گاڑ کر اس پر ان ناموں کا تعویز لٹکایا جائے۔

④ تیسرے دن کے بخار کے لیے ان کا تعویز بازو پر باندھنے سے بخار ختم ہو جائے گا۔

⑤ ولادت میں پریشانی کے لیے عورت کی بائیں ران پر تعویز باندھنے سے آسانی ہو جائے گی۔

⑥ مال وسواری کی حفاظت کے لیے۔

⑦ دریائی سفر میں غرق سے بچنے کے لیے۔

⑧ دشمن سے حفاظت کے لیے ان ناموں کا پاس رکھنا مفید

⑨ گم شدہ کے لیے ان ناموں کو لکھ کر دھاگے میں باندھ کر درخت پر لٹکا دیا جائے۔ تیسرے دن واپسی ہوگی یعنی بھاگا ہوا واپس آ جائے گا۔

⑩ حاکم کے پاس مقدمہ ہو تو ناموں کا تعویز داہنی ران پر باندھنے سے حاکم نرم ہو جائے گا۔

* * *

صالح عَلَیہِ السَّلام کی اُونٹنی

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَ تْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَ لَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○ ﴿ ﴾

.........اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰھَا ؑ ﴿﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب قوم عاد تباہ ہوئی تو ثمود اس میں بسنے لگے۔ ان کی عمریں طویل تھیں۔ جو مکان بناتے تو کچھ مدت بعد وہ گر جاتے۔ مجبوراً پہاڑوں کو تراشنا پڑا۔ اس طرح یہ ان میں رہنے لگے۔ ہر لحاظ سے آسائش میں تھے لیکن بجائے شکر کے ناشکری و نافرمانی شروع کر دی۔ اللہ نے صالح عَلَیہِ السَّلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ لیکن قوم ثمود نے کہا: اگر آپ کوئی انوکھا کام کر دیں کوئی نشانی بتا دیں تو ہم ایمان لے آئیں۔ اور وہ یہ ہے کہ فلاں پتھر سے ایک گابھن اونٹنی برآمد کر دیں۔ صالح عَلَیہِ السَّلام نے دعا کی تو اللہ کی قدرت سے اور صالح عَلَیہِ السَّلام کے معجزہ سے اس پتھر سے ایک اونٹنی پیدا ہوگئی لیکن جسامت میں انتہائی بڑی تھی۔ یہ دیکھ کر بعض مسلمان ہو گئے لیکن اکثر پھر بھی بے دین رہے۔ صالح عَلَیہِ السَّلام نے فرمایا کہ ایک دن چارہ اور پانی اس کا ہوگا۔ اور دوسرے دن تمام قوم کے مویشیوں کا۔ کچھ دن تو یہ معاملہ چلا مگر بالآخر وہ تنگ ہو گئے اور اس کے قتل کے درپے ہوئے۔ اس مقصد کے لئے صدوف اور عنیزہ نامی عورتوں نے مصدع بن مہرج اور قدار بن سالف کو تیار کیا اور زن وزر کی لالچ بھی دی۔ (یہی فتنہ کی جڑ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، میری امت کا فتنہ زن، زر، زمین)

دونوں سات آدمی لے کر گھات میں بیٹھ گئے۔ جیسے ہی اونٹنی آئی قدار نے اس پر وار کیا جس سے اس کی کونچ کھل گئی۔ اُونٹنی بھاگی اور بچے کی خبرداری کے لیے چیخ ماری۔ قدار نے دوبارہ حملہ کیا اور اس کے سینہ پر برچھا مار کر اس کو قتل کر دیا۔ ماں کے قتل کو دیکھ کر بچہ صالح عَلَیہِ السَّلام کو دیکھ کر رویا اور تین چیخیں لگا کر بھاگ گیا۔ حضرت صالح عَلَیہِ السَّلام نے قوم سے فرمایا کہ تین دن بعد تم سب پر عذاب نازل ہوگا۔ بچاؤ کی صورت صرف اسی میں ہے کہ اس بچہ کو ڈھونڈ لاؤ...... مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور ٹھیک تین دن بعد ایک چنگھاڑ (چیخ) نے ان کو آلیا۔ وہ چنگھاڑ (چیخ) اتنی شدید تھی کہ ان کے دل کانپ اٹھے گویا دل باہر آ رہا ہے۔

فائدہ

❶ حضورا کرم ﷺ نے ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی پچھلی قوموں میں وہ شخص بد بخت تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا اور میری امت کا بد بخت وہ ہوگا جو تیری اس ڈاڑھی کو خون سے رنگین کردے گا۔

❷ دراصل یہ اونٹنی معجزۃً آئی اور شعائر اللہ میں سے تھی فرمایا:

ذٰلِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ط ﴿۳۲﴾

اس کی قدر ضروری تھی جو کہ نہ ہوسکی اور عذاب نازل ہوا۔

❸ اسی طرح اہل اللہ وقبورِ اہل اللہ شعائر اللہ ہیں۔ ان کی بھی تعظیم واجب ہے ورنہ ایسے شخص کے لیے وبال واعلانِ جنگ ہے (**"من عادلی ولیاً فقد ازنته بالحرب"**...... اعلان جنگ سے مراد سلبِ ایمان ہے

❹ عورت بہت بڑا فتنہ ہے جس نے قدار کو بد بخت بنادیا...... اور اس کا مکر اللہ بچائے بہت بڑا ہے (**ان کیدکن عظیم**) ان تمام رزائل کو خصائل وفضائل میں بدلنے کے لیے صحبت اہل اللہ ناگزیر ہے، یہی کامیابی کی کلید ہے۔

* ہمارے اسلاف نے بہائم کے حقوق کو خوب پہچانا اور خوب ادا فرمایا ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے

سید احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

❀......آپ کا نام مبارک ابوالعباس محی الدین سید احمد کبیر رفاعی حسینی شافعی ہے۔ مادرزاد ولی تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کی پیدائش کی اطلاع یا خوشخبری ولادت سے چالیس دن قبل دی اور فرمایا کہ اس کا نام احمد رکھنا۔ اولیاء میں اس کا رتبہ ایسے ہوگا، جیسے میرا انبیاء میں یعنی سردارِ اولیاء ہوگا۔ ٹھیک چالیس دن بعد ولادت ہوئی۔ محترمہ ہمشیرہ آپ کے بارے میں فرماتی تھیں کہ دورانِ رمضان سید صاحب زمانہ شیر خوارگی میں دودھ نہ پیتے تھے مگر جیسے مغرب کا وقت ہوجاتا تو دودھ پی لیتے تھے۔ علوم ظاہر و باطنی کے منبع تھے۔ جوق درجوق لوگ استفادہ کے لیے آتے۔ خانقاہ ام عبیدہ میں دس ہزار سے ایک لاکھ کا مجمع ہوتا اور قیام وطعام

کا انتظام حضرت خود فرماتے۔ آپ کی کرامات ان گنت ہیں مگر مشہور کرامت وہ ہے جب آپ ۵۵۵ھ میں روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور روضۂ اقدس کے قریب با آواز بلند فرمایا۔

السلام عليك ياجدی...... فوراً روضۂ اطہر سے ندا آئی...... **عليك السلام ياولدی......**

﴿مسجد نبوی کے احاطہ میں جہاں سے سلام وغیرہ عرض کیا جائے حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور دور سے فرشتہ پہنچاتا ہے عام ومشہور یہ ہی ہے﴾

یہ سنتے ہی وجد طاری ہوا اور اس آواز کو تمام لوگوں نے سنا۔ پھر توقف کے بعد یہ شعر پڑھے:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقلب الارض عنی وهی نائبتی
وهذ دولة الاشباح قد حضرت فامدد یمینك كے تخطی بها شفتی

ترجمہ:......حالت بُعد میں، میں اپنی روح کو قدم بوسی کے لیے بھیجتا تھا۔ اب کی بار میں خود حاضر ہوا ہوں آپ اپنا ہاتھ مبارک دیجئے کہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں۔ یہ کہنا تھا کہ روضۂ اقدس سے دست مبارک نکلا۔ آپ نے اس کو بوسہ دیا۔ اس وقت نوّے ہزار عاشقانِ جمالِ محمدی ﷺ موجود تھے۔ جن کو یہ زیارت نصیب ہوئی۔ ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور بزرگ موجود تھے۔

۵۷۸ھ میں وصال ہوا اور فرشتۂ غیبی نے ندا دی۔ دور دور سے لوگ جنازہ کے لیے آئے۔ ۹ لاکھ کا مجمع تھا۔ خانقاہِ ام عبیدہ میں ہی مزار بنایا گیا۔ (یہ بلند درجہ اتباع سنت اور بہائم کے حق کی ادائیگی کی وجہ سے ملا)

حقوق البهائم کے حواله سے ان کے واقعات

بلی سوگئی

سید کبیر احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہوا ہے۔ ان کا معمول تھا کہ اذان ہوتے ہی مسجد جانے کی تیاری کرتے۔ اذان عموماً پندرہ بیس منٹ یا آدھا گھنٹہ پہلے شروع ہوجاتی ہے۔ ایک دن کچھ کام کررہے تھے۔ ان کا عربی کرتہ بڑا تھا۔ اس کا دامن پھیلا ہوا تھا۔ اس پر بلی آکر بیٹھ گئی اور سوگئی۔ اتنے

میں اذان شروع ہوگئی۔ اب کیا کریں، اذان شروع ہوگئی ہے اور مسجد جانا ہے۔ اگر بلی کی رعایت کرتے ہیں تو مسجد پہنچنے میں دیر ہوگی جو کہ معمول کے خلاف ہے۔ اور اگر جاتے ہیں تو بلی کی آنکھ کھل جائے گی جس سے بلی کو تکلیف ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے یہ کیا کہ گھر سے قینچی منگوائی اور اپنا دامن کاٹ دیا۔ بلی سوتی رہی۔ آپ مسجد چلے گئے۔ اپنی نماز پڑھ لی۔ جب واپس آئے تو بلی اُٹھ کر جا چکی تھی۔ اس کٹے ہوئے دامن کو اُٹھایا اور پھر کرتے کے ساتھ سی لیا۔

انسان کا دل دردمند ہوتا ہے

* واللہ انسان کا دل تو وہ ہے کہ کتے کی مصیبت کو بھی سہہ نہیں سکتا۔ چہ جائے کہ مسلمانوں کی مصیبت کو...... حضرت سید احمد کبیر فاطمی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے کتے کو دیکھا کہ چلا جا رہا ہے اور خارش میں مبتلا ہے۔ آپ کو اس کی حالت دیکھ کر رنج ہوا اور طبیب کے پاس تشریف لے گئے اور نسخہ لکھوا کر لائے۔ اور اپنے ہاتھ سے اس کتے کے بدن پر ملی۔ یہاں تک کہ وہ جب بالکل تندرست ہوگیا تو آپ خوش ہوئے۔

فائدہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کوئی مجذوب یا سڑی ہونگے۔ (استغفراللہ! یہ بڑے پایہ کے شخص ہیں)

* شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مشہور معروف بزرگ ہیں ان کا واقعہ ہے کہ ایک دن وہ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک مچھر آ کر ان کی کلائی پر بیٹھ گیا اور خون چوسنے لگا۔ کسی نے اڑانے کی کوشش کی تو فرمایا بھائی چھوڑ و رہنے دو پیاس لگی ہوگی اور یہ کتنا پیئے گا۔ یہ شان ہے اہل اللہ کی کہ بہائم تک کا درد دل میں تھا۔

چوہے کو قتل کرنے کا حکم:

احادیث میں جن جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ان کو فاسق قرار دیا گیا ہے، ان میں سے ایک جانور چوہا ہے، جو عام طور پر گھروں، آبادیوں اور جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔

کئی احادیث میں اس جانور کو قتل کر دینے کا اور اس کی خباثت و شرارت کا بھی ذکر ہے۔

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْأَفْعَى، وَالْعَقْرَبَ، وَالْحِدَاءَ، وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ، وَالْفُوَيْسِقَةَ۔ قُلْتُ مَا الْفُوَيْسِقَةُ؟ قَالَ "الْفَأْرَةُ" قُلْتُ وَمَا شَأْنُ الْفَأْرَةِ؟ قَالَ إِنَّ

النَّبِیَّ ﷺ اِسْتَیْقَظَ، وَقَدْ أَخَذَتِ الْفَتِیْلَةَ، فَصَعِدَتْ بِهَا إِلَى السَّقْفِ لِتُحَرِّقَ عَلَيْهِ

(مسند احمد، حدیث نمبر [illegible] واللفظ لہٗ، مسند ابو یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرِم (یعنی احرام باندھنے والا شخص) زہریلے سانپ اور بچھو اور چیل اور کاٹنے والے کتے اور فویسقہ (یعنی چھوٹے فاسق جانور) کو قتل کر دے گا، راوی عبدالرحمٰن بن ابی نعم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید سے عرض کیا کہ فویسقہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ چوہا ہے، میں نے کہا کہ چوہے میں فسق کی کیا بات ہے؟ تو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور چوہا چراغ کی بتی لے کر چھت کی طرف چڑھ گیا تھا، تا کہ گھر میں آگ لگا دے۔

اور شرح معانی الآثار کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک رات بیدار ہوئے، اور چوہے نے چراغ کی بتی پکڑ رکھی تھی، تا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کو جلائے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو جا کر قتل کر دیا، اور احرام والے اور غیر احرام والے دونوں طرح کے لوگوں کے لیے اس کے قتل کرنے کو حلال قرار دیا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی کو کھینچ کر لایا، اور اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس بچھونے (چٹائی وغیرہ) پر لا کر ڈال دیا، جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے، جس سے وہ بچھونا ایک درہم (ہتھیلی کے گھراؤ) کے برابر جل گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سونے لگو، تو اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان ان جیسی چیزوں کو ایسے کاموں پر لگاتا ہے، تا کہ وہ تمہیں جلا دیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: اور فویسقہ (یعنی چوہا) لوگوں کے گھر میں آگ لگا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ چوہا فاسق جانور ہے، یعنی اس کی عادات میں فسق اور خباثت موجود ہے، جس کی وجہ سے انسان کو بڑا نقصان پہنچ جاتا ہے، اس لیے اس کو قتل کرنا گناہ نہیں، بلکہ جائز ہے۔

اس کے علاوہ اس جانور میں گندگی اور مختلف بیماریوں کے جراثیم ہونا بھی واضح ہے۔

پس چوہے کو قتل کرنا نقل کے علاوہ عقل کا تقاضا بھی ہے۔

گرگٹ اور چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم:

ایک جانور جو عام طور سے گھروں میں پایا جاتا ہے، وہ چھپکلی ہے، اس کی جنگلی قسم کو گِرگِٹ کہا جاتا ہے، احادیث میں اس کو قتل کرنے کا حکم آیا ہے، اور اس کو بھی فاسق جانور قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِق

(مسلم، حدیث نمبر کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، واللفظ لہ، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر)

ترجمہ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گِرگٹ کو فاسق جانور قرار دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُقْتُلُوْا الْوَزَغَ، فَإِنَّهٗ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّارَ" قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقْتُلُهُنَّ (مسند احمد حدیث نمبر)

ترجمہ:......نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گِرگٹ کو قتل کرو، کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو پھونک مار کر بھڑکا رہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گِرگٹ کو قتل کردیا کرتی تھیں۔

اور حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام (بخاری، حدیث نمبر کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللّٰہ تعالیٰ واتخذ اللّٰہ إبراهیم خلیلا)

ترجمہ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گِرگٹ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا......اور فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو پھونک مار کر بھڑکا رہا تھا۔

حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ لِهٰذِهِ الْوَزَغِ لِأَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلَّا يُطْفِئُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامِ إِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ فَأَمَرَنَا بِقَتْلِهَا (سنن نسائی، حدیث نمبر، باب قتل الوزغ)

ترجمہ:......ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی، اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں نیزہ تھا، اس عورت نے عرض کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، کہ اس گِرگٹ کے لیے ہے، اس لیے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں تھی، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو نہ بجھا رہی ہو، سوائے اس جانور کے، تو نبی علیہ السلام نے ہمیں اس کو

قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ وَزَغَۃً فِیْ أَوَّلِ ضَرْبَۃٍ فَلَہٗ کَذَا وَکَذَا حَسَنَۃً وَمَنْ قَتَلَھَا فِی الضَّرْبَۃِ الثَّانِیَۃِ فَلَہٗ کَذَا وَکَذَا حَسَنَۃً لِدُوْنِ الْأُوْلٰی وَإِنْ قَتَلَھَا فِی الضَّرْبَۃِ الثَّالِثَۃِ فَلَہٗ کَذَا وَکَذَا حَسَنَۃً لِدُوْنِ الثَّانِیَۃِ

(مسلم، حدیث نمبر[illegible] کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، واللفظ لہٗ، ترمذی، حدیث نمبر[illegible] باب ماجاء فی قتل الوزغ)

ترجمہ:……رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے گِرگٹ کو پہلی ضرب میں مار دیا، تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں حاصل ہوں گی، اور جس نے دوسری ضرب میں مارا، تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں حاصل ہوں گی، جو پہلی ضرب میں مارنے سے کم ہوں گی، اور جس نے اس کو تیسری ضرب میں مارا، تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں حاصل ہوں گی، جو دوسری ضرب میں مارنے سے کم ہوں گی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے:

مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ أَوَّلِ ضَرْبَۃٍ کُتِبَتْ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃٍ وَفِی الثَّانِیَۃِ دُوْنَ ذٰلِکَ وَفِی الثَّالِثَۃِ دُوْنَ ذٰلِکَ (مسلم، حدیث نمبر[illegible] کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ)

ترجمہ:……جس نے گِرگٹ کو پہلی ضرب میں مار دیا، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور دوسری میں اس سے کم، اور تیسری میں اس سے بھی کم۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ فِیْ أَوَّلِ ضَرْبَۃٍ سَبْعِیْنَ حَسَنَۃً

(مسلم، حدیث نمبر[illegible] کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ)

ترجمہ:……نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی ضرب میں ستّر نیکیاں حاصل ہوں گی۔

ممکن ہے کہ نیکیوں کا یہ فرق ضرب کے فرق کے اعتبار سے ہو، کہ کوئی ایسی ضرب سے مارے کہ بہت جلد اس کی روح نکل جائے، اس کا ثواب زیادہ ہے، اور کوئی ایسی ضرب مارے کہ روح کچھ دیر سے نکلے، اس کا ثواب کم ہے، یا پھر مارنے والے کی نیت اور اخلاص کے فرق کی وجہ سے ہو۔

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ گِرگٹ کو تڑپا تڑپا کر نہ مارا جائے بلکہ جلدی سے مار دیا

جائے۔ گِرگٹ دوطرح کا ہوتا ہے، ایک جنگلی جو عموماً جنگلوں میں رہتا ہے، اور دوسرا گھریلو جو عموماً گھروں میں رہتا ہے، پھر جنگل میں رہنے والا عموماً اپنے جسم کا رنگ پلٹتا رہتا ہے، جس جگہ بیٹھتا ہے اس جیسا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

گھروں میں رہنے والے کو چھپکلی کہا جاتا ہے، ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کو مار دینا ثواب ہے۔

بعض لوگ گِرگٹ کو مارنا تو ثواب سمجھتے ہیں لیکن چھپکلی کو مارنا ثواب نہیں سمجھتے بلکہ الٹا گناہ سمجھتے ہیں، جو کہ غلط فہمی پر مبنی بات ہے۔

حدیث شریف میں ''وزغ'' کا لفظ آیا ہے اور یہ لفظ گِرگٹ اور چھپکلی دونوں کو شامل ہے، کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہی ہے۔

اس کے علاوہ چھپکلی زہریلا جانور ہے، اگر کھانے پینے کی چیز میں پیشاب پاخانہ کردے، یا گر کر مر جائے، تو اس چیز میں زہریلے ومہلک اثرات پیدا ہو جاتے ہیں، اس لیے بھی اس کے مار دینے میں عافیت وخیر ہے۔

مرے ہوئے حلال جانور کا حق

ارشاد فرمایا رسول خدا نے کہ مُردے کا تو بس کھانا ہی حرام ہے۔ (بخاری شریف)

مطلب یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی۔ مرنے کے بعد اس کو پھینک دیا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا اس کی کھال کیوں نہیں نکالی۔ اور مصالحہ سے کیوں نہ پاک کر لی، تمہارے کام آتی۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ مری ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

بے شک مری ہوئی کا کھانا حرام ہے۔ کھال نکال لینا درست ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مرے ہوئے جانور کی ہڈی، دانت، بال پٹھا اور سینگ وغیرہ استعمال کرنا درست ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی

آپ کا شمار بہت بڑے اولیاء اور مشائخ میں سے ہے۔ آپ نے ریاضت وعبادت کے ذریعہ قربِ الٰہی حاصل کیا اور احادیث بیان کرنے میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے متعلق حضرت جنید

بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اولیاء میں وہی مقام حاصل ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملائکہ میں حاصل ہے۔ مقام توحید میں تمام بزرگوں کی انتہا آپ کی ابتداء ہے۔ (یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ کسی چیز، مقام کے غلبہ کا بتانا مقصود ہے)

آپ کے دادا آتش پرست تھے اور والد بزرگوار کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار تھا۔ آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر ہی میں ہونے لگا۔ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اسقدر میری طبیعت میں بےکلی اور بےچینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ راہِ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے۔ جو مادرزاد ہو، چشم بینا اور اس کے بعد گوش ہوش ہو۔ لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر اچانک مر جانا بہتر ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے۔ سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ان واقعات میں دو اہم واقعات درجہ ذیل ہیں۔

واقعہ نمبر ۱

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ صاحبہ نے رات کو مجھ سے پانی مانگا۔ اتفاق سے اس وقت رات کو گھر میں قطعاً پانی موجود نہ تھا۔ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لانے گیا۔ میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی۔ اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا۔ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں منجمد ہو گیا۔ اور والدہ کی بیداری کے بعد پانی پیش کیا تو انہوں نے کہا تم نے پانی رکھ دیا ہوتا کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی مانگیں اور آپ کو نہ ملے نہ پئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں کہ اللہ تجھے اولیاء کا سردار بنا دے۔

واقعہ نمبر ۲

آپ فرماتے ہیں کہ ایک رات والدہ نے دروازے کا ایک پٹ کھولنے کا کہا۔ لیکن رات بھر اسی

پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم دایاں پٹ کھولوں یا بائیاں پٹ...... چونکہ ان کی مرضی کے خلاف پٹ کھل گیا تو حکم عدولی ہو جائے گی۔ انہی خدمات کی برکت سے مجھے مراتب حاصل ہوئے۔

✵ واقعہ نمبر ۳

ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ حالتِ وجد میں کہہ رہے تھے کہ ......**سبحانی ما اعظم شانی**...... یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے۔ اختتام وجد کے بعد ارادت مندوں نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے یہ جملہ کیوں کہا۔ فرمایا کہ مجھے تو علم نہیں اگر آئندہ اس قسم کا جملہ میری زبان سے نکلے تو مجھے قتل کر دینا۔ اس کے بعد دوبارہ حالتِ وجد میں آپ نے یہی جملہ کہا۔ جس پر مریدین قتل کر دینے پر آمادہ ہو گئے۔ تو انہیں پورے کمرے میں بایزید ہی بایزید نظر آ رہے تھے۔ چھریاں چلانی شروع کیں تو ایسا محسوس ہوتا کہ پانی پر چھریاں چل رہی ہوں۔ آپ پر اس کا قطعاً اثر نہ ہوا اور حالت کے رفع ہونے پر آپ محراب میں کھڑے تھے۔ آپ اسم ذات ''اللہ'' کا ہمہ وقت ذکر فرماتے تھے۔ اور حالتِ نزع میں بھی زبان پر اللہ ہی کا نام تھا۔ اور موت سے قبل آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں دنیا میں بر بنائے غفلت تیری عبادت سے محروم رہا۔ اور اب آخری وقت میں بھی تیری عبادت سے غافل ہوں۔ اس کے باوجود تیری رحمت کا متمنی ہوں۔ یہ کلمات جاری تھے کہ روح مبارک اعلیٰ علیین کی جانب پرواز کر گئی۔ ''**انا للہ و انا الیہ راجعون**''

کسی نے خواب میں دیکھ کر سوال کیا کہ تصوف کا مفہوم کیا ہے؟

فرمایا کہ راحتوں کو چھوڑ کر مشقتوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ ساتھ حقوق البہائم کا بھی بھرپور لحاظ رکھتے تھے اور یہی اصل و نشانیٔ ولایت ہے۔ حقوق البہائم سے متعلق آپ کے حیرت انگیز واقعات جن میں ایک بخشش کا ذریعہ بھی بنا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا اکرامِ کلب

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکل گیا۔ اس پر کسی

مرید نے پوچھا کہ جب خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ تو پھر آپ نے کتے کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے۔ اور یہ بات خلاف عقل اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا۔ اور اس میں میرا کیا قصور اور آپ کی کیا فضیلت تھی؟ چنانچہ اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے کتے پر فضیلت عطا کر دی۔ اس لئے میں نے راستہ چھوڑ دیا تھا۔

بلی کے بچے کے سبب بخشش

اسی طرح ایک بزرگ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا کہ وفات کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا۔ دیکھنے والے نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا۔ میری بخشش اسوجہ سے ہوئی کہ بلی کا ایک بچہ سردی میں سکڑا پڑا تھا، مجھے اس پر ترس آیا۔ اٹھا کر گرم کپڑے میں لپیٹ دیا۔ بس اللہ تعالیٰ نے میرے اتنے کام کی وجہ سے بخشش کر دی۔ یعنی میں نے اس کی مخلوق پر رحم کیا اس نے مجھ پر رحم کیا۔

حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی و مناقب

آپ خراسان کے عظیم شیخ اور قطب العالم تھے۔ شریعت و طریقت دونوں پر مساوی طور پر گامزن تھے۔ اربابِ طریقت کا قول ہے کہ دنیا میں صرف تین اہل اللہ ہوئے ہیں۔ نیشاپور میں حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ، بغداد میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ملک شام میں حضرت عبداللہ جلاء رحمۃ اللہ علیہ...... لیکن حضرت عبداللہ بن محمد رازی کا قول یہ ہے کہ میں نے حضرت جنید، حضرت یوسف بن حسین، حضرت رویم اور حضرت محمد فضل سب سے شرف نیاز حاصل کیا۔ مگر خدا شناسی میں جو مرتبہ عثمان الحیری کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو میسر نہ آیا۔ اور صرف آپ ہی کی بدولت خراساں میں تصوف کا چرچا ہوا۔ اور آپ کو تین بزرگوں سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ اوّل حضرت یحییٰ بن معاذ، دوئم حضرت شجاع کرمانی، سوئم حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ۔

ان کے علاوہ آپ دوسرے بزرگوں کی صحبت میں بھی رہے۔ آپ کا مشغلہ وعظ گوئی تھا۔ اور اہل نیشاپور کو آپ سے حد درجہ محبت و عقیدت تھی۔ اور کسی فرد کو بھی آپ سے اختلاف نہ تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے

کہ اوائل زندگی ہی سے میرا قلب اہلِ ظاہر سے گریزاں تھا۔ جب مجھ سے کسی شے کی ماہیت وحقیقت کے متعلق سوال کیا جاتا۔ تو شروع ہی سے مجھے خیال تھا کہ جس راہ پر عام لوگ گامزن ہیں۔ اس سے ہٹ کر بھی کوئی دوسری راہ ہوگی۔ یعنی ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کا بھی کوئی وجود ہوگا۔ کم عمری ہی میں اللہ نے ولایت سے سرفراز فرمایا (غالباً ۱۱ تا ۱۳ سال کی عمر میں)...... رحلت (انتقال) کے وقت جب آپ کے صاحبزادے نے شدتِ غم میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تو آپ نے نرمی سے فرمایا کہ خلافِ سنت کام کرنا علامتِ نفاق ہے۔

کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ ”ہر برتن سے وہ ہی شے ٹپکتی ہے جو اس میں موجود ہو ۔ اس تاثیر آمیز نصیحت کے بعد آپ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کو...... اتنا بڑا مقام اتباعِ سنت اور مخلوق کی خیر خواہی کے سبب ملا۔

حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا حقوق البہائم کے حوالہ سے بہت پر اثر وقابلِ وجد واقعہ مشہور ہے۔

گدھے کا حق:

شیخ عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر گیارہ بارہ سال کی ہوگی۔ وہ اپنے ترکی غلاموں کی حفاظت میں بیش قیمت جُبہ پہنے مکتب جا رہے تھے۔ سر پر مصری دستار تھی۔ راستے میں انہیں ایک گدھا نظر آیا۔ گدھا بڑی مصیبت میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کی پیٹھ بُری طرح زخمی تھی۔ کیونکہ کوّے اس پر سوار تھے۔ اور اس کا گوشت نوچ نوچ کر اسے لہولہان کئے دے رہے تھے۔ عاجز ولاچار گدھا سر ہلانے سے بھی قاصر تھا۔ عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہوگئے۔

انہوں نے غلاموں کو کوّے اڑانے کا حکم دیا۔ اور اپنا جُبہ اتار کر گدھے پر ڈال دیا۔ پھر اپنی دستار اس کے سر پر باندھ دی اور چل دیئے۔

مختصر سوانح حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ عرفِ عام میں مولائے روم کے نام سے مشہور ہوئے۔ ؁۶۰۴ھ میں بمقام بلخ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ ان کے والد کا نام بہاؤالدین ابن حسین بلخی ہے۔ ؁۶۱۰ھ میں مولانا کے والد شیخ بہاؤالدین بلخ چھوڑ کر نیشا پور گئے۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ملنے آئے۔ اس وقت مولانا کی عمر چھ سال تھی۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی اسرار نامہ تبرکاً ہدیہ دی اور

مولانا بہاؤالدین سے فرمایا کہ اس گوہر نایاب سے غافل نہ رہنا۔ یہ ایک دن غلغلہ بلند کرے گا۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر تکمیل علوم کے لئے شام کا سفر کیا۔ مولانا کا اصل دور وہ ہے۔ جب ان کی ملاقات شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ حضرت شمس تبریز سوداگروں کی وضع میں سیاحت کیا کرتے تھے۔ عشق الٰہی سینے میں موجزن تھی۔ ایک دن دعا کی اے رب ایسا بندہ عطا فرما جو میری آتش محبت کو سنبھال لے۔ الہام ہوا روم جاؤ۔ اسی وقت قونیہ پہنچے۔ دیکھا کہ جلال الدین رومی درس وتدریس میں مشغول ہیں۔ آپ نے ان کی تمام کتب اٹھا کر قریب پانی میں پھینک دیں۔ غلغلہ ہوا کہ دیوانہ ہے پاگل ہے مگر حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ حیران وپریشان ہوئے کہ ایک بھی کتاب گیلی نہیں ہوئی بلکہ اوپر سطح کے چل رہی ہیں۔ بس ایک چوٹ لگی اور نکل گئے حضرت تبریز کی تلاش میں۔ اس طرح جو محبت ان کی حضرت شمس تبریز سے ہوئی وہ مثنوی میں عیاں ہے اور اسی سے مولانا روم کو شہرت ملی اور یہ شعر انتہائی مشہور ہوا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولانا کو اپنے شیخ سے جس قدر عقیدت تھی۔ اس کی مثال شاید ہی ممکن ہو۔

واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ اچانک مولانا سے غائب ہو گئے۔ مولانا نہایت بے چین ہوئے۔ ڈھونڈنے کے لئے سفر کیا۔ کسی سے معلوم کیا کہ بھائی تم نے ہمارے حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے ۔ ایک شخص نے کہا ہاں میں نے انہیں شام میں دیکھا ہے۔ مولانا پر کیفیت طاری ہوگئی اور ایک آہ کی اور والہانہ فرمایا کہ ہائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس میں ہمارا شمس رہتا ہے۔ تاریخ میں ہے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی بے چینی دیکھ کر سب ہی لوگ حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھونڈنے نکل گئے اور حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا کے پاس لے آئے۔

۶۷۲ھ میں قونیہ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور چالیس دن تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ مولانا نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے لقمہ تر چاہتی ہے۔ چند ہی روز کے بعد مولانا علیل ہوئے۔ اکمل الدین اور غضنفر اطبائے حاذق نے علاج کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۵ جمادی الثانی بروز یک شنبہ ۶۷۲ھ بوقت

غروب آفتاب مولانا نے وفات پائی اور یہ آفتاب علم وفضل غروب ہوگیا۔ صبح کو جنازہ اٹھا۔ بادشاہ سے لے کر فقیر وغریب تک سب ہمراہ تھے۔ لوگوں نے تابوت تک توڑ کر تبرکاً تقسیم کر لئے (تبرکات کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے دوسرا پارہ سورۃ البقرہ......

تابوت فیه سکینة من ربکم ورحمة

حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک بوقت حلق تقسیم ہوئے ......اہل سنت والجماعت اکابرِ دیوبند (خصوصاً) کا یہی مذہب ومسلک ہے) شام تک جنازہ قبرستان تک پہنچ سکا۔ شیخ صدرالدین جنازہ کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے لیکن چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے۔ پھر قاضی سراج الدین نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حقوق البہائم کے حوالہ سے ان کا دلچسپ واقعہ مذکور ہے۔

کتے کو نہ جگایا

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مریدوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک تنگ گلی میں ایک کتا سرِ راہ سو رہا تھا، جس سے راستہ رک گیا تھا۔ مولانا وہیں رک گئے اور دیر تک کھڑے رہے۔ ادھر سے ایک شخص آ رہا تھا۔ اس نے کتے کو ہٹا دیا۔ مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نہایت آزردہ ہوئے اور فرمایا ناحق اس کو تکلیف دی۔

جانور سے بدفعلی کی ممانعت اور اس کا وبال

* حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ سات قسم کے گناہ گاروں پر ساتوں آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ یہ لعنت بھی اس کثرت سے ہوتی ہے کہ ملعون کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ ان میں ایک شخص وہ ہے:...... جو کسی جانور سے وطی کرے۔

* حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے...... بہائم سے بُرا کام کرنے والا چوبیس (۲۴) گھنٹے خدا کے غضب میں رہتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

مَلْعُوْنٌ مَنْ وَقَعَ عَلٰی بَهِيْمَةٍ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ بِعَمَلِ قَوْمِ لُوْط

ترجمہ: جس نے جانور کے ساتھ بدکاری کی، وہ ملعون ہے، اور جس نے قوم لوط کا عمل کیا، وہ ملعون ہے۔ (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ وَقَعَ عَلٰی بَھِیْمَۃٍ، لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ عَمِلَ قَوْمِ لُوْطٍ، لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ

ترجمہ: جس نے جانور کے ساتھ بدکاری کی، اس پر اللہ کی لعنت ہے، اور جس نے قوم لوط کا عمل کیا، اس پر اللہ کی لعنت ہے، تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی (مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو تم جانور کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے پاؤ، تو اس کو قتل کر دو، اور جانور کو بھی قتل کر دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جانور کو کیوں قتل کیا جائے گا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کچھ نہیں سنا، لیکن میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا گوشت کھانے یا اس سے کوئی فائدہ اٹھانے کو ناپسند فرمایا، جبکہ اس کے ساتھ یہ عمل کیا جا چکا ہو۔ (ترمذی)

تشریح مطلب یہ ہے کہ بدکاری کے بعد اس جانور کا گوشت کھانے کو اور اس سے فائدہ اٹھانے کو حضور ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔

اور اس جانور کو قتل کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ اگر وہ جانور موجود رہے گا، تو اس کے ساتھ بدفعلی کا چرچا ہوتا رہے گا۔

مگر یاد رہے کہ اس جانور کا گوشت حرام نہیں ہوتا، البتہ اس میں کراہت تنزیہی آ جاتی ہے۔ اور بدکاری کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم تعزیر کے طور پر ہے۔

اگر قاضی و حاکم کسی مصلحت سے کوئی اور سزا دینا چاہے، تو وہ بھی جائز ہے۔

پس آج کل بعض شہوت پرست لوگ اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے جانوروں سے جو بدفعلی کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں ملعون ہیں، اور حاکم وقت کے سامنے جرم ثابت ہونے پر اس کو حاکم وقت کا بطور سزا قتل کرنا یا کوئی اور مناسب سزا تجویز کرنا جائز ہے۔

یہ اتنا غلیظ وگھناؤنا عمل ہے کہ نام لینے سے بھی سلیم الفطرت آدمی کو بے کلی و بے قراری ہوتی ہے، گویا قے آتی ہے۔ اس کی سزا وغیرہ کے بارے میں بعض ائمہ نے بہت تشدد برتا اور یقیناً یہ قابل تشدد ہے۔ جبکہ بعض نے قدرے نرمی برتی ہے۔ الحاصل یہ کہ گناہ عظیم ہے اور محدثین وغیرہ کا بحث کرنا ہی اس گناہ کے عظیم وغلیظ ہونے پر دال ہے۔

مسئلہ...... اگر کسی کے مملوک جانور کے ساتھ بدفعلی کی گئی، تو اس جانور کو مالک کی رضامندی کے بغیر قتل کرنا جائز نہیں، یا تو بدفعلی کرنے والا مالک کو جانور کی قیمت ادا کرے، اور پھر جانور کو ذبح کیا جائے، اور اگر وہ حلال جانور ہے، تو ذبح کے بعد اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

اور اگر جانور کا مالک قتل نہ کرے، بلکہ زندہ رکھ کر اس سے جائز فائدہ اٹھائے، مثلاً اس سے دودھ یا اُون حاصل کرے، تو یہ بھی گناہ نہیں، اس کا دودھ و گوشت پاک اور حلال ہے، البتہ افضل حکم وہی ہے جو پہلے گزرا۔

اور ایک درمیانی صورت یہ بھی ہے کہ مالک اسے نہ قتل کرے اور نہ اپنے پاس (اس علاقے میں) رکھے، بلکہ دوسرے موضع میں بھیج دے یا فروخت کر دے، تاکہ لوگوں کو اسے دیکھ دیکھ کر اس واقعہ کی طرف بار بار ذہن نہ جائے، اور اس برائی کے چرچے نہ ہوں، نہ اس فعل کی شناعت دل و دماغ سے کم ہو۔

چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے حد لازم ہوگئی یا تادیبی تعزیر؟

چوپائے کے ساتھ وطی اور بدفعلی کرنے کی عقوبت وسزا کے متعلق تین قول ہیں:

❶...... یہ کہ چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کی تادیب کی جائے گی، اس پر حد نہیں ہوگی۔ یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور ایک قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

❷...... یہ کہ اس کا حکم زانی کا حکم ہے۔ اگر کنوارہ غیر شادی شدہ ہے تو اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر شادی شدہ ہے تو اسے رجم کیا جائے گا۔ اور یہ قول حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

❸...... یہ کہ اس کا حکم لوطی کا حکم ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی تصریح ہے۔ ان ہر دو مختلف اقوال کے پیش نظر یہ امر مستخرج ومستنبط ہوتا ہے کہ یا تو حتمی طور پر قتل کر دینا اس کی حد ہے۔ یا اس کی حدود

حد ہے جو زنا کی ہے...... جو لوگ اس کی حد قتل بتلاتے ہیں۔ وہ استدلال میں ابوداؤد کی وہ روایت پیش کرتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔" **من اتى بهيمة فاقتلوه و اقتلوها معه**"...... جو شخص چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے اسے قتل کردو اور اس کے ساتھ چوپائے کو بھی قتل کردو۔...... اور یہ اس لئے کہ یہ وطی و دخول ایسا ہے کہ کسی حال میں جائز نہیں۔ لہٰذا اس کی حد قتل ہے۔

اور جو لوگ اس کے متعلق حد کے قائل نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ اگر صحیح حدیث موجود ہوتی تو ہم ضرور اس کے قائل ہوجاتے۔ اس کی مخالفت کا ہمارے پاس کوئی رستہ ہی نہ ہوتا۔ چنانچہ اسماعیل بن سعید الشالنجی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ تو امام صاحب خاموش ہورہے۔ اور عمرو ابن ابی عمر کی حدیث اس بارے میں ثابت شدہ حدیث نہیں ہے۔ طحاوی اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ نیز یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لیکن خود ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اس پر حد نہیں ہے۔ چنانچہ ابوداؤد کہتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ان کی حدیث کو ضعیف قرار دیتا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس بارے میں طبعی زجر و توبیخ باعتبارِ لواطت طبعی زجر و توبیخ سے زیادہ قوی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انسانی طبائع میں چوپائے کے ساتھ وطی و دخول کرنے اور انسان کے ساتھ وطی و دخول کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور اس لئے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا، قیاسِ فاسد ہے۔

بہرحال یہاں اختلاف وغیرہ کی بحث مقصد نہیں بلکہ اس کی سزا وغیرہ کو بتانا مقصود ہے کہ کتنا سخت عظیم و غلیظ گناہ ہے۔

حیوانات کا بھی زنا سے انکار اور اس سے دور رہنا:

❁ ارشاد باری تعالیٰ (کہ زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بے حیائی اور بُرا راستہ ہے) میں زنا کا فی نفسہٖ فحش ہونے کا بیان ہے۔ اس کی ذاتی قباحت اس کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ ایک عقل سلیم اس کے فحش ہونے کو اچھی طرح سمجھتی ہے اور انسانی عقل تو کیا کئی حیوانات بھی اس کی بُرائی کو تسلیم کرتے ہیں۔

ذرا غور کریں...... ایک کمزور سا پرندہ کبوتر ہے لیکن پیار و محبت کے مفہوم سے آشنا ہے۔ مادہ اپنے نر

کے علاوہ کسی سے الفت کا اظہار نہیں کرتی، نہ اپنے اوپر آنے کی اپنے ساتھی کے علاوہ کسی کو دعوت دیتی ہے۔ یہی حال نر کا ہے کہ اپنی مادہ کے علاوہ کسی سے جفتی نہیں کرتا۔ بلکہ ان میں سے کوئی نر اس بات کا سوچتا بھی نہیں کہ اپنی مادہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف جائے۔ اس وجہ سے کہ اللہ نے اس کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے۔ اے انسان! تو بھی اپنی فطرت کی حفاظت کر۔ مضبوط ارادے اور بلند عزائم والے مرد کہاں ہیں؟

❀ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت عمر بن میمون کا مشاہدہ ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا۔ جس نے ایک بندریا سے زنا کیا تھا تو آس پاس کے بندروں نے جمع ہو کر ان دونوں پر پتھر مارنے شروع کیے یہاں تک کہ وہ دونوں مر گئے۔

ھکا بکا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے مسجد کی طرف نکلے۔ ابھی راستے میں تھے کہ ایک کافر نے اُن سے پوچھا: اے علی! یہ تو بتایئے کون سے جانور انڈے دیتے ہیں اور کون سے بچے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کافر کے فریب کو بھانپ گئے کہ اُس نے یہ سوال اس خیال سے پوچھا کہ یہ پرندوں اور جانوروں کے نام گنوانے لگ جائیں گے اور نماز کا وقت نکل جائے گا۔ انہوں نے فوراً کہا: جن جانوروں کے کان باہر ہوتے ہیں وہ بچے دیتے ہیں اور جن کے کان اندر ہوتے ہیں وہ انڈے دیتے ہیں۔ یہ کہا اور آگے بڑھ گئے۔ کافر ہکا بکا رہ گیا۔ (بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۶۷، ص ۹)

بلی فروش کے بارے میں:

وافی اور تہذیب میں منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی قبیلہ کی عورت کو دعوت نکاح دی اور خواستگاری کی۔ ان لوگوں نے پوچھا تمہارا کاروبار کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں چوپائے بیچتا ہوں۔ انہوں نے عورت کا نکاح کر دیا، رخصتی ہو گئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص بلیاں بیچتا ہے، وہ جھگڑنے لگے۔ بالآخر یہ جھگڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، آپ نے نکاح کو برقرار رکھا اور فرمایا کہ یہ سچا ہے کیونکہ بلی کے بھی چار پاؤں ہوتے ہیں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے، ص ۲۳۳ تا ۲۳۴)

چوپائیوں کے متفرق حقوق

چوپائیوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جو جانور جس کام کے لئے ہے۔ اس سے وہی کام لیا جائے۔ مثلاً کھیتی باڑی بیل کا کام ہے۔ گدھے سے یہ کام لینا ظلم و حق تلفی ہے۔ اس کا کام بوجھ اٹھانا ہے۔

اسی طرح چوپائیوں کو بے جا مارنا اور زیادہ مارنا بھی ظلم ہے۔ ان کو دانہ پانی وقت پر نہ دینا بھی حق تلفی و ظلم ہے۔ ذبح کے وقت دوسرے چوپائیوں کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ چھری خوب تیز ہو اور احسن طریقے سے اس کو ذبح کیا جائے۔ دورانِ بیماری اس کی مرہم پٹی کرنا اور کام کم لینا بھی اس کا حق ہے۔ دانہ پانی چارہ بروقت اور ہر ایک کی ظاہری جسامت کو دیکھ کر دینا چاہیے۔ یعنی تمام چوپائیوں کو ایک جیسا چارہ دانہ پانی دینا بھی ظلم ہے۔ جیسے مرغی تھوڑے سے دانے پانی پر اکتفا کر لیتی ہے، یہی اس کے لیے کافی ہے...... جبکہ گدھا بیل وغیرہ جسمانی لحاظ سے بڑے ہیں۔ ان کا دانہ چارہ بھی زیادہ ہوگا۔ اسی طرح ان کی بساط سے زیادہ کام لینا بھی ناانصافی ہے۔ اب تو ان کی زبان پر مہر لگی ہے جو کہ کبھی کبھی کھل جاتی ہے۔ لیکن آخرت میں یہ بھی بولیں گے اور ظالم کے خلاف دعویٰ کریں گے۔ اللہ ہمیں اس دن کی رسوائی سے بچائے اور مخلوق کے حق کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ (آمین)

قبر اور کتا:

❁ واجد علی شاہ سواری پر چلے جا رہے تھے۔ ایک سنی خدمت گار ساتھ تھے اور قبرستان پر گزر ہوا۔ ٹوٹی پھوٹی قبریں تھیں۔ ایک قبر پر کتا ٹانگ اٹھائے پیشاب کر رہا تھا۔ واجد علی شاہ قرائن سے سمجھے کہ ایسے قبرستان سنیوں ہی کے ہو سکتے ہیں کیونکہ شیعوں کے قبرستان پُرتکلف ہوتے تھے اس لیے کہ انہی کی حکومت تھی اور یہ لوگ اکثر روپے پیسے والے بھی ہوتے ہیں۔

واجد علی شاہ نے اس سنی سے کہا کہ یہ قبر کسی سنی کی معلوم ہوتی ہے۔ اس سنی نے جواب دیا کہ جی حضرت صحیح ہے بجا فرمایا: جب ہی تو رافضی کتا اس پر پیشاب کر رہا ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس دلیری کا، بادشاہ کی بھی پرواہ نہ کی، فوراً ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ آج کل تو مصلحت پرستی میں رہتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی حکایات ہیں جو ملازمت بھی انہیں کے یہاں کرتے تھے اور ملازمت بھی ادنیٰ درجہ کی۔ اب تو کوئی برابر والے کے سامنے بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کے ایمان قوی تھے (الافاضات الیومیہ)

چھپکلی بولی

❁ ایک امیر آدمی کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی وقت ایک بیچارہ غریب و شکستہ حال بھی اس امیر کے برابر آ بیٹھا۔ وہ امیر اپنے کپڑے سمیٹ کر علیحدہ ہو گیا۔ بزرگ نے یہ تماشا دیکھ کر ارشاد فرمایا

کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مکان میں بیٹھے تھے۔ اوپر سے کچھ قطرے حضرت کے کپڑوں پر گرے۔ دیکھا تو چھپکلی تھی۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ خدایا اس کو کیوں پیدا کیا، یہ کس مرض کی دوا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے موسیٰ! یہ چھپکلی بھی ہر روز یہ سوال کیا کرتی ہے کہ خدایا! موسیٰ علیہ السلام کو کیوں پیدا کیا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہے؟ غرض یہ کہ ہر ایک ذی روح کے دل میں اوروں کی نسبت ایسے ہی خیالات جاگزیں ہیں۔

(مخزنِ اخلاق، ص۴۳۲)

جانوروں کو لڑانے یا ان کے ساتھ لڑنے کی ممانعت

آج کل معاشرے میں مختلف جانوروں کو آپس میں لڑانے یا ان کے ساتھ خود لڑائی کرنے کا رواج ہو رہا ہے۔ جس میں ذوق وشوق سے حصہ لیا جاتا ہے، اور اس کی خاطر مالی، جانی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا، شریعت مطہرہ نے اس مسئلہ پر بھی سینکڑوں سال پہلے روشنی ڈالی تھی۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبرج، کتاب الجهاد، باب فی التحریش بین البهائم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے درمیان لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت مجاہد سے مرسلاً روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ (سنن البیهقی، حدیث نمبرطم، کتاب السبق والرمی، باب النهی عن التحریش بین البهائم)

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے درمیان لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَمِنْ وُجُوْهِ اللَّعِبِ اَلتَّحْرِيْشُ بَيْنَ الْكِلَابِ وَالدُّيُوْكِ، وَقَدْ جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ نَهٰى عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ هُوَ حَرَامٌ مَمْنُوْعٌ لَا يُؤْذَنُ لِأَحَدٍ فِيْهِ لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَحَارِشَيْنِ يُؤْلِمُ الْآخَرَ، وَيَجْرَحُهٗ وَلَوْ أَرَادَ الْمُحَرِّشُ أَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ بِيَدِهٖ مَا حَلَّ لَهٗ

(شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاهی)

ترجمہ: لعب اور کھیل کی صورتوں میں سے کتوں اور مرغوں کے درمیان لڑائی کرانا بھی ہے، اور

نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ آپ نے جانور لڑانے سے منع فرمایا، اور ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے، جس کی کسی کو اجازت نہیں۔ اس لئے کہ دونوں جانور ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اور زخمی کرتے ہیں، اور اگر لڑانے والا خود اپنے ہاتھ سے اس کے ساتھ لڑائی کرے، تو اس کے لئے بھی حلال نہیں۔

تشریح اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو مختلف جانوروں میں لڑائی کرائی جاتی ہے، یا لوگ جانور کے ساتھ خود لڑائی کرتے ہیں، یہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے، اور بعض اوقات کوئی ایک زخمی بلکہ فوت بھی ہو جاتا ہے۔

مسئلہ...... جانور کی آپس میں لڑائی کرانا خواہ اس طریقہ سے ہو کہ دونوں طرف ایک ہی طرح کے جانور ہوں، مثلاً دونوں طرف ریچھ ہوں، یا ہاتھی ہوں، یا کتے ہوں، یا بندر، یا مرغ ہوں، یا بٹیر ہوں وغیرہ۔

یا دونوں طرف مختلف جانور ہوں، مثلاً ایک طرف کتا ہو، اور دوسری طرف بندر، بلی یا مرغ ہو، یا ایک طرف سانپ اور دوسری طرف نیولا ہو وغیرہ۔

یہ دونوں صورتیں ناجائز اور گناہ ہیں، اور ان کی ہار جیت پر اگر جُوا بھی کھیلا جائے، یہ دوسرا کبیرہ گناہ ہے، اور اس قسم کا مقابلہ کرانے، دیکھنے اور اس پر پیسہ خرچ کرنے والے سب گناہ گار ہیں۔

مسئلہ...... آج کل بُل فائٹنگ کے نام سے ایک کھیل کھیلا جاتا ہے، جس میں مخصوص جانور سے انسان مقابلہ کرتا ہے، اور اس کو بھڑکاتا اور غصہ دلاتا ہے، اور دوڑاتا ہے، جس سے جانور کو بے جا تکلیف ہوتی ہے، اور اس سے خود اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ بعض اوقات کوئی ایک زخمی، چوٹل یا فوت ہو جاتا ہے، یہ بھی سخت گناہ ہے۔

اور اس پر جوا کھیلنا، اس پر پیسہ خرچ کرنا، اور اس کو تماشے کے طور پر دیکھنا سب گناہ ہے۔

مسئلہ...... بعض شعبدے باز اور مداری اپنے پاس موجود مختلف جانوروں کی لڑائی کرا کر لوگوں کو تماشا دکھاتے ہیں، اور پھر لوگوں سے پیسے مانگتے ہیں۔ یہ بھی جائز نہیں بلکہ گناہ ہے۔

مسئلہ...... جانوروں کا باہم مقابلہ کرانا اور انہیں لڑانا جس سے کہ انہیں تکلیف پہنچے، ویسے بھی گناہ ہے، اور اس مقابلہ و لڑائی میں اگر جوا کھیلا جائے، مثلاً دونوں طرف سے کچھ پیسوں کی یا کسی دوسری چیز، خواہ کھانا کھلانے کی شرط لگائی جائے، یا شرط میں ہارنے والا جانور جیتنے والے کے مالک کو دینا طے ہو، تو یہ مستقل

کبیرہ گناہ ہے۔

مسئلہ...... جوئے میں جیتا ہوا جانور اور کسی بھی چیز کا جیتنے والا شخص شرعاً مالک نہیں بنتا، اور یہ جانور یا چیز بدستور اصل مالک کی ملکیت رہتی ہے (اس لئے اسے واپس کیا جائے) لہٰذا جوئے کے طور پر حاصل کیا ہوا جانور حرام ہے، نہ اس کا ذبح کرنا جائز ہے، اور نہ اس کا گوشت بیچنا جائز ہے، اور نہ کسی دوسرے کو (جوئے میں جیتنے والے سے) خریدنا جائز ہے، اور نہ اس کا کھانا جائز ہے، اور نہ کسی دوسری طرح سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، بلکہ جیتنے والے کا اپنی تحویل میں رکھنا بھی ناجائز ہے، یہ ساری چیزیں گناہ ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ص۲۶۲)

مسئلہ...... جس طرح جانوروں کے درمیان لڑائی کرانا، یا انسان کا جانور کے ساتھ لڑائی کرنا گناہ ہے، اور اس میں جوا کھیلنا الگ گناہ ہے، اسی طرح لڑائی کے مقابلے منعقد کرانا، اور ان کو دیکھنا، اور دیکھنے پر پیسہ خرچ کرنا، یہ بھی گناہ ہے۔

نیز مقابلے کے دوران کسی فریق کو شاباش دینا، اور دوسرے فریق کے خلاف اُکسانا اور بھڑکانا بھی گناہ ہے۔

کتے کی دس خصلتیں

امام الاولیاء حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ ہر مومن کو اپنے میں پیدا کرنی چاہئیں۔

- وہ اکثر بھوکا رہتا ہے۔ یہ شیوہ صالحین کا ہے۔
- اس کا کوئی خاص مکان مشہور نہیں ہوتا۔ یہ اہل توکل کی نشانی ہے۔
- رات کو بہت ہی کم سوتا ہے۔ یہ محبین کی صفت ہے۔
- جس وقت مرجاتا ہے، اس کا کچھ ورثہ نہیں ہوتا۔ یہ صفت زاہد لوگوں کی ہے۔
- اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا، اگرچہ وہ اس پر ظلم کرے اور ستائے۔ یہ مریدین صادقین کی صفت ہے۔
- تھوڑی سی جگہ پر خوش ہوجاتا ہے۔ یہ علامت متواضعین کی ہے۔
- جب اس کی جگہ پر اور کوئی قابض ہوجاتا ہے تو وہ اسے چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ علامت راضیین کی ہے۔

- جب کوئی مارے اور نکالے تو چلا جاتا ہے اور پھر ذرا سا ٹکڑا ڈال دیا جائے تو فوراً آ جاتا ہے، گزشتہ واقعہ کا کچھ دھیان دل میں نہیں رکھتا۔ یہ علامت خاشعین کی ہے۔
- جس وقت کھانا رکھا ہو تو دور بیٹھا رہتا ہے۔ یہ علامت مساکین کی ہے۔
- جس جگہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسے پھر کبھی نہیں دیکھتا۔ یہ علامت غم زدوں کی ہے۔

اے انسان! کتے سے عبرت پکڑ۔ کتا اپنے مالک کا ایک لقمہ کھا کر ساری ساری رات اور دن اس کی چوکیداری کرتا ہے۔ اور تو اپنے خالق مالک کی کتنی نعمتوں کو رات دن استعمال کرتا ہے۔ کیا تو کتے سے بھی گیا گزرا ہے؟

پرندوں کی بولیاں

سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اس کلام میں سلیمان علیہ السلام کی طرف سے اللہ کی نعمت کے شکر کا اظہار ہے اور معجزہ کا ذکر کر کے لوگوں کو اس کی تصدیق کی دعوت دی۔

نطق و منطق وہ بولی جو دل کی بات کو ظاہر کرتی خواہ مفرد ہو یا مرکب۔ ...... قاموس میں ہے: نطق و منطق وہ بولی ہے۔ جو دل کی بات کو ظاہر کرتی ہے۔ نطق منطق (باب ضرب)۔ **نطقا و منطقا و نطوق** (تین مصدر) آواز کے ساتھ اور ایسے حروف کے ساتھ تلفظ کیا جس سے معنی سمجھ میں آ سکیں۔ ...... اور چونکہ انسانوں کے لئے معانی کا سمجھنا انہی الفاظ پر موقوف ہے، جو انسان بولتے ہیں۔ اس لئے نطق کو انسان کے کلام کے لئے مخصوص سمجھ لیا گیا۔ ...... مگر سلیمان علیہ السلام پرندوں کی آواز سے بھی ان کا دلی مدعا سمجھ جاتے، اس لئے پرندوں کی بولی کو بھی سلیمان علیہ السلام نے اپنے لئے منطق کہا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ''جنگلی کبوتر'' نے آواز نکالی تو آپ نے پوچھا کیا تم کو معلوم ہے۔ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہا ہے۔ مرنے کے لئے جیو اور ویران ہونے کے لئے عمارتیں بناؤ۔

فاختہ چیخی: تو آپ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہے؟ حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہی ہے کہ ''کاش یہ مخلوق پیدا نہ کی جاتی''

مور چیخا: تو آپ نے پوچھا جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہا ہے۔'' جیسا دوسروں سے معاملہ کرو گے ویسا ہی تم سے کیا جائے گا۔

ہدہد بولا: تو پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہا ہے” جو رحم نہیں کرے گا۔ اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔

ترمتی بولی: تو پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہے؟ حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہی ہے۔ ”گناہ گارو! اللہ سے معافی کی درخواست کرو“

تیہو چیخا تو پوچھا تم کو معلوم ہے یہ کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہا ہے” ہر زندہ مرے گا اور ہر نیا پرانا اور فرسودہ ہوگا۔“

خطاف چیخا تو پوچھا جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہا ہے” پہلے سے نیکی بھیجو (وہاں) تم کو مل جائے گی۔

کبوتری بولی: پوچھا تم کو معلوم ہے یہ کیا کہہ رہی ہے؟ حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہی ہے۔” پاکی بیان کرو میرے رب برتر کی اتنی کہ آسمانوں اور زمین کو بھر دے۔“

قمری چیخی: تو پوچھا جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہے؟ تو کہا کہ نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہی ہے۔ ”میرے رب اعلیٰ کی پاکی بیان کرو۔“

کوّا کہتا ہے ”عشر وصول کرنے والے کو بد دعا دیتا ہے۔“

چیل کہتا ہے ”جو خاموش رہا وہ محفوظ رہا۔“

قسطاۃ کہتا ہے ”جو خاموش رہا وہ محفوظ رہا“

طوطا کہتا ہے: ”تباہی ہے اس کے لئے جس کا مقصد دنیا ہی ہے“

مینڈک کہتا ہے ”میرے رب قدوس کی پاکی بیان کرو۔“

باز کہتا ہے: ”میرے رب کی پاکی بیان کرو اور ثناء کرو۔

مینڈکی کہتی ہے: پاکی بیان کرو اس کی جس کا ذکر ہر زبان پر ہے۔

تیتر چیخا: آپ نے پوچھا جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہا ہے۔ **الرحمن علی العرش استویٰ**...... (رحمٰن عرش پر متمکن ہوا)

بلبل بولا: ایک درخت پر بیٹھا سر ہلا رہا تھا اور دم نیچے کو جھکا رہا تھا (اور بول رہا تھا)...... سلیمان علیہ السلام کا ادھر سے

گزر ہوا۔ فرمایا جانتے ہو یہ بلبل کیا کہہ رہی ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا نبی ہی واقف ہیں۔ فرمایا یہ کہہ رہی ہے ''میں نے آدھا چورا کھالیا۔ پس دنیا پر لازم ہے کہ اس کو بڑھا کر پورا کریں''

روایت میں آتا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم سات چیزوں کے متعلق آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ اگر آپ بتادیں تو ہم مسلمان ہو جائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:...... سمجھنے کے لئے پوچھ سکتے ہو، ضد کے لئے نہیں پوچھ سکتے۔...... یہودیوں نے پوچھا بتائیں۔

- چنڈول اپنے گانے میں کیا کہتا ہے؟
- مینڈک اپنی ٹرٹر میں کیا کہتا ہے؟
- مرغ اپنی بانگ میں کیا کہتا ہے؟
- گدھا اپنے ڈھونگے میں کیا کہتا ہے؟
- گھوڑا اپنی ہن ہناہٹ میں کیا کہتا ہے؟
- زرزور اور تیتر کیا کہتا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

- ......چنڈول......کہتا ہے ''اے اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والوں پر لعنت کر''
- ......مینڈک......کہتا ہے ''پاک ہے وہ ذات (معبود) جس کی عبادت سمندروں کے کنڈوں میں بھی کی جاتی ہے۔''
- ......مرغ......کہتا ہے ''غافلو اللہ کو یاد کرو''
- ......گدھا......کہتا ہے ''اے اللہ عشر وصول کرنے والوں پر لعنت کر''
- ......گھوڑا...... جب معرکہ میں صفوں کے مقابلہ پر ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ **''سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح''**
- ......زرزور...... ''کہتا ہے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر روز کی روزی اس روز عطا کر''
- ......تیتر......کہتا ہے: **''الرحمن علی العرش استویٰ''**

یہودی یہ جواب سن کر مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا تھا۔

* حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کی وساطت سے اپنے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب گدھا چلاتا ہے تو کہتا ہے:......''اے آدم کے بیٹے جی لے جب تک چاہے، آخر موت ہے''

- عقاب چیختا ہے تو کہتا ہے۔''لوگوں سے دور رہنے میں سلامتی ہے۔''
- چنڈول چیختا ہے تو کہتا ہے۔''اے اللہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والوں پر لعنت بھیج۔''
- خطاف چلاتا ہے تو کہتا ہے......**الحمدللّٰہ رب العالمین** اور **الضالین** کو ایسا کھینچتا ہے۔''

جیسے قاری کھینچتا ہے۔......(جانوروں کی آوازوں کی جو تشریح آئی ہے۔اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ جانور جب بھی بولتے ہیں تو یہی کلمات کہتے ہیں۔ممکن ہے ان کے علاوہ دوسرے کلمات وغیرہ بھی کہتے ہوں)۔

- جب شیر دھڑ وکتا ہے تو کہتا ہے۔

اللّٰھم لا تسلطنی علی احد من اھل المعروف

اے اللہ! مجھے کسی نیک آدمی پر مسلط مت کیجیئو۔

اُلّو کے جوابات:

اُلّو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواباً کہا:......**وعلیکم السلام یاھامہ** ......اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُلّو سے سوالات کیے اور ان کے جوابات اُلو نے دیئے۔اُلو کے چند جوابات آپ بھی پڑھیئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام......اے اُلّو! تو آبادی میں کیوں نہیں رہتا، جنگلوں اور کھنڈرات وغیرہ میں کیوں رہتا ہے؟

اُلّو......اس لئے کہ ویران جنگل اللہ کی میراث میں ہے۔جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

ترجمہ:......اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ان کی خوش عیشی کو خاک میں ملا دیا اور وہ آبادیاں ایسی ہو گئیں کہ ان میں کوئی رہنے والا بھی نہ رہا (بالکل کھنڈر بنا دیا) اب اس کے ہم ہی وارث ہیں (سورۃ القصص)......پس تمام

دنیا اللہ کی میراث ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام...... اے ہامہ! جب تو ان ویران جنگلوں میں بیٹھتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

اُلّو ...... میں یہ کہتا ہوں، اے اس بستی کے رہنے والو! تمہاری خوش عیشی کہاں چلی گئی؟

حضرت سلیمان علیہ السلام...... جب تو ان ویران کھنڈرات سے گزرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

اُلّو ...... میں کہتا ہوں، بنی آدم کے لئے افسوس کا مقام ہے کہ ان پر عذاب آرہے ہیں اور وہ ان عذابات سے غافل ہوکر سوئے ہوئے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام...... اے اُلّو! تو دن میں کیوں نہیں نکلتا، رات کو کیوں نکلتا ہے؟

اُلّو ...... اس لئے کہ اولادِ آدم ایک دوسرے پر ظلم ڈھارہی ہے۔ (میں یہ منظر دیکھنا نہیں چاہتا) اس لئے میں باہر نہیں نکلتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام...... اے اُلّو مجھے خبر دے کہ جب تو بولتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

اُلّو ...... میں کہتا ہوں، اے غفلت میں سونے والو! آخرت کے لئے کچھ توشہ تیار کرلو اور سفر آخرت کے لئے ہر وقت تیار رہو۔ پاک ہے نور کو پیدا کرنے والے کی ذات۔

ان سوالات کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی آدم کے لئے اُلّو سے زیادہ نصیحت کرنے والا، شفقت کرنے والا کوئی پرندہ نہیں ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس کھیت کا دانہ کیوں نہیں کھاتا؟ اُلّو نے کہا کہ آدم علیہ السلام اسی وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تو پانی یا اس دریا کا پانی کیوں نہیں پیتا؟ اُلّو نے کہا کہ اس پانی میں قوم نوح علیہ السلام غرق کی گئی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا درندوں کے نام خط:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر بن کے آئے تو چوریاں شروع ہوگئیں۔ پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ ویسے ہی ٹھیک ہو جائیں پھر کہنے لگے اچھا بھائی، کاغذ قلم لاؤ۔ خط لکھا ”مدائن کے گورنر کی طرف سے جنگل کے درندوں کے نام“ آج رات تمہیں جو بھی چلتا پھرتا مشکوک نظر آئے اسے چیر پھاڑ دینا اور اپنے دستخط کر کے فرمایا: شہر کے باہر اس کو کیل گاڑ کے لٹکا دو......

ادھر رابطہ دو رکعت کے ذریعے اوپر اور ادھر جنگل کے درندوں کو حکم...... ادھر رابطہ اوپر ہے تار وہاں

لگا ہوا ہے ناں، ساری لائنیں تو اوپر سے چل رہی ہیں، سارا کمپیوٹر تو اوپر والا چلا رہا ہے۔ ہم تو خالی مہرے ہی ہیں، شطرنج کے مہروں کی طرح...... اچھا کہا بھائی آج دروازہ کھلا رہے گا شہر کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ جونہی رات گزری...... شیر غراتے ہوئے اندر چلے آئے کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ باہر نکل سکے......

(اللہ سے دوستی کے انعامات، ص۶۳)

چڑیا کی امام علی رضا سے گفتگو:

ایک راوی کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک باغ میں باتیں کر رہا تھا کہ اچانک ایک چڑیا آ کر زمین پر گر پڑی اور اضطراب کی حالت میں آہ وفغاں کرنے لگی، حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تجھے معلوم ہے یہ کیا کہتی ہے؟'' میں نے عرض کی: اللہ شانہٗ اور اس کا رسول اور ابن رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہتی ہے کہ اس گھر میں ایک سانپ ظاہر ہوا ہے جو چاہتا ہے کہ میرے بچوں کو چٹ کر جائے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اٹھو اور اس گھر میں جا کر سانپ کو مار دو...... میں اُٹھا اور اس گھر میں جا کر دیکھا تو سانپ چکر کاٹ رہا تھا...... میں نے اسے ہلاک کر دیا۔ (حوالہ شواہد النبوت)

وحشی درندوں پر بھی حکومت

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ قریشی تھے۔ اللہ کے دین کو پھیلانے کیلئے مدینہ سے نکلے تو الجزائر، لیبیا سے ہوتے ہوئے ۱۸ صحابہ کے ساتھ تیونس کے موجودہ شہر قیروان تک پہنچے۔ یہ شہر ۱۴۰۰ سو سال پہلے جنگل تھا، جہاں ہزارہا جانور تھے۔

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ جب اس جنگل تک پہنچے تو دعا کی۔

''أَيَّتُهَا السِّبَاعُ وَالْحَشَرَاتُ نَحْنُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اُدْخُلُوْا عَنَّا فَانَانَازِ لُوْنَ، فَمَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدَ قَتَلْنَاهُ''

''اے درندو اور کیڑو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ہم یہاں بسنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ اس کے بعد تم میں سے جو کوئی یہاں نظر آئے گا۔ ہم اسے قتل کر دیں گے۔ **''فَلَمْ يَبْقِ مِنْهَاشَئٌ اَلَّاخَرَجَ هَارِبًا، حَتّٰى اَنَّ السَّبَاعَ تَحْمِلُ أَوْلَادَهَا''** ......ان جانوروں میں سے کوئی نہیں بچا جو بھاگ نہ گیا ہو۔ یہاں تک کہ درندے اپنے بچوں کو اٹھائے لے جا رہے تھے'' (اللہ سے دوستی کے انعامات، ص۳۷۹ تا ۳۸۱)

پرندوں کا پالنے اور پنجرے میں رکھنے کا حکم

جس جانور سے کوئی ضرورت وابستہ نہ ہو، اس کو قید کرنا اچھی بات نہیں، البتہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے پالے (جیسے دودھ یا اون حاصل کرنے کے لئے یا سواری کرنے کے لئے، یا ذبح و قربانی کرنے کے لئے یا مثلاً نسل بڑھانے کے لئے یا مثلاً مرغی سے انڈہ حاصل کرنے کے لئے) تو جانور کے حقوق کی پوری رعایت ضروری ہے۔

اگر پرندے کو دل بہلانے اور اس کی آواز سننے کے لئے پالے، اور اس کے حقوق (کھانے پینے، گرمی سردی اور راحت و آرام) کا پورا خیال رکھے، اور کسی گناہ کا ارتکاب بھی نہ کرے، مثلاً اس میں منہمک ہو کر اللہ تعالیٰ کے استحضار اور شرعی احکام سے غافل نہ ہو، اور جوا وغیرہ نہ کھیلے (جیسا کہ آگے ''کبوتر بازی کرنے'' کے ذیل میں آتا ہے) تو اس کی اجازت ہے۔

❀ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَاأَبَا عُمَيْرٍ مَافَعَلَ النُّغَيْرُ (بخاری)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مل جل کر رہتے تھے، یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی کو کہتے تھے کہ اے ابوعمیر، نغیر (یعنی چڑیا) کا کیا ہوا۔

اور مسند احمد کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لاتے تھے، اور میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اور اس کے پاس ایک نغیر (مخصوص چڑیا) تھی، جس سے وہ کھیلتا تھا، ایک دن وہ نغیر (چڑیا) مرگئی، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے، تو میرے اس چھوٹے بھائی کو غمگین دیکھ کر فرمایا ابوعمیر غمگین کیوں ہے؟ تو گھر والوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس کی وہ نغیر (چڑیا) مرگئی، جس سے یہ کھیلا کرتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوعمیر نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا، اے ابوعمیر نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا۔

تشریح اس چڑیا سے کھیلنے کا مطلب جانور کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا، بلکہ اس سے بچے کا لطف اندوز ہونا اور دل بہلانا تھا۔

نغیر چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ اس پرندہ کی چونچ سرخ ہوتی ہے، جبکہ بعض نے اس کے سر کو سرخ بتلایا ہے، اور بعض حضرات نے اس کو بلبل قرار دیا ہے۔

بہرحال نغیر چڑیا کی طرح کے پرندہ کا نام ہے۔

اس حدیث کے ضمن میں بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ اس حدیث سے پرندے کو پنجرے میں رکھنے یا اس کے پر قینچ کر کے (تاکہ وہ اڑ نہ سکے) رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک طریقہ کو اختیار کئے بغیر اس نغیر چڑیا کو اڑنے سے بچا کر رکھنا ممکن نہ تھا۔ اور جب حضور ﷺ نے اس کو اس طرح رکھنے سے منع نہیں فرمایا، تو اس سے پرندہ کو پنجرے میں اور پر قینچ کر کے رکھنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

اور ان حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ پرندے کو پنجرے میں بند رکھنا یا اس کے پر قینچ کر رکھنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ چوپائے اور مویشی کو کھونٹے وغیرہ سے باندھ کر رکھنا۔

لہٰذا پرندے کے پر قینچ کر کے یا پنجرے میں بند کر کے رکھنے کو جائز قرار دینا، ایسا ہی ہوا جس طرح سے کہ مویشی (بکری، بھینس وغیرہ) کو باندھ کر رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے دوسرے تمام حقوق پورے کئے جائیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی پرندوں کے پنجرے میں رکھنے کے جائز ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

❀ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے کہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ (یعنی حدودِ حرم) میں اور نبی ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پرندے کو پنجرے میں رکھتے تھے۔ (بخاری)

تشریح حرم کی حدود اور احرام کی حالت میں جانوروں اور پرندوں کی رعایت کے احکام زیادہ سخت ہیں، مثلاً حرم کی حدود اور احرام کی حالت کے علاوہ خشکی کے جانوروں کا شکار جائز ہے، مگر حرم کی حدود اور احرام کی حالت میں خشکی کے جانوروں کا شکار جائز نہیں، اور پرندے خشکی کے جانوروں میں داخل ہیں، اور ان کو حرم اور احرام کی حالت میں شکار کرنا منع ہے۔

اور جب حرم کی حدود میں بھی پرندوں کو پنجروں میں رکھنے کا ثبوت مل گیا، تو اس سے حرم کے علاوہ دیگر مقامات پر پرندوں کو پنجروں میں رکھنے کا جواز بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہشام سے اس طرح روایت کیا ہے: امیر المؤمنین یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں نو سال قیام پذیر تھے،

اوررسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام مکہ میں تشریف لاتے تھے، اور وہ مکہ میں پنجروں کے اندر چنڈول (چڑیا سے بڑے، لمبی چونچ اورسر پر تاج والے خوش آواز پرندے) اور چکور (کبوتر کی طرح سرخ چونچ والے خوبصورت پرندے) دیکھتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی)

اوراخبارمکہ للفاکھی میں ان الفاظ میں روایت ہے: یہ امیرالمومنین یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں قمری (یعنی فاختہ کی طرح کے گردن میں جھالے اور سریلی آواز والے) پرندے اورخوبصورت جنگلی کبوتروں کو پنجروں میں دیکھتے تھے۔ (اخبار مكة للفاكهی)

مطلب یہ ہے کہ امیرالمومنین کا اس سے منع نہ کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

اورتاریخ دمشق میں یہ الفاظ ہیں:

اورامیرالمومنین یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں نوسال حج کے دوران پنجروں میں پرندوں کو دیکھا ہے (اور منع نہیں کیا) اوررسول اللہ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھ (پنجروں میں) قمری (یعنی فاختہ کی طرح کے گردن میں جھالے اورسریلی آواز والے) اور چکور (یعنی کبوتر کی طرح سرخ چونچ والے خوبصورت پرندے) لاتے تھے، اوراس سے منع نہیں فرماتے تھے (تاریخ دمشق)

بہرحال صحابۂ کرام کے دور میں پرندوں کا حرم کی حدود تک میں پنجروں میں رکھنا اوراحرام وغیرہ احرام کی حالت میں حرم کی حدود میں پرندوں کو پنجروں میں لے کر داخل ہونا، اوراس پر انکار نہ ہونا، اس بات کی دلیل ہے، کہ پرندے کو پنجرے میں رکھنا جائز ہے۔

اوراس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پرندوں کا گوشت کھانے کے لئے پنجروں میں نہ رکھا جائے، بلکہ خوبصورت اورسریلی آواز والے پرندوں کو دل خوش کرنے کے لئے پنجروں میں رکھا جائے، تو یہ بھی جائز ہے۔

کیونکہ صحابۂ کرام کا خوبصورت اورعمدہ ھیئت وصورت اورآوازوالے پرندوں کا پنجروں میں رکھنا، اسی غرض سے تھا، **كما هو ظاهر**۔

اوربعض اہل علم حضرات نے یہ فرمایا کہ پرندوں کو گھر میں اس طرح پالنا تو جائز ہے کہ ان کو پنجرے میں بند نہ رکھا جائے، جیسا کہ کبوتر کہ وہ گھر سے مانوس ہوجاتے ہیں، اس لئے ان کو پنجرے میں بند رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لہٰذا کبوتر وغیرہ اگر اس طریقہ سے پالے جائیں، کہ ان کو ہمہ وقت پنجرے اور ڈربے میں بند کر کے نہ رکھا جائے، تو جائز ہے، بشرطیکہ ان کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے، اور ان کو پالنے کے نتیجے میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

لیکن ایسے پرندوں کو جو مانوس نہیں ہوتے، اور ان کو پنجرے میں ہی بند رکھا جاتا ہے، یہ جائز نہیں، خواہ ان کے دیگر حقوق کا لحاظ کیوں نہ کیا جائے، کیونکہ پنجرے میں قید کرنے سے ان کو تکلیف وتعذیب ہوتی ہے۔

مگر دلائل کی رو سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضرورت ومصلحت (مثلاً وحشت دور کرنے، اور پرندے اور اس کی حرکات وآواز سے لطف اندوز ہونے) کے لئے پرندے کو پنجرے میں رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ فخر وتفاخر پیشِ نظر نہ ہو، اور کسی جوئے وغیرہ میں بھی اس کو استعمال نہ کیا جائے، اور اس پرندے کے تمام حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے اور اس کی راحت وآرام کا ہر طرح خیال رکھا جائے، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ پرندے کے اعتبار سے پنجرہ اتنا کشادہ ہو کہ اس میں اسے تعذیب وتکلیف نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ پرندے اپنے دکھ درد اور تکلیف وضرورت کا انسان کے سامنے پوری طرح اظہار نہیں کر سکتے، اس لئے خود سے ان کے حقوق اور راحت کا پورا پورا اہتمام ضروری ہے۔

جس میں یہ بھی داخل ہے کہ پرندے کے مزاج کے مطابق اس کی بود و باش اور خوراک وآسائش کا لحاظ کیا جائے، اور پرندے کی شان کے مطابق اس کی مرغوب غذا کے کھانے کا بھی اہتمام کیا جائے، مثلاً جو پرندے پھل رغبت سے کھاتے ہیں، ان کے لئے حسبِ حیثیت پھل مہیا کئے جائیں، اور جو پرندے دانہ تنکا یا گھاس پھوس رغبت سے کھاتے ہیں، ان کے لئے اس کا انتظام کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مسئلہ...... جن پرندوں کو شرعی حدود میں رہ کر پالنا جائز ہے، ان کو پالنے کے لئے فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ...... تفریحِ طبع کے طور پر آج کل مختلف الوان وانواع کی خوبصورت مچھلیوں کو مخصوص ڈبے میں پانی بھر کر گھروں میں رکھا جاتا ہے، شرعی اعتبار سے ان کو تفریحِ طبع کے طور پر رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ فخر وتفاخر پیشِ نظر نہ ہو، اور مچھلیوں کی خوراک وآسائش کا لحاظ رکھا جائے۔

* * *

کبوتر بازی کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰی رَجُلاً يَتبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتَّبِعُ شَيْطَانَةً

(ابو داؤد، حدیث نمبر ، کتاب الادب ، باب فی اللعب بالحمام)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جو کبوتر کے پیچھے دوڑ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے (دوڑتے ہوئے) دیکھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

❀ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جو کبوتر کے پیچھے دوڑ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

❀ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی ﷺ نے ایک انسان کو دیکھا، جو پرندے کے پیچھے دوڑ رہا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

تشریح ان متعدد صحابہ کرام کی نقل کردہ احادیث سے معلوم ہوا کہ کبوتر بازی شریعت کی نظر میں اتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ ایسا کرنے والے اور کبوتر دونوں کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ اس میں جانور کا کوئی قصور نہیں، لیکن کیونکہ اس کے ذریعہ سے شیطان اللہ تعالیٰ سے غافل اور کئی گناہوں میں مبتلا کرتا ہے، اس لئے اس کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔

مسئلہ...... کبوتر بازی میں کئی گناہ جمع ہیں، ایک تو یہ کہ اس میں مبتلا ہو کر انسان اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سے غافل ہو جاتا ہے، اور ہر وقت کبوتروں کے دھندے اور مشغلے میں الجھا رہتا ہے۔

دوسرے یہ کہ چھتوں پر چڑھ کر پڑوسیوں اور محلے داروں کی تکلیف و ایذاء اور بے پردگی کا باعث بنتا ہے، تیسرے یہ کہ دوسروں کے کبوتر ناحق پکڑ کر غصب کر لیتا ہے، چوتھے یہ کہ ان کی کثرت کی وجہ سے

دوسروں پر فخر کا اظہار کرتا ہے، پانچویں یہ کہ کبوتروں کو تکلیف وایذاء پہنچاتا ہے، مثلاً مقابلہ بازی میں زبردستی دیر تک اڑتے رہنے پر مجبور کرتا ہے، چھٹے یہ کہ ان کے ذریعے سے جوا کھیلتا ہے، یہ تمام یا اس جیسا کوئی گناہ اگر کبوتر بازی یا اس کے علاوہ کسی اور پرندے اور جانور میں لازم آئے، تو وہ بھی گناہ ہوگا۔

مسئلہ...... بہت سے کبوتر باز کبوتروں کا اس طرح مقابلہ کراتے ہیں کہ انہیں دیر تک اڑنے پر مجبور کرتے ہیں، اور اپنے گھر میں بیٹھنے اور اترنے نہیں دیتے، پھر بعض اوقات صبح سے شام تک کبوتر کو بھوکا پیاسا اڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور اس کے تھکنے بلکہ تھک کر چُور ہونے کا بھی احساس نہیں کیا جاتا، جس سے بعض اوقات کبوتر بے ہوش ہوکر اور چکر کھا کر کسی بھی جگہ گر پڑتا ہے، یا گھر سے بے گھر ہوکر کسی بھی جگہ بے بسی کے عالم میں اترنے پر مجبور ہوتا ہے، اور اس طرح کسی بلی، کتے وغیرہ کا شکار ہوکر جان تک سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، یہ سخت گناہ ہے، اور جانور کو شدید ذہنی وجسمانی اذیت وتکلیف میں مبتلا کرنا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کسی انسان کو صبح سے شام تک دوڑنے اور بھاگنے پر مجبور کیا جاتا رہے، اور اس دوران اس کو کھانے پینے کی بھی اجازت نہ دی جائے تو کس قدر تکلیف وایذا پہنچے گی، اسی طرح بے زبان جانور کا بھی خیال کرنا چاہیے۔

افسوس ہے کہ صرف نام آوری یا چند ٹکوں کی خاطر بے زبان اور معصوم چھوٹے سے جانور پر اس قدر ظلم کیوں کیا جاتا ہے، اور بے زبان جانور کی بددعا اور قیامت کے دن اس کے بدلہ سے کیوں نہیں ڈرا جاتا۔

* * *

کبوتر باز سے بزرگ کا حسن سلوک:

☆ ایک خدا پرست بزرگ کے ہمسائے میں ایک کبوتر باز رہتا تھا۔ کبوتر باز ہمیشہ اپنے کبوتروں میں مصروف رہتا اور نیک بزرگ اکثر عبادت میں مصروف رہتے۔ کبوتر باز نے اپنے کبوتروں کے بیٹھنے کے لیے ایک لمبے بانس پر چھتری لگا رکھی تھی۔ کبوتر اڑانے کے لیے وہ کنکر اور مٹی کے ڈھیلے انہیں مارتا۔ وہ اس ہمسائے کے گھر گرتے اور اسے تلاوت وعبادت کے وقت تکلیف دیتے۔ وہ کبوتر باز کی اس حرکت سے تنگ تھے مگر اسے کچھ نہ کہتے۔ کافی عرصہ اس کبوتر باز کا یہی کام رہا۔ آخر کار اللہ کے بزرگ نے کبوتر باز کو کبوتر اڑانے کے لیے ایک لمبا سا بانس خرید کر دیا اور کہا ''لے بھائی آسانی سے کبوتر اڑانے کا کام دے گا''۔ کبوتر باز نیک

ہمسائے کے اس حسن سلوک سے بہت متاثر ہوا، اس نے شرمندہ ہوکر معافی مانگی اور ہمیشہ کے لیے کبوتر بازی سے تائب ہوکر بزرگ کی خدمت میں آ گیا۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ جلال میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کے قبول اسلام کی وجہ سے عزیز واقارب مخالف ہوگئے جس کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کو حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا گیا۔ ۱۳۲۷ھ میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے سوتیلے باپ بھی بن گئے تھے...... یعنی بعد وصالِ والد عبیداللہ سندھی نے ان کی والدہ ماجدہ سے نکاح فرمایا۔

سلسلۂ قادریہ میں بیعت

حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کو دیکھا تو اس بچہ کا مستقبل مکشوف ہوا تو خود ہی ان کو سلسلہ قادریہ میں داخل فرما کر تقویٰ و پرہیزگاری کی تلقین کے ساتھ کچھ اذکار بھی تعلیم کر دیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت کا تعلق حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی رہا...... اور دونوں کی صحبت میں آتے جاتے رہے۔ بسیار مجاہدہ کے بعد دونوں بزرگوں نے حضرت اقدس کو خلافت سے نوازا۔ حضرت کی قیام گاہ شیرانوالہ گیٹ میں تھی اور اب بھی الحمدللہ وہیں ہے۔

✻ حضرت اقدس جہاں بھی وعظ کے لیے جاتے تو پہلے ذکر بالجہر فرماتے، اس کے بعد وعظ فرماتے...... اور خود اپنی جگہ (ذاتی معمولات میں) ذکر ۹ لاکھ تھا۔

✻ حضرت اقدس صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، اگرچہ دوسرے بزرگ بھی تھے اور ہیں...... مگر حضرت اقدس کو زیادہ کشف ہوتا اور کرامات زیادہ صادر ہوتی تھیں...... اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کا اظہار فرما دیتے...... جبکہ دوسرے بزرگ اظہار نہ فرماتے...... بہرحال "ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است"...... ہر ایک کا اپنا طریقہ کار و مقام ہے۔

✻ حضرت کی ڈاڑھی مبارک بہت لمبی تھی۔ کسی نے کہا تو فرمایا کہ میرے شیخ نے ایک دفعہ اس پر ہاتھ پھیرا، میں نہیں چاہتا کہ اب اس کو کاٹ ڈالوں۔

واقعہ

ایک دفعہ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ بعض اولیاء بقیدِ جسم آناً فاناً ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا بے شک لیکن میں نے تجربہ نہیں کیا البتہ توجہ سے جہاں چاہوں اللہ کی مہربانی سے دیکھ لیتا ہوں۔

- اسی طرح درسِ قرآن یا مجلسِ ذکر کے دوران روضۂ اطہر سے روحانی رابطہ مسلسل رہتا اور بعض اہل کشف کو ادراک بھی ہو جایا کرتا تھا۔ خلاصۂ کلام کہ حضرت تمام زندگی اتباعِ سنت پر عمل پیرا رہے اور خلق خدا کی تربیت کرتے رہے۔ بالآخر یکم رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو حضرت کی طبیعت ناساز ہوگئی اور ۲۷ رمضان المبارک، رات ساڑھے نو بجے خالق حقیقی سے جا ملے۔

- بعد وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اطہر سے خوشبو اٹھنے لگی تو لوگ دیوانہ وار وہ مٹی لے جاتے رہے۔ فرزند ارجمند عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے قبر مبارک پر آ کر عرض کیا ابا جان اگر یہ خوشبو بند نہ کی تو میں مٹی ڈالنا چھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد وہ خوشبو بند ہوگئی۔ (اثباتِ سماعِ موتی)

- بعد وصال خواب میں دیکھا گیا کہ کیا معاملہ ہوا...... فرمایا کہ میانی شریف کے ۷۰ ہزار مُردوں سے اللہ نے میرے اکرام کے طور پر عذاب اٹھا دیا۔ یہ مقام اتباع سنت اور بہائم کی وجہ سے ملا۔

چڑیا کی بے آرامی محسوس کر کے سفر ملتوی کر دیا

خواجہ نذیر احمد مرحوم نے بیان فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کسی جلسے میں شمولیت کے لئے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ گاڑی پر سوار ہونے سے پہلے خیال آیا کہ میرے حجرے میں چڑیوں کے گھونسلے ہیں اور میں دروازے کھڑکیاں اور روشندان بند کر کے آیا ہوں۔ لہٰذا آپ نے فوراً جلسے کے منتظم کو تار دیا کہ میں اس گاڑی کے بجائے اگلی گاڑی پر ان شاء اللہ آؤں گا۔ اسٹیشن سے واپس آ کر آپ نے روشندان کھولے اور پھر دوسری گاڑی میں سوار ہو کر مطلوبہ جلسہ میں شرکت فرمائی۔

حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ و کوئل کی شکایت

حضرتِ اقدس مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اکابر علمائے دیوبند میں سے ہیں (جنہوں نے اٹھارہ سال مدینہ منورہ میں درس حدیث شریف دیا۔ اسی وجہ سے مدنی کہلائے)...... اپنا واقعہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

میں مدینہ منورہ میں تھا۔ ایک رات کو خواب میں گھر میں پالی ہوئی کوئل کو دیکھا۔ وہ شکایت کر رہی ہے کہ مجھے دانہ چوگ وقت پر نہیں ملتا اور میرا پنجرہ بھی صاف نہیں رکھا جاتا۔ آپ نے فوراً صاحبزادی صاحبہ کو خط لکھا کہ کوئل کی مذکورہ شکایت دور کی جائے۔ صاحبزادی صاحبہ خط دیکھ کر غصہ ہوئیں کہ اب پرندوں نے بھی شکایت شروع کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے بحکمِ حضرت دانہ وغیرہ وقت پر دینا شروع کیا اور پنجرہ صاف کیا تو ہفتہ بعد پھر حضرت کا خط مبارک آیا کہ الحمد للہ اب کوئل خوش ہے۔

فائدہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے..... خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

❶ ....اِنذار ❷ ....تبشیر ❸ ....تخویف من النفس یا تحویف من الشیطان

مجدد اعظم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ضلع مظفر نگر کے قصبے تھانہ بھون میں ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو ہوئی۔

ولادت مبارکہ عجیبہ

آپ کے بھائی زندہ نہ رہتے تھے۔ اس دوران والد صاحب کو خارش کی بیماری لاحق ہوئی۔ دوا سے افاقہ نہ ہوا بلکہ وہ قطع نسل ثابت ہوئی۔ آپ کی نانی صاحبہ نے حافظ غلام مرتضیٰ صاحب سے عرض کیا کہ نرینہ اولاد نہیں رہتی..... تو انہوں نے فرمایا کہ اب کی بار جو بچے آئیں ان کے نام ددھیال کے بجائے ننھیال کے طرز پر رکھے جائیں۔ ...... مطلب یہ کہ نام کے آخر میں علی آنا چاہیے اور بشارت دی کہ دو بچے ہوں گے...... اشرف علی و اکبر علی۔ فرمایا:...... ایک میرا ہوگا وہ مولوی ہوگا...... دوسرا دنیادار ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

✻ لطافتِ طبع حد درجہ تھی۔ کسی کو برہنہ دیکھتے تو قے ہو جاتی۔ خوشبو نہ سونگھ سکتے تھے۔ اسی طرح بزرگوں تک کا جھوٹا بھی نہ پی سکتے تھے۔ علوم ظاہری کے حصول کے بعد علوم باطنی کے لئے رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنی چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ حاجی صاحب امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے

بیعت ہو جائیں۔ جب یہ حاجی صاحب کے پاس پہنچے، اس نیت سے کہ شکایت کروں کہ آپ کے مرید نے بیعت سے انکار کیا تو حاجی صاحب نے خود ارشاد فرمایا: بھائی آؤ ہم ہی تم کو بیعت کر لیں اور اس کے بعد منازلِ سلوک طے کیں۔ حضرت سے اللہ نے عجیب و غریب کام لیا اور اتنا کام لیا کہ عقل حیران ہے۔

* اور ان کو حکیم الامت کا اعزازی لقب بارگاہِ رسالت ﷺ سے ملا (یاد رہے میں (محمد بلال) نے یہ بات غالباً صیانۃ المسلمین کے جلسہ میں کسی بزرگ کے وعظ میں سنی۔ ممکن ہے یہ میرا خیال ہو۔ اگر یہ بات غلط ہو تو بندہ معذرت خواہ و معافی کا خواستگار ہے) حضرت نے اس دور میں جبکہ لائٹ بجلی، جدید کتابی لکھائی کی صورت نہ تھی بلکہ ہاتھ سے قلم و سیاہی کے ساتھ لکھنے کا رواج تھا، ۱۰۰۰ سے ۲۰۰۰ تک کے درمیان کتب تصنیف فرمائیں۔ مواعظ اشرفیہ و خطبات، الافاضات الیومیہ، بہشتی زیور، اصلاحی نصاب، تفسیر بیان القرآن، نشر الطیب مشہور کتب ہیں۔

حضرت چودھویں صدی کے مجدد و امام بھی ہیں

* حضرت اقدس صوفی سرور صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ و خلیفۂ مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وہ شخصیت ہے جن کی ہر ہر بات کتابی شکل میں سامنے آئی۔ فرمایا کہ ایک بار دانت بنوانے کے لئے تشریف لائے تو مفتی صاحب کے پاس نیلا گنبد تشریف لائے۔ کچھ ملفوظات عرض کیے۔ اس وقت کاتب موجود نہ تھا۔ مفتی صاحب کو سخت قلق تھا کہ حضرت کی باتیں محفوظ نہ رہ سکیں۔ لیکن اللہ کی قدرت چند دن بعد یا اگلے دن وہ تمام باتیں اخبار یا کسی بھی صورت میں لکھی ہوئی ملیں۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کامل مکمل اکمل شخصیت تھی۔ آپ کا تقویٰ، علم، عدل و انصاف غرض ہر چیز قابل التفات و حیران کن تھی۔

عدل و انصاف کا واقعہ

عدل و انصاف ایسا تھا کہ حضرت کی دو بیویاں تھیں۔ ایک مرید دو خربوزے لے کر آیا تو حضرت نے پوچھا بھائی دو کیسے لایا؟ اس نے کہا ”آپ کی دو بیویاں نہیں“...... فرمایا: ”ماشاء اللہ“...... پھر مجددِ وقت نے پوچھا: ”تول کر لائے ہو“ کہنے لگا: ”تول کر لایا ہوں“۔ پھر پوچھا: ”ان میں میٹھا اور پھیکا کون سا ہے“ ؟

کہنے لگا: ”حضرت میں اس کے اندر نہیں گھسا“ فرمایا: ”لاؤ میں اس کے اندر گھسا ہوں“...... چھری منگوا کر ایک کے دو ٹکڑے، دوسرے کے دو ٹکڑے کر کے ایک اِدھر سے، ایک اُدھر سے ترازو کے ایک طرف رکھا اور دوسرے دو دوسری طرف رکھے، پھر فرمایا: ”لے جاؤ اندر گھر میں دے آؤ“ یہ تھی شانِ مجدد۔

- اور شانِ عبدیت ایسی تھی۔ فرماتے مجھے کبھی یاد نہیں کہ نوکر کو زمین پر پیسے پھینک کر دیے ہوں۔
- اور مجھے کبھی یاد نہیں کہ چارپائی کے پائنتی طرف کھانا رکھ کر کھایا ہو۔
- فرماتے: میں جب کسی کی اصلاح کے لیے اس کو ڈانٹتا ہوں تو اپنے کو چمار یا جلاد اور اس کو شہزادہ سمجھتا ہوں۔ فرمایا میں ہر مسلمان کو اپنے آپ سے فی الحال اچھا اور ہر کافر کو فی المآل اچھا سمجھتا ہوں۔
- فرمایا کہ مجھے کبھی یاد نہیں کہ جوتا دائیں ہاتھ میں لیا ہو۔...... فرمایا مجھ کو کبھی یاد نہیں کہ چھڑی کا نچلا حصہ قبلہ رو رکھا ہو۔

اور فرمایا مجھے کبھی یاد نہیں کہ میرے سامنے سے چوپائے آئے ہوں اور میں نے اچھا راستہ ان کے لیے نہ چھوڑا ہو۔

کتب بینی قطب بینی

کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ نے کتب بینی بہت کی ہوگی۔ فرمایا بھائی میں نے کتب بینی کم اور قطب بینی زیادہ کی ہے اور میں نے تین اقطاب کا مطالعہ کیا۔ ایک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ...... اور تیسرے شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

(معلوم ہوا کہ علم باطن اصل ہے اور اس کے بغیر زندگی نامکمل و بے مزہ و بے لطف ہے۔ حضرت کا مقصود بھی علم تصوف وصحبت اہل اللہ کی اہمیت کو اجاگر کرنا تھا)۔

بالآخر یہ آفتاب و ماہتاب عمر کی ۸۲ بہاریں دکھانے کے بعد ۱۵ رجب ۱۳۶۲ھ کو شب کے وقت خلقِ خدا کو یتیم چھوڑ کر غروب ہوگیا۔

مرغیوں کی عدم دیکھ بھال پر واردات کا بند ہونا

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جن ایام میں، میں بیان القرآن تفسیر لکھ رہا تھا تو گھر والوں نے کہیں جانا تھا اور جانے سے قبل مجھ کو مرغیوں

کو دانہ پانی دینے کا کہہ گئے۔ اتفاقاً وقت مقررہ پر میں دانہ پانی دینا بھول گیا۔ اور اچانک مضامین کی آمد بند ہوگئی۔ مجھے حیرانی و وحشت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اللہ سے گزارش و دعا کی کہ حقیقتِ حال کھول دے تو معاً القاء ہوا کہ مرغیاں بھوکی پیاسی ہیں۔ میں فوراً اُٹھا اور ان کو دانہ پانی دیا۔ واپس آیا تو مضامین کی آمد حسبِ معمول پھر شروع ہوگئی۔

فائدہ اگر غیر ارادی طور پر تکلیف دینے پر یہ حالت ہو تو جو لوگ ارادتاً تکلیف دیتے ہوں ان پر اس کا کتنا وبال آئے گا۔

مکھی اور مچھر کو قتل کرنے کا حکم:

احادیث میں جن جانوروں کو قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے ان میں شہد کی مکھی کی تخصیص کی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں کے علاوہ دوسری مکھیوں کو قتل کرنا جائز ہے، کیونکہ وہ خبیث جانوروں میں شامل اور انسانوں کی ایذاء کا باعث ہیں۔ اور مچھر کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو بھی قتل کرنا جائز ہے۔

شہد کی مکھیوں سے لوگوں کا فائدہ وابستہ ہے اور وہ قابل احترام ہیں کیونکہ ان کے ذریعے سے شہد اور موم تیار ہوتا ہے، اس لیے انہیں قتل کرنے کی ممانعت کا احادیث میں ذکر کیا گیا ہے، جبکہ دوسری مکھیوں سے اس قسم کا فائدہ وابستہ نہیں بلکہ عام طور پر ان سے تکلیف پہنچتی ہے اور ان کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔

اور شہد کی مکھیوں کے قابلِ احترام ہونے کی وجہ بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ شہد کی مکھیوں کے علاوہ تمام مکھیاں جہنم میں ہوں گی اور اس کی وجہ اہلِ علم نے یہ بیان کی ہے کہ یہ جہنمیوں کے لیے عذاب کا باعث ہوں گی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :عُمَرُ الذُّبَابِ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً ،وَالذُّبَابُ كُلُّهٗ فِي النَّارِ اِلَّا النَّحْلَ ......(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر[illegible])

ترجمہ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکھیوں کی عمر (اوسطاً) چالیس راتیں ہوتی ہے اور تمام مکھیاں جہنم میں ہوں گی سوائے شہد کی مکھی کے۔

❀ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلذُّبَابُ كُلُّهٗ فِي النَّارِ اِلَّا النَّحْلَةَ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر[illegible]، واللفظ لہٗ، اخبارِ اصبهان، حدیث نمبر[illegible])

ترجمہ:......تمام مکھیاں جہنم میں ہوں گی سوائے شہد کی مکھیوں کے۔

❀ اور معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ:

اَلذُّبَابُ فِی النَّارِ اِلَّا النَّحْلَ ، فَکَانُوْا یَکْرَھُوْنَ قَتْلَھَا ،وَاِحْرَاقَ الطَّعَامِ

(المعجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر [illegible])

ترجمہ:......تمام مکھیاں جہنم میں ہوں گی، سوائے شہد کی مکھیوں کے، اور صحابہ کرام شہد کی مکھیوں کے قتل کرنے کو ناپسند فرماتے تھے، اور کھانا جلانے کو بھی۔

اگر غور کیا جائے، تو شہد کی مکھی کے علاوہ عام مکھیاں میل کچیل، گندگی اور غلاظت سے پیدا ہوتی ہیں اور غلاظت ہی ان کی مرغوب غذا ہے اور جہنم گندی اور غلیظ جگہ ہے، اس لیے ان کے وہاں پیدا ہونے کی حکمت سمجھ میں آتی ہے۔ اور کوئی اعتراض کا باعث نہیں۔

برخلاف شہد کی مکھی کے کہ اس کی پیدائش نہ تو غلاظت میں ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی غذا گندی اور غلیظ ہوتی ہے، بلکہ اس کی غذا نہایت پاکیزہ اور لطیف ہوتی ہے، اور یہ گندگی اور غلاظت سے اجتناب کرتی ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی شہد کی مکھی گندگی پر بیٹھ جائے تو شہد کے چھتے کے دربان اسے باہر روک دیتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کی مَلِکہ اسے قتل کر دیتی ہے۔

(کذافی معارف القرآن، جلد نمبر ۵، ص ۳۶۲)

پھر شہد کی مکھی تو انسانوں کی بُو دو باش کے مقامات سے الگ رہتی ہے اور دوسری مکھیاں انسانوں کے قریب رہتی ہیں، اور کھانے پینے کی چیزوں میں گر کر مر جاتی ہیں، تو اگر ان کے مرنے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیز کو ناپاک قرار دیا جائے تو بہت بڑا حرج لازم آتا ہے۔ اور اگر پاک قرار دیا جائے تو ان کے کھانے پینے کی چیز میں مرجانے کی صورت میں زہریلے اثرات سے کھانے پینے کی چیز کی حفاظت کیوں کر کی جائے؟

تو شریعت نے اس سلسلے میں انتہائی پاکیزہ تعلیم دی ہے کہ مکھی کے گرنے اور مرنے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی کیوں کہ اس میں بہتا خون نہیں ہوتا (جس پر جانور کے ناپاک ہونے کی بنیاد ہے) جہاں تک اس کے زہریلے اثرات سے حفاظت کا معاملہ ہے تو مکھی کے ایک پَر میں زہر اور دوسرے میں اس کا علاج اور شفاء ہے اور وہ کھانے پینے کی چیز میں گرتے وقت زہریلے پَر کو تو کھانے پینے میں ڈال دیتی ہے اور علاج وشفاء والے پَر کو بچا کر رکھتی ہے، لہٰذا شریعت نے کھانے پینے کی چیزوں سے اس کے زہریلے اثرات دور

کرنے کا انتظام اس طرح کیا کہ اس کا دوسرا پَر بھی ڈبو دیا جائے اور پھر مکھی کو نکال کر کھانے پینے کی چیز کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے، اس طرح ایک طرف تو کھانے پینے کی چیزوں کی حفاظت بھی ہوگی اور دوسری طرف ضرر اور نقصان سے بھی حفاظت کا انتظام ہوگیا۔

❀ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِیْ الْاٰخِرِ شِفَاءً وَاِنَّهٗ يَتَّقِیْ بِجَنَاحِهِ الَّذِیْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهٗ

(ابو داؤد، حدیث نمبر [illegible] کتاب الاطعمة، باب فی الذباب یقع فی الطعام)

ترجمہ:……رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے (کھانے پینے کے) برتن میں مکھی گر جائے تو اس مکھی کو پورا ڈبو دو (پھر اس مکھی کو کھانے پینے کی چیز سے نکال کر پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے اور یہ اپنا وہی پَر ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے، پس اسے پورا ڈبو دینا چاہیے۔

جو حکم عام مکھیوں کا ہے وہی حکم مچھر وغیرہ کا بھی ہے کہ وہ بھی انسان کے لیے موذی ہیں، ان کو مارنا جائز ہے، اسی طرح لال بیگ نام کے کیڑے کو مارنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بھی گندگی اور غلاظت سے پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عطاء فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يُّقْتَلَ الذُّبَابُ وَالْبَعُوْضُ

(مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر [illegible] کتاب المناسك، باب فی المحرم یقتل البعوض)

ترجمہ:……مکھی اور مچھر کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

یعنی شہد کی مکھیوں کے علاوہ دوسری مکھیوں اور اسی طرح مچھروں کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ ایذاء و تکلیف کا باعث ہونے کی وجہ سے موذی جانوروں میں شامل ہیں، اور موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیاں قابلِ قدر و منزلت مکھیاں ہیں، اس لیے ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔

❀ ❀ ❀

ایک بزرگ کی مغفرت بوجہ مکھی

مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس سرہٗ سے یہ واقعہ سنا ہے۔

ایک بزرگ جو بہت بڑے محدث بھی تھے جنہوں نے ساری عمر حدیث کی خدمت میں گزار دی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا۔ تو کسی شخص نے خواب میں ان کی زیارت کی، اور ان سے پوچھا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ نے کیسا معاملہ فرمایا؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ بڑا عجیب معاملہ ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے تو ساری عمر علم کی خدمت میں اور حدیث کی خدمت میں گزار دی، اور درس و تدریس اور تصنیف اور وعظ و خطابت میں گزار دی۔ تو ہمارا خیال یہ تھا کہ ان اعمال پر اجر ملے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی معاملہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمیں تمہارا ایک عمل بہت بہت پسند آیا، وہ یہ کہ ایک دن تم حدیث شریف لکھ رہے تھے۔ جب تم نے اپنا قلم دوات میں ڈبو کر نکالا۔ تو اس وقت ایک پیاسی مکھی آ کر اس کی نوک پر بیٹھی اور سیاہی چوسنے لگی۔ تمہیں اس مکھی پر ترس آ گیا۔ تم نے سوچا کہ یہ مکھی اللہ کی مخلوق ہے اور پیاسی ہے۔ یہ سیاہی پی لے تو پھر میں قلم سے کام کروں۔...... چنانچہ اتنی دیر کے لئے تم نے اپنا قلم روک لیا۔ اور اس وقت تک قلم سے کچھ نہیں لکھا۔ جب تک وہ مکھی اس قلم پر بیٹھ کر سیاہی چوستی رہی۔ یہ عمل تم نے خالص میری رضا کی خاطر کیا تھا۔ اس لئے اس عمل کی بدولت ہم نے تمہاری مغفرت فرما دی اور جنت الفردوس عطا کر دی۔

فائدہ دیکھئے! ہم تو یہ سوچ کر بیٹھے ہیں کہ وعظ کرنا، فتویٰ دینا، تہجد پڑھنا، تصنیف کرنا وغیرہ یہ بڑے بڑے اعمال ہیں۔ لیکن وہاں ایک پیاسی مکھی کو سیاہی پلانے کا عمل قبول کیا جا رہا ہے اور دوسرے بڑے اعمال کا کوئی تذکرہ نہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو جتنی دیر قلم روک کر رکھا، اگر اس وقت قلم نہ روکتے تو حدیث شریف ہی کا کوئی لفظ لکھتے، لیکن اللہ کی مخلوق پر شفقت کی بدولت اللہ نے مغفرت فرما دی۔

اگر وہ عمل کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے تو یہ فضیلت حاصل نہ ہوتی۔ لہٰذا کچھ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کونسا عمل مقبول ہو جائے۔ وہاں قیمت حجم، سائز اور گنتی کی نہیں ہے، بلکہ وہاں عمل کے وزن کی قیمت ہے۔ اور یہ وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر آپ نے بہت سے اعمال کئے۔ لیکن ان میں اخلاص نہیں تھا تو گنتی کے اعتبار سے تو وہ اعمال زیادہ تھے، لیکن فائدہ کچھ نہیں۔

دوسری طرف اگر عمل چھوٹا سا ہو۔ لیکن اس میں اخلاص ہو تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا بن جاتا ہے۔ لہٰذا جس وقت دل میں کسی نیکی کا ارادہ پیدا ہو رہا ہے۔ تو اس وقت دل میں اخلاص بھی موجود ہے۔ اگر اس وقت وہ عمل کر لو گے تو امید ہے کہ وہ ان شاء اللہ مقبول ہو جائے گا۔

جانوروں کا سب سے بڑا حق ترکِ گناہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِى عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۴۱ط)

ترجمہ:......پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے، چکھانا چاہیئے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں۔

تشریح برو بحر کے فساد سے مراد قحط، وبائی امراض، آگ لگنا، پانی میں ڈوبنا، ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش اشیاء کا نفع کم ہونا اور نقصان زیادہ ہونا۔

بعض فرماتے ہیں

بر میں فساد سے مراد آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا ہے......اور بحر میں فساد سے مراد ظالم بادشاہ جلندی کا موسیٰ علیہ السلام کے دور میں کشتیوں کو چھین لینا ہے۔

ضحاک فرماتے ہیں

زمین پہلے سرسبز و شاداب تھی۔ جس درخت کے پاس آدمی جاتا تھا اس کو بار آور پاتا تھا۔ اور سمندر کا پانی پہلے میٹھا تھا......اور شیر، گائے اور بکری کو قتل کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ لیکن جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو زمین خشک ہو گئی...... درخت پُرخار ہو گئے ......اور سمندر کا پانی شور ہو گیا......اور جانور ایک دوسرے کو پھاڑنے لگے۔

❀❀❀❀

دنیا کی بڑی بڑی آفتیں اور مصائب انسانوں کے گناہوں کے سبب سے آتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو مصائب اور آفات انسان پر آتی ہیں ان کا حقیقی سبب انسان کے گناہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں اگر چہ بعض گناہوں پر گرفت نہیں ہوتی یا بعض معاف کر دیے جاتے ہیں اور بعض پر گرفت ہو جاتی ہے۔ اگر ہر گناہ پر مصیبت اور گرفت آتی تو ایک انسان بھی زمین پر زندہ نہ رہتا۔

اس لیے بعض علماء نے فرمایا کہ جو انسان کوئی گناہ کرتا ہے وہ ساری دنیا کے انسانوں، چوپایوں اور چرند و پرند پر ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے گناہوں کے وبال سے جو بارش کا قحط اور دوسرے مصائب دنیا میں آتے ہیں اس سے سب ہی جاندار متاثر ہوتے ہیں۔

- اس لیے قیامت کے روز یہ سب بھی گناہگار انسان کے خلاف دعویٰ کریں گے۔
- حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

معلوم ہوا کہ بہائم کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ انسان گناہ بالکل ترک کر دے، وگرنہ قیامت میں سخت رسوائی ہوگی...... اور اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی کہ ایک طرف انسان کھڑا ہوگا اور دوسری طرف حیوان کھڑا ہوگا اور یہ حیوان انسان سے اپنا حق مانگے گا یا اس کے خلاف شہادت دے گا کہ اس کی وجہ سے ہم پر نِعَم الٰہیہ بند ہوئیں۔

اللہ ہمیں اس دن کی رسوائی سے بچائے۔ وہ ایسا دن ہوگا کہ چار مقرب جج فیصلہ کریں گے:

(اللہ جل جلالہٗ، آدم علیہ السلام، عزرائیل علیہ السلام، جبرائیل علیہ السلام)

اور کوئی بھاگ نہ سکے گا، مفرور نہ ہو سکے گا۔ اس دن سے بچاؤ کا بہترین طریقہ گناہوں سے توبہ اور تقویٰ کا حصول ہے یعنی (تزکیہ نفس) اور یہ تزکیہ بغیر کسی رہبر کامل کے ممکن نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ؏ ط (   )

قد افلح من تزکی...... تزکیہ فعل متعدی ہے جس کے لیے مزکی کی ضرورت ہے...... اور یہ مشائخ کرام اہل اللہ ہی ہیں جن کا باطن مصفّٰی و مجلّٰی ہے اور دوسروں کو بھی مصفّٰی و مجلّٰی بنا دیتے ہیں۔

متفرق مختصر دلچسپ معلومات

❶ خلقت کے اعتبار سے سب سے پہلا جانور:

اللہ پاک نے جب اس کائنات کو بنانا چاہا تو جانوروں میں سے سب سے پہلے مچھلی کو پیدا فرمایا جس کا نام لوتیا و لیہوت ہے۔

❷ حیض والے جانور:

جانوروں میں تین جانور ایسے ہیں جن کو حیض آتا ہے۔

◇۱ خرگوش ◇۲ بچھو ◇۳ چمگادڑ

❸ جن جانوروں کا قتل منع ہے:

◇۱ ہدہد ◇۲ چیونٹی ◇۳ شہد کی مکھی ◇۴ صرپرندہ

◇۵ مینڈک (اس وجہ سے کہ آگ ابراہیمی کو بجھانے کے لئے منہ میں پانی لایا تھا)

❹ جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو:

اس وقت دو جانور موجود تھے۔......ایک خشکی پر......ایک تری پر......خشکی پر ٹڈی......اور تری میں مچھلی تھی۔

❺ دنیا میں سب سے پہلا بیمار جانور:

جانوروں میں کائنات کی آبادی کے بعد سب سے پہلے جو جانور اس روئے زمین پر بیمار ہوا وہ شیر تھا جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں تھا۔

❻ وہ جانور جو نہ انڈے دیتا اور نہ اس کو حیض آتا ہے:

جانوروں میں ایک ایسا بھی ہے جو نہ انڈے دیتا ہے اور نہ اس کو حیض آتا ہے۔ وہ مطواط نامی جانور ہے۔ اسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کر کے اڑا دیا تھا۔

❼ دور سے انڈے پر توجہ:

قاز ایک پرندہ ہے جو گھونسلے میں انڈے دینے کے بعد اوپر بیٹھنے کے بجائے دور نکل جاتا ہے۔ میل دو میل یا اس سے زیادہ دور سے انڈے پر توجہ دیتا ہے۔ اور اللہ کی قدرت، اس اثر سے انڈے کی روئیدگی ہوتی ہے اور بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی دور سے انڈے کی روئیدگی (فرٹیلائزیشن) ہو جاتی ہے اور بچہ

پیدا ہوجاتا ہے۔ (اگر پرندہ دور سے توجہ کرسکتا ہے اور اس میں اثر بھی ہوتا ہے تو کیا اللہ والے نہیں کرسکتے؟)

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام نے پرندہ پالا

جب آدم عَلَیہِ السَّلام زمین پر تشریف لائے تو اس وقت حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام نے سب سے پہلے جس پرندہ یا حیوان کو پالا وہ مرغ تھا۔ چونکہ مرغ آسمان سے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتا ہے، تسبیح پڑھتا ہے۔ مرغ کے تسبیح پڑھنے سے حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام بھی تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔

- گدھا...... جب شیطان کو دیکھتا ہے تو بولنے لگتا ہے۔
- مرغ...... جب فرشتے کو دیکھتا ہے تو بولنے لگتا ہے۔
- جب دو گھوڑوں کی مڈبھیڑ ہوتی ہے تو یہ تسبیح پڑھتے ہیں۔ (سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح)
- مچھر کے بائیس (۲۲) دانت ہوتے ہیں۔
- فاطوس ایسی مچھلی ہے جو چلتے جہازوں کو روک دیتی ہے۔
- وہیل مچھلی کی اوسط عمر پانچ سو سال ہوتی ہے۔
- چمگادڑ ہنستا بھی ہے۔...... چمگادڑ کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔...... چمگادڑ جس طرف سے کھاتا ہے، اسی طرف سے خارج کرتا ہے۔...... الٹا سوتا ہے۔...... چمگادڑ کے دانت بھی ہوتے ہیں۔
- شہد کی مکھی کی آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں۔
- تتلی کی آنکھ میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) عدسے ہوتے ہیں۔
- کچھوا بیک وقت سو (۱۰۰) انڈے دیتا ہے۔
- چلی میں مرغیاں نیلے رنگ کے انڈے دیتی ہیں۔
- مگرمچھ کا ہاضمہ اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ وہ ۶ انچ فولاد کا ٹکڑا ہضم کرسکتا ہے۔
- سانپ کچھ کھائے بغیر دو سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔

- سانپ کے کان و پاؤں نہیں ہوتے۔
- بلی کی آنکھ میں زائد راڈ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ رات کو دیکھ سکتی ہے، لیکن رنگوں میں تمیز نہیں کرسکتی۔
- لال بیگ کا سر کاٹ دیا جائے تب بھی وہ نو دن زندہ رہ سکتا ہے...... اور جب مرتا ہے تو محض فاقے کی وجہ سے مرتا ہے۔
- تتلیاں اپنے پیروں سے پھولوں کے رس کا ذائقہ چوستی ہیں۔
- شترمرغ کی آنکھ اس کے دماغ سے بڑی ہوتی ہے۔
- گھونگھا تین سال تک مسلسل سوسکتا ہے۔
- مگرمچھ اپنی زبان باہر نہیں نکال سکتا۔
- مچھلی جو چیزیں کھاتی ہے انہی کی نمی پر گزارہ کرتی ہے۔ پانی بالکل نہیں پیتی، اگرچہ اس کی زندگی پانی ہی میں گزرتی ہے۔ اور پانی بھی اس کے منہ میں ضرور جاتا ہے لیکن گلپھڑ وں میں سے گزر کر باہر نکل جاتا ہے۔
- چیونٹی کی اوسط عمر ایک سال ہوتی ہے۔

صبر و حلم کی انتہا (موسیٰ عَلَیہِ السّلام کا بکری کو اپنے کندھے پر اٹھانا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دن ایک بکری موسیٰ علیہ السلام سے دور بھاگ گئی۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے رہے حتیٰ کہ پاؤں میں آبلے پڑ گئے اور جسم کانٹوں کے ساتھ زخمی ہوگیا۔ بکری آخر کار تھک کر کھڑی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بجائے غضب و غصہ نکالنے اور مار پٹائی کے اس سے گرد ہٹائی اور اس کے جسم سے کانٹے نکالے اور اس کے جسم کو دبانے (چاپی کرنے) لگے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور رونے لگے اور بکری سے مخاطب ہوکر فرمایا اے بکری! اگر تجھے موسیٰ پر رحم نہیں آیا تو اپنے اوپر رحم کرتی؟ پھر بکری چونکہ تھک گئی تھی اور واپس آتی نہیں تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا۔

فرشتوں میں اس واقعے کے دیکھنے سے ہل چل مچ گئی اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے رب یہ موسیٰ علیہ السلام تو بڑے حلیم اور بردبار ہیں بکری کو اپنے کندھے پر اٹھالیا ہے۔ یہ تو نبوت کے لائق ہیں ان کو

نبوت سے مشرف فرما دیجئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرشتو! میں نے ان کو نبوت کیلئے خاص کر دیا ہے اور عنقریب ان کو نبوت عطا کر دوں گا۔ کیونکہ یہ صفات والے ہیں اور انتہائی حلیم اور صابر ہیں۔

فائدہ

سبحان اللہ یہ ہے پیغمبر کی شان اور ان کی عاجزی، تواضع اور صبر و تحمل۔ جو ہستی ایک بکری کا اتنا لحاظ رکھے وہ اشرف المخلوقات (انسان) کا کتنا لحاظ رکھے گی؟ حق تعالیٰ ان صفات میں سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین بحرمت طٰہٰ ویٰسین)

دس پرندے جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے:

☆ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''انس الفرید وبغتۃ الفرید'' میں بیان کیا ہے کہ دس پرندے ایسے ہیں......جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔

(۱)......**بعوضة**......(مچھر) سورۃ البقرہ میں مذکور ہے۔

(۲)......**جراد:**......(ٹڈی) سورۃ اعراف میں ذکر ہے۔

(۳)......**سلوىٰ:**......(بٹیر) سورۃ بقرہ اور سورۃ طٰہٰ میں مذکور ہے

(۴)......**هدهد:**......(ہدہد) سورۃ نمل میں مذکور ہے۔

(۵)......**فراش:**......(پروانے) سورۃ قارعۃ میں مذکور ہے۔

(۶)......**غرائب:**......(کوا) سورۃ مائدہ میں ذکر ہے۔

(۷)......**نحله:**......(شہد کی مکھی) سورۃ نمل میں ذکر کیا۔

(۸)......**نملة:**......(چیونٹی) سورۃ نمل میں مذکور ہے۔

(۹)......**زباب:**......(مکھی) سورۃ حج میں مذکور ہے۔

(۱۰)......**ابابیل:**......(ابابیل) سورۃ الفیل میں ذکر کیا ہے۔

(الصیانۃ اگست ۲۰۰۸، ص ۴۳)

آکٹوپس

آکٹوپس سمندری زہریلا جانور...... جس کی آٹھ ٹانگیں اور آٹھ ڈنگ ہیں۔ مچھلی کے دماغ سے دس گنا بڑا دماغ رکھتا ہے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے اس کا ڈسا ہوا زندہ نہیں رہتا۔ یہ اپنا گھر چٹانوں میں بناتا ہے اور حفاظت کے لیے پتھروں کی دیوار بنا دیتا ہے۔

کینگرو

کینگرو اپنے بچے پیٹ کے ساتھ منسلک تھیلی میں رکھتا ہے۔ یہ اس کا اصل نام نہیں...... بلکہ کسی یورپی نے آسٹریلوی سے پوچھا: اس جانور کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا کینگرو یا کنگارو...... مطلب یہ کہ میں نہیں جانتا۔ اسی وجہ سے اس کا نام ہی کینگرو پڑ گیا۔

مصنوعی مرغی

ماہرین نے پلاسٹک کی مرغی تیار کی ہے جو فطری تقاضوں کے مطابق ہزار چوزوں کے لیے بیک وقت ماں کا فرض انجام دیتی ہے۔ اس کھلونے میں ٹیپ ریکارڈر نصب ہوتا ہے، جس کا رابطہ دُم میں لگے لاؤڈ سپیکر سے قائم رہتا ہے۔ جونہی سپیکر سے کڑ کڑ کی آواز نکلتی ہے، چوزے ماں کی طرف لپکتے ہیں اور سارا دن اس کے ساتھ پھدکتے پھرتے ہیں۔

شہد کی مکھی

ملکہ مکھی کی عمر تقریباً ۳ سال ہوتی ہے۔

- شہد کی مکھی کی اوسط عمر ۴۲ دن ہوتی ہے۔
- شہد کی مکھی تقریباً ۱۹ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔
- شہد کی مکھی تقریباً ۹۶ کلومیٹر سفر روزانہ خوراک کے لیے کرتی ہے۔
- ایک مکھی زندگی میں تقریباً ایک چمچ شہد بناتی ہے۔
- اگر شہد کی مکھی زہریلی یا گندی جگہ بیٹھے تو محافظ مکھیاں اسے قتل کر دیتی ہیں۔

- ایک کلوگرام شہد جمع کرنے کے لیے مکھی ۴ دفعہ زمین کا چکر کاٹنے کے برابر سفر کرتی ہے

اوسط عمریں

- چیل کی اوسط عمر ۳۰ سال ہوتی ہے۔
- سانپ کی اوسط عمر دس (۱۰) سال ہوتی ہے۔
- مگرمچھ کی اوسط عمر پانچ سو (۵۰۰) سال ہوتی ہے۔
- کچھوے کی اوسط عمر پانچ سو (۵۰۰) سال ہوتی ہے۔
- شیر کی اوسط عمر ستّر (۷۰) سال ہوتی ہے۔
- مینڈک کے جسم میں ہڈی نہیں ہوتی۔ بعض مینڈک بولتے اور بعض نہیں بولتے۔ سانپ اس کا دشمن ہے۔ مینڈک کا بولنا تسبیح ہے۔

بلی

یہ ایک شریف جانور ہے۔ جس گھر میں ہو تو سب سے مانوس ومحبت کرتی ہے۔ بھگانے پر بھاگتی نہیں۔ اپنے گھر میں دوسری بلی کو نہیں چھوڑتی۔ پیشاب پر مٹی ڈالتی ہے تاکہ چوہا سونگھ کر بھاگ نہ جائے۔ کئی باتوں میں انسان سے مشابہہ ہے۔ انگڑائی، چھینکنا اور ہاتھ بڑھا کر چیز لینا وغیرہ۔ یہ سال میں دو مرتبہ بچے دیتی ہے۔

اُلّو

اُلّو کی اوسط عمر آٹھ (۸) سال ہوتی ہے۔ علامتِ بے وقوفی سمجھا جاتا ہے، مگر اصلاً یہ عقل مند ہے۔ دن کو نہیں دیکھ سکتا، اس لیے اپنا کام رات کو کرتا ہے۔ یہ جسم میں چھوٹا اور بڑا اور کئی رنگوں میں ہوتا ہے۔ اس کی خوراک دوسرے پرندوں کے بچے و انڈے ہیں۔ اکیلا کوئی پرندہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ اپنے کو سب سے حسین تصور کرتا ہے، اس لیے باہر نہیں نکلتا کہ نظر نہ لگ جائے۔ کوؤں کا دشمن ہے، چوہوں کا شکاری ہے۔ تنہائی پسند ہے۔ ذبح کرنے پر آنکھ کھلی رہتی ہے۔ یہ حرام جانور ہے۔

ہیڈرا

ایسا جانور ہے جو کاٹ ڈالنے کے بعد بھی نہیں مرتا۔ اس کے ٹکڑے جانور بن جاتے ہیں۔ اگر اس کے تین ٹکڑے بھی کر دیے جائیں یعنی سر دھڑ اور دُم الگ الگ...... تو چند روز میں ہر ایک میں مفقود (غیر موجود) چیز نکل آتی ہے اور پورا جانور بن جاتا ہے۔

بارہ سنگھا

حلال جانور اور جنگلی گائے جیسا ہوتا ہے۔ بارہ سنگھا خوبصورت، رعب دار مگر بزدل جانور ہے۔ مچھلی کا عاشق ہے، اس کے دیدار کے لیے ساحل سمندر جاتا ہے۔ سانپ کا دشمن ہے اور اس کے کھانے کا عادی ہے۔ سانپ کے ڈسنے سے مرتا نہیں۔ اس کے خون سے زہر کے اثر کو ختم کرنے والی دوا بنتی ہے۔ اس کے سینگ دو سال کی عمر میں نکلتے ہیں اور تیسرے سال میں شاخیں بنتی ہیں جو کہ چھ (٦) سال کی عمر تک بنتی رہتی ہیں۔ ہر سال اس کے دو سینگ گر جاتے ہیں اور نئے اُگ آتے ہیں۔ اس کے سینگ کی دھونی کسی جگہ دی جائے تو تمام کیڑے مکوڑے مر جاتے ہیں اور موزی جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اس کے سینگ کا کچھ حصہ جلا کر اس کی راکھ میں شہد ملا کر چاٹ لی جائے تو پیٹ کے تمام کیڑے نکل جاتے ہیں۔

شکاری سے بچنے کے لئے پہاڑی سے کود جاتا ہے مگر زخمی نہیں ہوتا۔ اس کے سینگ میں جتنی گرہیں ہوتی ہیں تقریباً اتنی ہی اس کی عمر ہوتی ہے۔

شیرنی

جب بچہ دیتی ہے تو وہ لوتھڑے کی مانند ہوتا ہے، تین دن تک پڑا رہتا ہے۔ پھر شیر اس میں پھونکتا ہے جس سے اعضاء بنتے ہیں اور وہ اٹھ کر چلنے دوڑنے لگتا ہے۔

بکریوں کا حضور ﷺ کو سجدہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم اجمعین بھی تھے۔ باغ میں بکریاں تھیں وہ

آپ ﷺ کو دیکھتے ہی آپ کے آگے سجدہ ریز ہو گئیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ان بکریوں سے زیادہ ہمارا حق بنتا ہے کہ آپ کو سجدہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کو یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو سجدہ کرے……اور اگر ایک دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (خصائل کبریٰ) (شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات، ص ۳۰۹)

حضور ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولنے والے کو سانپ نے ڈس لیا

ایک شخص ابوخدعہ نامی اہلِ قبا کی کسی عورت پر عاشق تھا……مگر اس تک رسائی ناممکن تھی۔ ایک دن اس نے بازار سے ایسا ہی کمبل خریدا جیسا رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے……اور اہلِ قبا کو جا کر کہنے لگا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم مہمان بنا لو…… یہ کمبل انہوں نے مجھے دیا ہے……لوگوں نے اس کے اطوار دیکھے کہ وہ عورتوں کو حریص نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

انہیں خیال پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو فواحش سے منع فرماتے ہیں مگر یہ شخص تو ویسا نظر نہیں آتا۔ دو آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجے گئے۔ آپ ﷺ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ابوخدعہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کون ابوخدعہ؟ انہوں نے بتایا جسے آپ ﷺ نے کمبل دے کر بھیجا ہے……آپ ﷺ کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "**من كذب على متعمداً فليتبوا مقعدهٗ من النار**"

اور ساتھ ہی حکم دیا فلاں فلاں آدمی جائیں اور اسے پکڑ کر قتل کر کے جلا دیں۔ مگر مجھے امید ہے تمہارے پہنچنے تک اس کا کام تمام کر دیا گیا ہوگا۔ جب یہ لوگ گئے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ مگر باہر جا کر اس نے پیشاب کیا تو وہاں سے ایک زہریلا سانپ نکلا جس نے اسے ڈس لیا اور وہ وہیں مر گیا۔ (حوالہ شواہد)

(شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات، ص ۳۱۴)

امام احمد رحمہ اللہ کے لیے پرندوں کی بے قراری

آپ رحمہ اللہ کی وفات شریف جمعہ کے دن چاشت کے وقت بغداد میں ہوئی اور عصر کی نماز کے بعد آپ کو دفن کیا گیا۔ جب آپ کا جنازہ لے کر چلے تو ہزار ہا پرندے آپ کی جدائی میں بے قرار ہو کر آپ کے جنازے پر اڑ اڑ کر گرتے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر چالیس (۴۰) ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔

مخلوقِ خدا پر شفقت وجہِ مغفرت:

☆ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو خلقت سے بے حد شفقت تھی۔ ایک دن آپ نے بازار میں ایک پرندہ پنجرے میں قید دیکھا جو اپنی قید و بند کی مصیبت میں پنجرے میں تڑپتا اور فریاد کرتا تھا۔ آپ نے اس کو خرید کر آزاد فرما دیا۔ وہ پرندہ روزانہ آپ کے گھر آتا، آپ تمام رات عبادت میں مشغول رہتے اور وہ پرندہ بیٹھا دیکھتا رہتا اور کبھی کبھی اڑ کر جسم پر بھی آ بیٹھتا۔ جب آپ رحمہ اللہ کے جنازہ کو لے جا رہے تھے۔ تو وہ پرندہ بھی جنازہ پر پروں کو مارتا تھا اور فریاد کرتا تھا۔ جب آپ کو دفن کیا گیا تو وہ پرندہ اپنے آپ کو قبر پر مارتا تھا۔ یہاں تک کہ قبر سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شفقت کے باعث سفیان کو بخش دیا جو اسے مخلوقِ خدا سے تھی۔

موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم:

شریعت نے موذی جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے، کیونکہ جانور کی ایذاء سے بچنے کے لیے اس کو قتل کرنا فضول قتل کرنے میں داخل نہیں، بلکہ ضرورت و مصلحت میں داخل ہے۔

جن میں سے بعض کا ذکر پہلے گزر چکا ہے لیکن اسی کے ساتھ شریعت نے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ جو جانور موذی ہیں، ان کو ایسے طریقہ پر قتل نہ کرے، جس سے ان کو بلاوجہ کی تکلیف پہنچے، بلکہ ایسے طریقہ پر قتل کرے، جس سے ان کو کم از کم ایذاء پہنچے۔ چنانچہ حضرت شعبہ کی سند سے حضرت سعید بن میسّب، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ أَنَّہٗ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَیَّۃُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَارَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَیَّا (صحیح مسلم، حدیث نمبر، کتاب الحج، باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواب فی الحل والحرم)

ترجمہ:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ فاسق جانوروں کو حرم اور غیر حرم (ہر جگہ) قتل کر دیا جائے گا، ایک سانپ، اور دوسرے ایسا کوّا جو کہ ابقع ہو، اور تیسرے چوہا، اور چوتھے کاٹنے والا کتا، اور پانچویں چیل۔

یہ حدیث سند کے لحاظ سے بالکل درست ہے، اور اس کو کئی محدثین نے روایت کیا ہے۔

❀ اور حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :خَمْسٌ فَوَاسِقَ یُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ :اَلْعَقْرَبُ ، وَالْحِدَأَۃُ ،وَالْغُرَابُ الْاَ بْقَعُ ، وَالْفَأْرَۃُ،وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ (صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر[illegible]، ج[illegible] ص[illegible]،باب ذکر الخبر المتقصی للفظة المختصرة التی تقدم ذکرنا لها بأن قتل الغراب انما أبیح الأبقع من الغربان دون غیرہ،واللفظ لہٗ،سنن البیهقی،حدیث نمبر[illegible]،کتاب الضحایا،باب ما یحرم من جهة ما لا تأکل العرب)

ترجمہ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ فاسق جانوروں کو حِل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کر دیا جائے گا، ایک بچھو، دوسرے چیل، اور تیسرے ابقع کوّا اور چوتھے چوہا اور پانچویں کاٹنے والا کتا۔

اس روایت میں سانپ کا ذکر نہیں اور اس کے بجائے بچھو کا ذکر ہے، کیونکہ بچھو اور سانپ کا حکم ایک طرح کا ہے، سانپ کے ذکر میں بچھو اور بچھو کے ذکر میں سانپ (علّتِ مشترکہ کی بنیاد پر) داخل ہے۔

ان جانوروں کو فاسق ان کے موذی اور طبعی طور پر خبیث ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

اور ان جانوروں کا ذکر بطور مثال کے کیا گیا ہے، ورنہ جن میں بھی یہ علّت موجود ہو، کہ وہ طبیعتِ خبیثہ رکھتے ہوں، ان سب کا یہی حکم ہے۔

ان احادیث میں جس کوّے کو مارنے کا حکم دیا گیا، اس کی صفت ''ابقع'' بیان کی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اسی کوّے کو مارنا جائز ہے، جو ابقع ہو۔

اور جن احادیث میں ابقع کا ذکر نہیں، ان میں بھی یہی ابقع مراد ہے۔

اور ابقع اس کوّے کو کہا جاتا ہے، جو نجاست کھانے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانے کا عادی ہوتا ہے۔

یہ کوّا حلال نہیں اور اسی وجہ سے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

❀ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احرام میں موجود شخص چیر پھاڑ کے عادی جانوروں کو اور کٹکھنے کتے کو اور چوہے کو اور بچھو کو اور چیل کو اور کوّے کو قتل کر دے گا۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ احادیث میں ان جانوروں کا ذکر بطور مثال کے کیا گیا ہے اور جو جانور احادیث میں مذکور جانوروں کی صفات رکھتے ہیں، یعنی وہ عادتاً موذی ہوتے ہیں، سب کا یہی حکم ہے۔

چنانچہ سانپ، بچھو، بھڑ تنبوڑی، مچھر، کھٹمل، چوہا اور گرگٹ......تو ایسے موذی جانور ہیں...... جو حشرات الارض میں شمار ہوتے ہیں، اور چیل چیر پھاڑ کرنے والا یعنی شکاری پرندہ ہے، گِدھ کا بھی یہی حکم ہے

اور کاٹنے والا کتا درندوں میں شامل ہے اور مخصوص کوّا نجاست خور جانور ہے۔

جو درندہ چیر پھاڑ کرتا ہو اور انسان کو کاٹتا ہو جیسے شیر اور بھیڑیا، وہ کٹکھنے کتے کے حکم میں ہے اور اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

❀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے محرِم (یعنی احرام والے شخص) کو بھڑ کے قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

بِھڑ کیونکہ موذی جانور ہے، یہ جب ڈنگ مارتا ہے تو اس سے شدید درد اور لہریں اٹھتی ہیں اور ورم چڑھ جاتا ہے اس لیے اسے قتل کرنا بھی جائز ہے۔

خلاصہ یہ کہ موذی جانور کو قتل کرنا شرعاً جائز ہے اور کوئی گناہ نہیں۔

اب جو جانور فطرتاً و عادتاً موذی ہوتا ہے، جیسا کہ سانپ، بچھو، چوہا، اس کو تو ابتداءً ہی قتل کرنا جائز ہے اور جو ابتداءً موذی نہ ہو، اس کو موذی ہو جانے یا ایذاء پہنچانے پر قتل کرنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ بلّی فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، اس لیے اس کو عام حالات میں قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر اس سے غیر معمولی ضرر پہنچ رہا ہو، مثلاً وہ مرغیوں اور کبوتروں کو کھاتی ہو، اور باز نہ آتی ہو، تو پھر اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

لیکن اس کو بلاوجہ کی ایذاء پہنچانا جائز نہیں، اور فقہائے کرام نے فرمایا کہ اس کو شرعی طریقہ سے ذبح کر کے قتل کرنا بہتر ہے۔

قضاء وقدر کے سامنے بے بسی

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کا اعلان جب اس کرہ خاک و باد پر ہوا تو درند، چرند کے ساتھ پرند بھی اطاعت کے لیے بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو زبان دان اور محرم راز پایا تو جان و دل سے آپ پر فدا ہو گئے، اپنی چوں چوں ترک کی اور پیغمبر خدا کی صحبت اختیار کی...... چند ہی دنوں کے اندر سب پرندے بنی آدم سے زیادہ فصیح و بلیغ زبان میں باتیں کرنے لگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں کیا چرند کیا پرند سبھی حکمت و دانائی کی باتیں کرتے، یہ اصل میں اپنی خلقت کا اظہار تھا، غرور یا شیخی کو اس میں دخل نہ تھا۔ ان باتوں کا مقصد یہ تھا کہ پیغمبرِ خدا کو تعلیم و ہدایت کی تبلیغ کرنے میں کچھ مدد ملے۔

ایک دن دربار لگا ہوا تھا اور معمول کے مطابق حاضرینِ دربار اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے، علم

وحکمت، تجربے اور دانائی کی نہریں رواں تھیں۔ اس روز پرندے اپنی اپنی صفات اور ہنر بیان کر رہے تھے۔ آخر میں ہدہد کی باری آئی، اس نے کہا اے علم وحکمت والے بادشاہ مجھ میں ایک خوبی جو سب سے ادنیٰ ہے صرف وہی عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں...... (داناؤں نے کہا ہے مختصر کلام ہی سود مند ہوتا ہے) ......حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہ کون سی ادنیٰ خوبی تیری ذات میں ہے؟ ہدہد نے ادب سے عرض کیا وہ خوبی یہ ہے کہ جب میں بے پناہ بلندیوں پر پرواز کرتا ہوں تو پانی اگر پاتال میں ہو تو مجھے نظر آجاتا ہے، میں یہ بھی جان لیتا ہوں کہ اس پانی کی خاصیت کیا ہے، کتنی گہرائی میں ہے، اس کا رنگ کیا ہے۔ زمین میں سے نکل رہا ہے یا پتھر سے رس رہا ہے۔ اے پیغمبر آپ مجھے اپنے لشکرِ جرار کے ساتھ لے چلیں تاکہ پانی کی ضرورت پڑے تو نشاندہی کروں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کی اس خوبی کی بہت تعریف وتوصیف فرمائی اور اجازت عطا ہوئی کہ بے آب وگیاہ صحراؤں میں سفر کے دوران تو ہمارے ہراوّل دستے کے ساتھ رہا کرتا کہ پانی کا کھوج لگاتا رہے۔

☆......ادھر زاغ (کوا) بدطینت نے جب یہ سنا کہ ہدہد کو ہراوّل دستے میں شریک رہنے کا اعزاز حضرت سلیمان علیہ السلام کی جانب سے عطا ہوا ہے تو مارے حسد کے سیاہ پڑ گیا، انگاروں پر لوٹنے لگا۔ فوراً پیغمبرِ خدا کے سامنے آکر کہا اس ہدہد نے آپ کے حضور سخت گستاخی کی ہے اور قطعی جھوٹا دعویٰ کیا ہے، اسے اس کذب بیانی کی سزا دی جائے تاکہ آئندہ غلط بیانی سے باز رہے۔......اس سے پوچھئے کہ اگر تیری نظر ایسی ہی تیز ہے کہ پاتال میں چھپے پانی کی خبر لاتا ہے تو پھر ذرا سی خاک میں چھپا ہوا وہ پھندا کیوں دکھائی نہیں دیتا جو شکاری تجھے پھانسنے کے لیے لگاتا ہے؟ ایسا ہی ہنر رکھتا ہے تو جال میں گرفتار کیوں ہوتا ہے، آسمان کی بلندیوں سے وہ جال کیوں نہیں دیکھ لیتا؟ کوے کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے کہا ’’اے ہدہد کوے نے جو بات کہی وہ تو نے سنی، اب اس کا جواب تیرے ذمے ہے اپنے دعوے کی صداقت کا ثبوت پیش کر ورنہ سزا کے لیے تیار ہوجا‘‘۔

ہدہد نے بے خوف ہوکر عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر علیہ السلام ناراض مت ہوں اور بدطینت دشمن نے حسد سے جل بھن کر میرے خلاف جو بکواس کی ہے اس پر دھیان نہ دیں......اگر میرا دعویٰ ٹھیک نہ ہوا تو میری گردن حاضر ہے، اب رہا یہ سوال کہ مجھے مٹھی بھر خاک میں چھپا ہوا پھندا کیوں نظر نہیں آتا تو اس بارے

میں کیا عرض کروں۔ اگر حق تعالیٰ کی حکمت ومشیت میری عقل کی روشنی نہ بجھائے تو میں یقیناً پرواز کے دوران میں وہ حقیر پھندا بھی دیکھ لوں، لیکن جب فرمان قضاوقدر جاری ہوا ہو اور میرا وقت آجائے تو نگاہ کی خوبی کیا کرے ایسے موقعوں پر عقل کام نہیں کرتی، چاند سیاہ پڑ جاتا ہے اور سورج گہن میں آجاتا ہے۔ میری عقل وبصارت میں یہ طاقت کہاں کہ فرمان خداوندی کا مقابلہ کرسکے‘‘

(خبرنامہ ہمدرد ۲۶ جنوری ۱۹۹۹؁)

شہد کی مکھی

ایک کیڑا ہے جس کا تذکرہ کلام پاک میں ہے۔ یہ سوشل انسیکٹس میں سے ہے۔ ان میں باقاعدہ الیکشن ہوتا ہے۔ ملکہ کا چناؤ ہوتا ہے اس کی زیرنگرانی، نگران مکھیاں، نکھٹو مکھیاں، کارکن مکھیاں کام کرتی ہیں۔

رانی ملکہ

رانی ملکہ کا کام تعمیراتی کام کی منظوری اور معائنہ ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ اس چھتہ میں انڈے دیتی ہے۔ ایک دن میں ڈیڑھ ہزار تک انڈے دیتی ہے۔ اس کے مرنے پر سوگ منایا جاتا ہے۔ اس کی عمر اڑھائی سے تین سال تک ہوتی ہے۔

کارکن مکھیاں

ان کا کام انڈوں کی دیکھ بھال اور پھر بچوں کو اڑان سکھانا ہے...... ہر چھتے میں ان کی تعداد (۲۰۰۰۰) ہوتی ہے۔ ان کی عمر ۲ سال تک ہوتی ہے۔ ان کا کام رس چوس کر لانا بھی ہے۔

نگران مکھیاں

ان کا کام ان رسوں کا معائنہ کرنا اور اطمینان پر چھتہ میں لے جانے کی اجازت دینا ہے۔ اگر کارکن مکھی سے غلطی سرزد ہوجائے تو اس کو ہلاک کرکے پھینک دیتی ہیں۔ اسی طرح اگر عمدہ رس نہ ہو تو بھی سزا دی جاتی ہے۔

نکھٹومکھیاں

یہ نرمکھیاں ہوتی ہیں۔ نامکمل انڈے سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ کسی کام کی نہیں بلکہ فقط سیر وغیرہ کرتی ہیں۔ غلطی پر زمین پر اتار دیا جاتا ہے جہاں یہ چیونٹی کی خوراک بن جاتی ہیں۔

* شہد کی مکھیاں اپنے چھتے سے پانچ پانچ میل دور نکل جاتی ہیں لیکن پھر اسی رستہ سے واپس آجاتی ہیں۔ ان کا چھتہ چھ کونوں والا ہوتا ہے اور ہر کونہ دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ ان کے چھتے اس انداز سے بنے ہوتے ہیں کہ گرمی سردی ان کو اور شہد کو متاثر نہیں کرسکتے۔ اگر ہو بھی جائے تو کارکن مکھیاں اپنے پروں سے پنکھا جھل کر شہد کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس کے شہد میں شفاء ہے۔ یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی۔

مور

ایک خوبصورت پرندہ ہے۔ اس کے پروں پر گول چاند بنے ہوئے ہیں اور اس کے سر پر تاج ہوتا ہے۔ بعض مور سفید بھی ہوتے ہیں۔ ان کا جسم تین سے سوا تین فٹ لمبا ہوتا ہے اور وزن ساڑھے پانچ کلوگرام ہوتا ہے۔ اس کے جسم پر ۵۵ سے ۶۴ انچ لمبے پَر ہوتے ہیں۔ مورنی اتنی خوبصورت نہیں ہوتی۔ گرمیوں کے اختتام پر ان کے دُم کے پر گرنے شروع ہوکر سردی میں دوبارہ نکل آتے ہیں۔ اس کی آواز دلکش دکھ بھری ہوتی ہے۔ مستی کے وقت پی آوَ کی آواز اور خطرے کے وقت کارواں ...... کارواں کرکے چیختا ہے۔ سانپ اس کا دشمن ہے لیکن مور اسے قابو کرکے کھا جاتا ہے۔ اس کی عمر ۲۵ سے ۳۰ سال ہوتی ہے۔

نیولا

یہ دبلا پتلا جانور ہے۔ کنیت ابوالحکم اور ابوالوثاب ہے۔ مگرمچھ اکثر منہ کھولے رکھتا ہے، یہ اندر جاکر آنتیں کاٹ کر باہر نکل آتا ہے۔ یہ چور بھی ہے، سونا چاندی اٹھا کر اپنے بل تک لے آتا ہے۔ یہ ذہین بھی ہے

بکری

اس کا دودھ انتہائی اچھا و مجرب نسخہ بھی ہے۔ اس کے دودھ سے کینسر اور ٹی بی کے امراض ختم ہوجاتے ہیں۔ بچہ کے ہاضمہ ونشوونما کے لیے مفید ہے۔ اس کے دودھ میں پوٹاشیم کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور

یہی آکسیجن کو جذب کرتی ہے۔ فلورین اس میں بکثرت ملتی ہے۔ میگنیشیم سے ریڑھ کی ہڈی مضبوط ہوتی ہے جو کہ بکری کے دودھ میں موجود ہوتی ہے۔ بکری کا دودھ سرد تر اور ہلکا ہوتا ہے۔ جنگلی بکری کا دودھ زیادہ مفید ہوتا ہے...... خصوصاً کھانسی، پیٹس ، تپ دق، سل تلی، جگر، بواسیر، دماغ، پرانا بخار اور خون کی بیماریوں میں۔ اس میں کیلشیم بھی ہے جو جسم کی پرورش کے لیے ضروری ہے۔

ابابیل

ایک پرندہ ہے جو چڑیا جیسا ہوتا ہے۔ اس کی غذا مکھی و مچھر ہیں۔ یہ حرام پرندہ ہے۔ مادہ ابابیل جب پہلی بار انڈے دیتی ہے تو اس وقت گھونسلے میں پہلے دو پتھریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ سفید و سرخ...... سفید پتھری اگر مرگی کے مریض پر رکھ دی جائے تو ہوش آجاتا ہے۔ گونگے کے پاس رکھی جائے تو زبان کھل جاتی ہے۔ سرخ پتھری اگر پیشاب بند ہونے والے کی گردن میں ڈالی جائے تو پیشاب کھل جاتا ہے۔

چمگادڑ اس کی دشمن ہے۔ یہ بچاؤ کے لیے گھونسلے میں اجوائن کی لکڑی رکھتی ہے، جس کی خوشبو چمگادڑ کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ابابیل کے بچوں کو یرقان لاحق ہو جائے تو یہ یرقان کی پتھری لا کر بچوں پر رکھتی ہے، جس سے وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹیوں کی ملکہ کے درمیان مکالمہ

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گزر چیونٹیوں کی ایک وادی سے ہوا۔ چیونٹیوں کی ملکہ نے سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ کر اپنے ماتحتوں سے کہا:

"یایھاالنمل ادخلوا مسکنکم لایحطمنکم سلیمن وجنودہ وھم لا یشعرون" (النمل:۱۸)

(اے چیونٹیوں! اپنے رہنے کی جگہوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں کچل کے رکھ دیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو)

چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی آوازوں کو سمجھتے تھے۔ اس لیے چیونٹی کی آواز بھی سمجھی اور اسے سلام کیا۔

ملکہ نے جواب دیتے ہوئے کہا:

اے ختم ہونے والی سلطنت کے مشغول بادشاہ! تمہیں بھی سلام ہو۔ اے سلیمان! اپنے لاؤلشکر پر فخر نہ کر، میں ایک کمزور چیونٹی ہوں، میرے سامنے چالیس ہزار چیونٹیاں ہیں پھر ان میں سے ہر چیونٹی کے تحت چالیس ہزار کا لشکر جرار ہے۔ جو چالیس صفوں پر مشتمل ہے، ہر صف مشرق سے مغرب تک ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام:...... نے چیونٹیوں کی ملکہ سے پوچھا کہ تم نے کالے کپڑے کیوں پہن لیے؟

(چونکہ چیونٹی کا رنگ کالا ہوتا ہے)

چیونٹی: ......نے جواب دیا کہ دنیا مصیبتوں اور تکلیفوں کا گھر ہے اور کالے لباس مصیبت زدہ لوگ پہنتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ......تمہاری کمر میں پٹی کیوں ہے؟

(کیوں کہ چیونٹی کی کمر چھوٹی ہوتی ہے)

چیونٹی: ...... یہ خدمت اور عبادت کے لیے ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ......تم مخلوق سے دور کیوں رہتی ہو؟

چیونٹی: ......مخلوق عموماً یادِ الٰہی سے غافل رہتی ہے۔ غافلوں سے دور رہنا بہتر ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ......تم ننگی کیوں رہتی ہو؟

چیونٹی: ......مخلوق خدا مادر زاد حالت میں پیدا ہوئی، مادر زاد حالت میں قبر میں جانا ہے ......
اور مادر زاد حالت میں قبر سے اٹھنا ہوگا۔ اس لیے ہم جیسوں کے لیے یہی مناسب ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: ......تم ایک وقت میں کتنا کھاتی ہو؟

چیونٹی: ......ایک دانہ یا دو دانہ

حضرت سلیمان علیہ السلام: ......کچھ مانگنا ہے تو مانگو؟

چیونٹی: ......آپ کمزور اور عاجز ہیں اور عاجز سے مانگنا مناسب نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام ......پھر بھی کچھ مانگو؟

چیونٹی: ......رزق اور عمر میں اضافہ کر دے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: ...... یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جو چیز میرے اختیار میں ہے اس کو طلب کر۔

چیونٹی: ......حاجتیں اللہ ہی پوری فرماتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: ......تمہارا نام کیا ہے؟

چیونٹی: ......منذرۃ (ڈرانے والی) میں اپنے ماتحتوں کو ختم ہونے والی دنیا سے ڈراتی ہوں۔

چیونٹی: ......تمہاری یہ دولت اور سلطنت کیوں قائم ہے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام ......اس انگوٹھی کی وجہ سے جو جنت کی ہے۔

چیونٹی: ......اس انگوٹھی سے اشارہ ہو گیا کہ پوری سلطنت ایک انگوٹھی کی قیمت کے برابر بھی نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: ......انگوٹھی کے علاوہ جنت کا ایک بچھونا بھی ہے جس میں فضائی سفر کرتا ہوں۔

چیونٹی: ......اس سے پتہ چلا کہ تمہاری سلطنت ہوا کی طرح ہے جو آج تمہارے ساتھ ہے اور کل کسی اور کے ساتھ ہوگی

حضرت سلیمان علیہ السلام ......میں پرندوں کی آوازیں بھی سمجھتا ہوں۔

چیونٹی: ......تم مناجات الٰہی کو چھوڑ کر غیر اللہ کی مناجات میں مصروف ہو گئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: ......جن وانس میری خدمت کیلئے کمر بستہ رہتے ہیں۔

چیونٹی: ......پھر تم اللہ کی اطاعت وخدمت کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: ......میں جنت والی انگوٹھی سے انس حاصل کرتا ہوں

چیونٹی: ......اللہ کے نام کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات سے انس حاصل کر۔

مؤرخین کے مطابق چند دوسرے جانوروں کی طرح یہ چیونٹی بھی جنت میں جائے گی۔

(حیاۃ الحیوان)

مچھلی

یہ سب سے قدیم مخلوق ہے۔ اس کی پچیس ہزار قسمیں ہوتی ہیں۔ ان کے جسمانی قد ووزن حیرت انگیز ہیں۔ بعض کا وزن ایک گرام بلکہ اس سے کم اور بعض کا بہت زیادہ۔

* شارک مچھلی کا وزن ۲۴ ٹن اور اس کی لمبائی ۱۶ میٹر تک ہوتی ہے۔ بعض کی ۱۰ ملی میٹر لمبائی ہوتی ہے
* سالمن مچھلی کی عمر ایک سال ہوتی ہے، بعض کی عمر ۱۰ سال اور ۷۵ سال بھی ہے۔
* رہو مچھلی کی رفتار ۱۲ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔

- باربل مچھلی کی رفتار ۱۸ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے
- ٹراؤٹ مچھلی کی رفتار ۳۵ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔
- تلوار مچھلی کی رفتار ۹۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے
- مچھلیوں میں بجلی پیدا کرنے والے اعضاء بھی پائے جاتے ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ الیکٹروفورس ایبل مچھلی میں بجلی کے جھٹکے کی طاقت پانچ سو پچاس وولٹ ہوتی ہے۔ بعض مچھلیوں کے اعضاء سمندر کی گہرائی میں روشنی پیدا کرتے ہیں۔
- شارک مچھلی کے جسم میں ایسے اعضاء ہیں جو سمندر کی گہرائی میں روشنی کرتے ہیں، جس کی مدد سے دشمن یا شکار کو باآسانی دیکھ سکتی ہیں۔ بعض مچھلیاں بچے اور بعض انڈے دیتی ہیں۔
- شارک مچھلی سال میں دو لاکھ انڈے دیتی ہے۔
- سٹرجن مچھلی سال میں ساٹھ لاکھ انڈے دے سکتی ہے۔
- کاڈ مچھلی ۱۵ لاکھ انڈے دے سکتی ہے۔
- ٹراؤٹ مچھلی کے انڈوں کی تعداد ۸۰ لاکھ تک ہوتی ہے۔
- مولونامی مچھلی ڈھائی کروڑ انڈے دیتی ہے۔

بندر

بعض بندر ایسے بھی ہیں جو سو (۱۰۰) فٹ چھلانگ لگا کر دوسرے درخت تک پہنچ جاتے ہیں۔ دور سے ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا پرندہ اڑ رہا ہے۔ بندر کے دو دماغ ہوتے ہیں۔

شیر

بعض شیر ایسے بھی ہیں جو ایک سو اسی (۱۸۰) فٹ تک چھلانگ لگا دیتے ہیں اور یہ چھلانگ اوپر کی طرف ہوتی ہے جیسے اڑان بھر رہا ہے۔

شتر مرغ

دنیا کا سب سے بڑا پرندہ شتر مرغ ہے جو اڑ نہیں سکتا۔ اس کی لمبائی آٹھ فٹ ہے اور اس کا وزن

(۱۴۰) ایک سو چالیس کلوگرام تک ہوتا ہے۔

کبوتر

کبوتر کی ۱۲۲۹ اقسام ہیں۔

مرغابی

دنیا کا سب سے بلند پرواز پرندہ مرغابی ہے......یعنی بڑے سروالی مرغابی۔ یہ کوہ ہمالیہ کی ۲۵۰۰۰ فٹ بلندی پر پرواز کرتی ہے۔

شاہین

شاہین ایک ایسا پرندہ ہے جو اکثر بلند پرواز میں رہتا ہے اور یہ ایک مقام پر آشیانہ نہیں بناتا۔

طوطا

یہ ایک ذہین پرندہ ہے۔ اسے بولنا سکھایا جائے تو یہ انسانی الفاظ بول سکتا ہے اور گنتی بھی کرسکتا ہے

پینگوئن

یہ سرد اور برفانی علاقوں میں رہتا ہے۔ اسے بطریق بھی کہتے ہیں۔ یہ اڑ نہیں سکتا۔ اس کی خوراک مچھلی ہے۔ یہ واحد پرندہ ہے جو دنیا کے کسی چڑیا گھر میں نہیں پایا جاتا۔

ہمنگ برڈ

یہ دنیا کا سب سے چھوٹا پرندہ ہے۔ اس کی لمبائی پانچ سینٹی میٹر اور وزن تین گرام ہوتا ہے۔ اسے شکر خورہ بھی کہتے ہیں۔ یہ پیچھے کی طرف (ریورس) بھی پرواز کرسکتا ہے۔

افریقی ہاتھی

خشکی کا سب سے بڑا جانور افریقی ہاتھی ہے۔ جس کی اونچائی کھڑی حالت میں چودہ (۱۴) فٹ ہوتی ہے اور وزن پانچ سے ساڑھے سات ٹن کے درمیان ہوتا ہے۔ بعض ہاتھیوں کا دانت ۱۱ یا ۸ فٹ پانچ انچ

لمبا ہوتا ہے۔ اس کی اوسط عمر ۷۰ سے ۷۵ سال ہوتی ہے۔ اور حیران کن بات یہ کہ دودھ والے جانوروں میں سب سے کم دودھ اس کا ہوتا ہے۔

دیمک

یہ چھوٹا سا کیڑا آدھے مسور کے دانے کے برابر ہوتا ہے اور لکڑی کو کھاتا ہے۔ یہ زمینی کیڑا ہے۔ اسے سرفہ بھی کہتے ہیں۔ اس کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا ہے۔ سال کے بعد اس کے دو پر نکل آتے ہیں جن سے یہ اڑتا ہے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے وصال کی اطلاع جنات کو اسی نے دی تھی۔ چیونٹی اس کی دشمن ہے وہ اس پر پیچھے سے حملہ کرتی ہے۔ آگے سے چیونٹی اسکو قابو نہیں کر سکتی۔

یہ مکڑی کی طرح مکان بناتا ہے۔ اس میں چوکور دروازہ ہوتا ہے اور گھر تابوت کی مانند ہوتا ہے۔

چیونٹی

یہ بڑی عجیب مخلوق ہے۔ اس کی حس بہت بیدار ہوتی ہے۔ چیونٹی موسم گرما میں اپنا ذخیرۂ خوراک جمع کرتی ہے۔ (موسم سرما کے لیے) اور دانے کی روئیدگی ختم کرنے کے لیے اس کو دو ٹکڑے کرتی ہے اور دھنیا کے چار ٹکڑے کرتی ہے۔ اس کی تین لاکھ اقسام ہیں۔ ان میں سلیمانی چیونٹی جنتی ہے

کالی بیوہ مکڑی

کالی بیوہ خطرناک مادہ مکڑی ہے جو کہ اپنے نر مکڑی کو بھی ہلاک کر ڈالتی ہے اس کا کاٹا ہوا یا اس کا جسم سے چپکنا بیماری اور موت کا سبب ہوتا ہے۔ مٹر کے دانے کے برابر جسم رکھتی ہے اور ۸.۳ سم کے قطر کی ہوتی ہے۔ جالے میں اوپر تلے لٹکی رہتی ہے۔ خطرے کے وقت جسم کو سکیڑ لیتی ہے۔

اس کے ایک تار میں ۱۶ ہزار یا ۲۲ ہزار تاروں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ گرانے سے گرتی نہیں بلکہ پیراشوٹ یعنی دھاگہ پھینک کر اس سے لٹک جاتی ہے۔

اُونٹ

یہ دو قسم کے ہیں...... صحرائی و برفانی...... صحرائی کے ایک اور برفانی کے دو کوہان ہوتے ہیں۔ یہ

کوہان توانائی کا ذخیرہ ہوتے ہیں۔ یہ اتنا جفاکش کہ بغیر کھائے پیئے ۲ ماہ تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کا غصہ سخت ہے۔ اس کے غصہ سے نبی اکرم ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔

اللّٰھم انی اعوذبك من شر الاعميين السيل والبعير الصؤل

اس کا جفتی کا انداز مختلف وعجیب ہے۔ یہ مادہ سے جفتی پیٹھ کر کے کرتا ہے۔ اے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

عثمانی غلام کی سخاوت وایثار:

❀......حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے ایک باغ پر گزرے۔ اس باغ میں ایک حبشی غلام باغ کا رکھوالی تھا۔ وہ روٹی کھا رہا تھا اور ایک کتا اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ ایک لقمہ بنا کر اپنے منہ میں رکھتا تو ویسا ہی ایک لقمہ بنا کر اس کتے کے سامنے ڈالتا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اس منظر کو کھڑے دیکھتے رہے۔ جب وہ غلام کھانے سے فارغ ہو چکا تو یہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے دریافت کیا کہ تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارثوں کا غلام ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تمہاری ایک عجیب بات دیکھی۔ اس نے عرض کیا: آقا تم نے کیا دیکھا۔ فرمانے لگے کہ تم جب ایک لقمہ کھاتے تھے، ساتھ ہی ایک لقمہ اس کتے کو دیتے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کتا کئی سال سے میرا ساتھی ہے اس لئے ضروری ہے کہ میں کھانے میں بھی اس کو اپنا ساتھی رکھوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کتے کیلئے تو اس سے کم درجہ کی چیز بھی بہت کافی تھی۔ غلام نے عرض کیا مجھے اللہ جل شانہٗ سے اس کی غیرت آتی ہے کہ میں کھاتا رہوں اور ایک جاندار آنکھ مجھے دیکھتی رہے۔ حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ اس سے بات کر کے واپس تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارثوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اپنی ایک عرض لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا ارشاد ہے ضرور فرماویں۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ جناب کی خدمت میں وہ ہدیہ ہے۔ اس کو بلا قیمت قبول فرمالیں۔ فرمانے لگے کہ میں بغیر قیمت لینا نہیں چاہتا۔ قیمت طے ہو کر معاملہ ہو گیا۔ پھر حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں جو غلام کام کرتا ہے اس کو بھی لینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے عذر کیا کہ وہ بچپن سے ہمارے ہی پاس پلا ہے اس کی جدائی شاق ہے، مگر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر انہوں نے اس کو بھی ان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ دونوں چیزیں خرید کر اس باغ میں تشریف لے گئے اور اس غلام سے فرمایا کہ میں نے اس باغ کو اور تم کو خرید لیا

ہے۔ غلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ کو یہ خریداری مبارک فرمائے اور برکت عطا فرمائے۔ البتہ مجھے اپنے آقاؤں سے جدائی کا رنج ہوا کہ انہوں نے بچپن سے مجھ کو پالا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو آزاد کرتا ہوں اور یہ باغ تمہاری نذر ہے۔ اس غلام نے عرض کیا کہ پھر آپ گواہ رہیں کہ یہ باغ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارثوں پر وقف کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی اس بات پر اور بھی تعجب ہوا اور اُس کو برکت کی دعائیں دے کر واپس آ گیا (مسامرات)

یہ تو مسلمانوں کے اسلاف کے غلاموں کے کارنامے ہیں۔

حضرت مولانا آزاد رحمہ اللہ کی فراست

جب ہندوستان کی حکومت نے گائے ذبح کرنے پر پابندی لگادی تو ہندوستان کا مسلم لیگی وفد مولانا آزاد سے ملا اور عرض کیا۔ حضرت حکومت نے گائے ذبح کرنے پر پابندی لگادی ہے اس طرح تو ہمارے تمام حقوق غصب ہوتے جائیں گے۔ آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں تو مولانا آزاد نے فرمایا کہ میری بات پر عمل کر لیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وفد نے عرض کیا مولانا فرمائیں تو مولانا نے فرمایا کہ مسلمانوں کو کہو کہ گائے اور بھینسوں سے کھیتوں میں خوب کام لو دودھ پیو۔ جب یہ بوڑھی ہو جائیں اور کام کرنے کے قابل نہ رہیں تو ان کو گاؤ شالہ چھوڑ آؤ تو مسلمانوں نے مولانا آزاد کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ چند ماہ کے بعد بیمار گائے بھینسوں سے گاؤ شالہ کو بھر دیا گیا۔ گائے اور بھینسیں وہاں مرنے لگیں تو ہندوؤں کو مصیبت پڑ گئی نہ تو وہ اس کا چمڑہ اتار سکتے تھے اور نہ ان کو ہاتھ لگا سکتے تھے تو ہندوستان کی حکومت نے تنگ آ کر مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے کی اجازت دے دی، کیونکہ یہ کام مسلمان ہی کر سکتے تھے، ان کا چمڑہ اتارنا اور گوشت کھانا مسلمانوں کا ہی کام تھا۔ اس طرح یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو گیا۔

جانوروں کی وجہ سے رزق اور بارش کا حصول

جانوروں میں نحوست کا عقیدہ رکھنے اور ان سے بدفالی اور شگون لینے کی تو تردید پیچھے گزر چکی ہے۔

اسی کے ساتھ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی برکت سے انسانوں کو رزق دیا جاتا ہے، اور انسانوں کی مدد کی جاتی ہے۔

لہٰذا جانور منحوس تو کیا ہوتے، انسانوں کے لئے خیر وعافیت کا ذریعہ ہیں۔

چنانچہ حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

وَهَلْ تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَا ئِكُمْ (مسند احمد ، حدیث نمبر)

ترجمہ: تم کو جو رزق دیا جاتا ہے، اور تمہاری جو مدد کی جاتی ہے، وہ تمہارے ضعفاء اور کمزوروں ہی کے طفیل ہوتی ہے۔

تَشْرِیح ضعفاء اور کمزوروں میں...... بوڑھوں، اور بچوں کے علاوہ جانور بھی داخل ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا عَنِ اللّٰهِ مَهْلاً ، لَوْلَا شَبَابٌ خُشَّعٌ۔ و شُيُوْخٌ رُكَّعٌ، وَأَطْفَالٌ رُضَّعٌ ، وبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ لَرُضَّ رَضًّا

(المعجم الاوسط للطبرانی ، حدیث نمبر، المعجم الکبیر للطبرانی ، قطعة من المفقود، حدیث نمبر، سنن البیهقی ، حدیث نمبر، مسند ابویعلیٰ الموصلی ، حدیث نمبر، مسند البزار حدیث نمبر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اگر عبادت گزار نوجوان اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے، اور دودھ پینے والے بچے، اور چارہ کھانے والے جانور نہ ہوتے، تو تم پر سخت عذاب نازل کر دیا جاتا، پھر تمہیں پوری طرح کُوٹ دیا جاتا۔

اور حضرت ابو عبیدہ دُوَلی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلا عُبَّادٌ لِلّٰهِ رُكَّعٌ وَصُبْيَةٌ رُضَّعٌ وَبَهَا ئِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ رَضَّ رَضًّا (المعجم الکبیر للطبرانی ، حدیث نمبر المعجم الاوسط للطبرانی ، حدیث نمبر شعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر سنن البیهقی ، حدیث نمبر معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ، حدیث نمبر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے عبادت گزار کمر جھکے ہوئے (بوڑھے) اور دودھ پینے والے بچے، اور چارہ کھانیوالے جانور نہ ہوتے، تو تم پر سخت عذاب نازل کر دیا جاتا، پھر تمہیں پوری طرح کُوٹ دیا جاتا۔

تَشْرِیح اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی بد اعمالیاں شدید اور سخت عذاب کا باعث ہیں ،

اورعبادت گزار نوجوان اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے، اور دودھ پینے والے بچے، اور جانور سخت عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَمْ يَمْنَعْ قَوْمٌ زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوْا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر والللفظ لهٗ، ابن ماجه حديث نمبر كتاب الفتن، باب العقوبات، مسند البزار، حديث نمبر)

ترجمہ: جولوگ بھی اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیتے ہیں، تو ان سے آسمان سے بارش کو روک دیا جاتا ہے، اور اگر جانور نہ ہوں، تو ان کو ایک قطرہ بھی بارش کا نہ ملے۔

تَشرِیح اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی بداعمالیوں اور خاص کر زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بارش کو روک دیا جاتا ہے، اوراس کے باوجود جو کچھ بارش حاصل ہوتی ہے، وہ جانوروں کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

خَرَجَ نَبِیٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَسْتَسْقِیْ، فَإِذَاهُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: ارْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِيْبَ لَكُمْ مِّنْ أَجْلِ شَأْنِ النَّمْلَةِ (مستدرك حاكم، حديث نمبر كتاب الاستسقاء، وقال صحيح الإسناد، واللفظ له، سنن دار قطنی، حديث نمبر، باب الاستسقاء)

ترجمہ: اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی بارش طلب کرنے کے لئے نکلے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی نے اپنے بعض (یعنی اگلے) پاؤں آسمان کی طرف اٹھا رکھے ہیں (اور وہ بارش کی دعا کر رہی ہے) تو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ تم واپس چلو، اس چیونٹی کی حالت (یعنی دعا) کی وجہ سے تمہارے لئے دعا قبول کر لی گئی ہے۔

تَشرِیح اس سے معلوم ہوا کہ چیونٹی جیسے چھوٹے جانور بھی بارش کی دعا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو اپنی حکمت سے قبول فرماتے ہیں۔

لہٰذا جانوروں کو منحوس سمجھنے اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے کے بجائے، ان کو اپنا محسن سمجھنا چاہیے، اور شریعت کی بتلائی ہوئی ہدایات کے مطابق ان کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے۔

* * *

عورت کا صاف ستھرے شاندار محل میں اچانک ایک مکڑی کے ذریعہ ہلاک ہونے کا ایک واقعہ

(شاندار اور پختہ محلات انسان کو موت سے نہیں بچا سکتے):

قال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ اینما تکونوا یدرکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة

ترجمہ: تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں موت آ جائے گی اگر چہ پختہ مضبوط قلعوں ہی میں (کیوں نہ) ہو۔

(بیان القرآن)

محقق کبیر حافظ عماد الدین ابن کثیر نور اللہ مرقدہ نے اس آیت کے ذیل میں ایک عبرتناک واقعہ بروایت ابن جریر وابن ابی حاتم عن مجاہد رحمہم اللہ لکھا ہے کہ پہلی امتوں میں ایک عورت تھی اس کو جب وضع حمل کا وقت شروع ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس نے اپنے ملازم کو آگ لینے کے لیے بھیجا۔ وہ دروازہ سے نکل ہی رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی ظاہر ہوا اور اس نے پوچھا کہ اس عورت نے کیا جنا ہے۔ ملازم نے جواب دیا کہ ایک لڑکی ہے، تو اس آدمی نے کہا کہ آپ یاد رکھیئے یہ لڑکی سو مردوں سے زنا کریگی اور آخر ایک مکڑی سے مرے گی۔

ملازم یہ سن کر واپس ہوا اور فوراً ایک چھری لیکر اس لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا اور سوچا کہ بس اب یہ مرگئی ہے تو بھاگ گیا...... مگر پیچھے لڑکی کی ماں نے ٹانکے لگا کر اس کا پیٹ جوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ لڑکی جوان ہوگئی...... اور خوبصورت اتنی تھی کہ اس شہر میں وہ بے مثال تھی...... اور اس ملازم نے بھاگ کر سمندر کی راہ لی اور کافی عرصہ تک مال و دولت کماتا رہا اور پھر شادی کرنے کے لیے واپس شہر آیا...... اور یہاں اس کو ایک بڑھیا ملی تو اس سے ذکر کیا کہ میں ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں جس سے زیادہ خوبصورت اس شہر میں اور کوئی نہ ہو...... اس عورت نے کہا کہ فلاں لڑکی سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں ہے، آپ اسی سے شادی کرلیں۔ آخرکار کوشش کی اور اس سے شادی کرلی...... تو اس لڑکی نے مرد سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں لیکن ایک لڑکی کا میں پیٹ چاک کر کے بھاگ گیا تھا۔ پھر اس نے پورا قصہ سنایا...... یہ سن کر وہ بولی کہ وہ لڑکی میں ہی ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنا پیٹ دکھایا جس پر نشان موجود تھا۔ یہ دیکھ کر اس مرد نے کہا کہ اگر تو وہی عورت ہے تو تیرے متعلق دو باتیں بتلاتا ہوں...... ایک یہ کہ تو سو مردوں

سے زنا کرے گی۔ اس پر عورت نے اقرار کرلیا کہ ہاں مجھ سے ایسا ہوا ہے، لیکن تعداد یاد نہیں۔ مرد نے کہا تعداد سو ہے...... دوسری بات یہ کہ تو مکڑی سے مرے گی۔ مرد نے اس کے لیے...... ایک عالی شان محل تیار کرایا جس میں مکڑی کے جالے کا نام تک نہ تھا۔ ایک دن اسی میں لیٹے ہوئے تھے کہ دیوار پر ایک مکڑی نظر آئی...... عورت بولی کیا مکڑی یہی ہے جس سے تو مجھے ڈراتا ہے۔ مرد نے کہا ہاں! اس پر وہ فوراً اٹھی اور کہا اس کو تو میں فوراً ماردونگی، یہ کہہ کر اس کو نیچے گرایا اور پاؤں سے مسل کر ہلاک کردیا۔ مکڑی تو ہلاک ہوگئی لیکن اس کی زہر کی چھینٹیں اس کے پاؤں اور ناخنوں پر پڑ گئیں جو اس کی موت کا پیغام بن گئیں۔ (ابن کثیر)

فائدہ: یہ عورت صاف ستھرے شاندار محل میں اچانک ایک مکڑی کے ذریعہ ہلاک ہوگئی۔ اس کے بالمقابل کتنے ایسے آدمی ہیں کہ عمر بھر جنگلوں اور معرکوں میں گزار دی وہاں موت نہ آئی...... حضرت خالد بن ولید جو اسلام کے سپاہی اور جرنیل معروف ومشہور ہیں اور سیف اللہ ان کا لقب ہے۔ پوری عمر شہادت کی تمنا میں جہاد میں مصروف رہے اور ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کیا، ہر خطرے کی وادی کو بے خوف خطر عبور کیا اور ہمیشہ یہی دعا کرتے تھے کہ میری موت عورتوں کی طرح چارپائی پر نہ ہو بلکہ ایک نڈر سپاہی کی طرح میدان جہاد میں ہو لیکن آخر کار ان کی موت بستر پر ہی ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ

﴿۱...... ﴾ زندگی اور موت کا نظام قادر مطلق نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہے۔ جب وہ چاہے تو آرام کے بستر پر ایک مکڑی کے ذریعہ ماردے اور بچانا چاہے تو تلواروں کی چھاؤں میں بچالے۔ اس آیت سے یہ بھی مسئلہ معلوم ہوا کہ

﴿۲۔...... ﴾ پختہ مضبوط گھر تعمیر کرنا توکل کے خلاف نہیں اور نہ خلاف شرع ہے...... نیز

﴿۳۔...... ﴾ اطلاع علی الغیب کا ثبوت بھی ہے۔ دیکھئے اس مرد غیبی نے لڑکی کے مستقبل کے بارے میں قبل از وقت خبر دی جو سچی نکلی نیز یہ کہ

﴿۴۔...... ﴾ مکڑی کے پنجوں وغیرہ میں زہر ہوتا ہے جو ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے...... نیز یہ کہ اگر یہ مرد غیبی فرشتہ ہو تو یہ بھی معلوم ہوا کہ

﴿۵۔...... ﴾ نور (یعنی فرشتہ) بشر کی شکل میں آسکتا ہے...... بالفاظ دیگر

﴿۶۔...... ﴾ نور اور بشر کا اجتماع ممکن ہے...... نیز یہ کہ

۷۔۔۔۔۔ تقدیر تدبیر پر غالب ہے ۔۔۔۔۔ دیکھئے اس آدمی نے مکڑی کے جالوں سے صاف ستھرا پختہ محل تیار کرایا لیکن اس کے باوجود نوشتۂ تقدیر سبقت کر گیا۔ آہ!

بندر محض سونگھنے سے زہر کا ادراک کر لیتا ہے اور اس (زہر) کا تریاق بھی جانتا ہے

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ہندو ریاست اندرگڑھ میں بارہا دفعہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس ریاست میں بندروں کے مارنے کی ممانعت تھی اس لیے بندروں کی تعداد ہزاروں کی حد تک تھی۔ بندر کی جبلت میں شرارت اور چالاکی اور ایذارسانی بھی چونکہ شامل ہے اس لیے وہ ہمارا کافی نقصان کرتے تھے۔ ایک بار ہمیں غصہ آیا اور ہم نے سوچا کہ کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے جس سے پچاس بندر ایک دفعہ مر جائیں، کچھ نہ کچھ نجات تو مل ہی جائے گی۔ اس لیے ہم نے دو روپے کا سنکھیا خریدا اور اسے آٹے میں ملایا اور روٹیاں پکوا کر چھت پر پھیلا دیں تاکہ بندر آتے جائیں اور روٹیاں کھاتے جائیں اور مرتے جائیں اور ہم خوش ہوتے جائیں...... ہم روٹیاں چھت پر ڈال کر خود ایک جنگلہ میں بیٹھ گئے اور دیکھتے رہے کہ ابھی بندر ان روٹیوں کو آ کر کھائیں گے اور مر جائیں گے اور ہمارے لئے خوشی کا سامان ہوگا۔ چنانچہ پہلے دو تین بندر آئے مگر ان روٹیوں سے دور کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ کیا نیا حادثہ پیش آیا کہ روٹیاں بکھری پڑی ہیں۔ یقیناً اس میں کچھ راز ہے ورنہ روٹیاں یوں نہیں بکھیری جا سکتیں، اس لیے انہوں نے روٹیوں کو غور سے دیکھا پھر سونگھا اور سوچا کہ یہ نیا حادثہ کیوں پیش آیا پہلے تو ہم ایک روٹی بھی چھت پر پڑی ہوئی نہیں پاتے تھے اب روٹیوں کا ڈھیر کیوں لگا ہوا ہے۔ بالآخر انہوں نے روٹیوں کو ہاتھ نہیں لگایا اور چلے گئے۔

بندروں کا یہ چالاک قافلہ پھر اپنے ساتھ اور بندروں کو لایا اور چودہ پندرہ موٹے موٹے بندر ان کے ساتھ آئے اور روٹیوں کے اردگرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے۔ گویا کہ بندروں کی گول میز کانفرنس منعقد ہوئی (جیسا نشتر اور میو ہسپتال میں کسی مرض کے جراثیم دیکھنے کے لیے ڈاکٹروں کا ایک پورا بورڈ بیٹھتا ہے جو پورا نتیجہ دیتا ہے) اس طرح ان بندروں کا بھی طبی بورڈ بیٹھا اور مشورہ شروع ہوا کہ یہ روٹیاں اس مقدار میں یہاں کیوں پڑی ہوئی ہیں۔ خدا جانے انہوں نے آپس میں کیا کیا اشارے کیے۔ ایک بندر آگے بڑھا اس نے ایک روٹی توڑی اور اس کے ٹکڑوں کو سونگھا اور روٹیاں چھوڑ کر سب بندر بھاگ گئے اور ہماری ساری تدبیر ناکام

ہوگئی، مگر تھوڑی ہی دیر میں تقریباً ساٹھ ستر بندروں کا ایک قافلہ آیا اور ان میں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک ٹہنی تھی جن میں ہرے ہرے پتے تھے۔ انہوں نے آکر پہلے روٹیوں کو توڑا ان کے ٹکڑے کیے اور تقریباً اتنے ہی ٹکڑے کیے جتنے یہ بندر تعداد میں تھے تاکہ روٹیوں میں ہر ایک کو حصہ ملے۔ بندر بانٹ تو مشہور ہے ہی چنانچہ ہر ایک بندر روٹی کا ایک ایک ٹکڑا کھا کر اوپر سے وہ پتے چباتا گیا (جو ہر ایک اپنے ساتھ ٹہنی لایا تھا)۔ ساری روٹیاں چٹ کر جانے کے بعد بندر دندناتے ہوئے چلے گئے اور ہم دیکھتے رہ گئے۔...... ان میں سے ایک بندر بھی نہ مرا بے وقوف ہم بنے کہ دو روپے کا آٹا بھی گیا اور سنکھیے کے دام بھی ضائع ہوئے اور ہوشیار یہ بندر نکلے کہ سب کچھ انہیں کا ہو رہا۔ اندازہ یہ ہوا کہ یہ پتے جو وہ ساتھ لائے تھے وہ زہر کا تریاق تھا جو ان بندروں کو معلوم تھا۔ اب بھی اگر کوئی دعویٰ کرے کہ طبیب صرف ہم ہی ہیں جو جڑی بوٹیوں کی خاصیت جانتے ہیں تو یہ دعویٰ غلط ہوگا...... کیونکہ بندر بھی دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم بھی طبیب ہیں اور ہم بھی زہر خوردہ کا علاج کر سکتے ہیں۔

جانور پر سب وشتم اور لعن طعن کرنے کا وبال

اسلام کی تعلیمات انتہائی جامع اور پاکیزہ ہیں، جن میں نہ صرف یہ کہ کسی انسان کو بے جا بُرا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے، بلکہ جانوروں اور خاص کر غیر موذی اور خدمت گار جانوروں کو بھی بُرا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے ایک لمبے واقعہ میں روایت ہے کہ:

قُلْتُ اِعْهَدْ إِلَيَّ ۔ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا۔ قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاة

(ابو داؤد، حدیث نمبر [illegible]، کتاب اللباس ، باب ماجاء فی إسبال الإ زار، واللفظ لہٗ ، مسند احمد حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز آپ کسی کو بھی گالی نہ دینا، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد، اور کسی غلام ، اور کسی اونٹ، اور بکری کو گالی نہیں دی۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قُلْتُ :أُوْصِنِي قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا أَ وْقَالَ :شَيْئًا فَمَا سَبَبْتُ بَعدَ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا (شعب الایمان البیھقی، حدیث نمبر [illegible] فصل فی موضع الإزار)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کسی بھی چیز کو گالی نہ دیں۔

حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد میں نے کسی بھی چیز کو نہ بکری کو، اور نہ اونٹ کو گالی دی۔

نبی ﷺ ایک سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت (باندی) ایک اونٹنی پر سوار تھی، کہ وہ عورت اونٹنی سے تنگ دل ہوگئی، اور اس عورت نے اس اونٹنی پر لعنت کی، جس کو رسول اللہ ﷺ نے سن لیا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو سامان ہے، اس کو لے لو، اور اس اونٹنی کو چھوڑ دو، اس لئے کہ یہ ملعون ہو چکی ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں ابھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے، جس کو کوئی نہیں چھیڑ رہا۔

اس عورت نے (اور اونٹنی کو دھمکاتے ہوئے) کہا دفع ہو جا، اس پر اللہ کی لعنت ہو، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم ایسی اونٹنی کو اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے، جس پر لعنت ہو۔

تشریح کیونکہ اونٹنی پر لعنت کرنا سخت گناہ کا عمل تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اسی وقت اس عمل سے اس عورت کو اور دوسرے لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے تنبیہ کی غرض سے ایسا کیا۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اونٹنی پر لعنت کی وجہ سے اس میں اس وقت لعنت کے اثرات آ گئے تھے (یعنی وہ انسانوں کے حق میں اس وقت ملعون ہو چکی تھی) اس لئے آپ ﷺ نے اس کو اپنے ساتھ سفر میں رکھنا گوارا نہیں فرمایا۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو، اس سے جانور پر اور خاص کر خدمت گزار جانور پر لعنت و ملامت کرنے کی برائی معلوم ہوئی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کی چیخنے کی آواز سنو، تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے

اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَإِنَّہٗ یُوقِظُ لِلصَّلَاۃِ

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر الأدب، باب ماجاء فی الدیک والبھائم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مرغ کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

اور حضرت زید بن خالد جہنی سے مسند احمد میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا الدِّیْکَ ، فَإِنَّہٗ یَدْعُوْ إِلَی الصَّلَاۃ

(مسند احمد ، حدیث)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مرغ کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ رَجُلٌ دِیْکًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْہُ، فَإِنَّہٗ یَدْ عُوْ إِلَی الصَّلَاۃِ (مسند احمد، حدیث نمبر)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی مجلس میں مرغ کے چلّانے (یعنی بانگ دینے) پر لعنت کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ مرغ پر لعنت نہ کرو، کیونکہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِیْکًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَسَبَّہٗ رَجُلٌ فَنَھٰی عَنْ سَبِّ الدِّیْك

(مسند البزار حدیث نمبر)

ترجمہ ایک مرغ رسول اللہ ﷺ کے آس پاس کہیں چلّانے لگا، اس کو ایک آدمی نے برا بھلا کہا، تو رسول اللہ ﷺ نے مرغ کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِیْکًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَبَّہٗ رَجُلٌ وَلَعَنَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :لَا تَلْعَنْہُ وَلَا تَسُبُّہٗ فَإِ نَّہٗ یَدْ عُوْا إِلَی الصَّلَاۃ

(العظمۃ لا بی الشیخ الاصبھا نی حدیث نمبر، باب الأ مر بالتفکر فی آیات اللہ عزوجل وقدرتہ وملکہ وسلطانہ وعظمتہ ووحدانیتہ)

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ ﷺ کے قریب چیخا، تو اس کو ایک آدمی نے برا بھلا کہا اور لعن طعن کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لعن طعن نہ کرو، اور برا بھلا نہ کہو، کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو اور بطور خاص اس جانور کو جس سے خیر حاصل ہو، برا بھلا کہنا درست نہیں، بلکہ ایسا جانور قابل اکرام ہے۔ اور جن جانوروں سے انسان کام کاج لیتا ہے، ان سے خیر کا حاصل ہونا ظاہر ہے، لہٰذا ان کو برا بھلا کہنا درست نہیں۔

اور بعض جانوروں کو شریعت نے بطور خاص قابل احترام بنایا ہے، جیسا کہ گھوڑا کہ وہ جہاد کا آلہ ہے، اس لئے اس کے احترام کی زیادہ ضرورت ہے۔

اور آج کل ہمارے یہاں گھوڑے سے کام کاج لینے والے لوگ اس قابل احترام جانور سے جس قسم کا سلوک اور برتاؤ کرتے ہیں، اور جس طرح سے اس جانور کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہ شریعت کی نظر میں بہت ناپسندیدہ حرکت ہے۔

چنانچہ بہت سے لوگ گھوڑے پر سفر کرتے ہیں، اس کو صبح سے شام تک تانگے اور گاڑی میں باندھ کر کام لیتے ہیں، اور بات بات پر اس کو گالیاں دیتے اور طعن و تشنیع کرتے ہیں، جو کہ سخت گناہ اور باعث وبال حرکت ہے۔

سونے کی سوئیاں لانے والی مچھلیاں:

ایک دن دریا کے کنارے سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ گدڑی سی رہے تھے۔ سلطنت بلخ کا ایک وزیر ادھر آ نکلا۔ اس نے دل میں کہا کہ یہ کتنا بےوقوف ہے......

سلطنت چھوڑ کر جنگل میں گدڑی سی رہا ہے واقعی یہ بڑا بےوقوف ہے یہ وسوسہ ان پر منکشف ہوا...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دل پر منکشف کر دیا۔ کشف اختیاری چیز نہیں ہے...... جب اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے...... کشف ہوتا ہے...... جب نہیں چاہتا کچھ نہیں ہوتا...... فوراً انہوں نے بلایا اے وزیر ادھر آؤ...... وہ آ گیا۔

سلطان بلخ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینکی اور فرمایا: ”اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔“

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صد ہزاراں ماہی اللّٰہئے
سوزنِ زر بر لب ہر ماھئے

ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئیاں لے کر آئیں...... اب دیکھو سلطان بلخ کی سلطنت۔

ملک دل بہ یا چنیں ملک حقیر

دل کی سلطنت افضل ہے...... یا دنیاوی سلطنت...... ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر آئیں...... سلطان نے ان کو ڈانٹ کر کہا۔

''اے مچھلیو! میری لوہے والی سوئی لاؤ''

سونے کی سوئی استعمال کرنا اس امت کے لیے جائز نہیں ہے...... سونے کے خلال...... سونے کے پادان...... سونے کی ڈبیا...... کوئی چیز جائز نہیں...... سونے کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے...... چاندی بھی مردوں کے لیے حرام ہے، سوائے ساڑھے چار ماشہ سے کم کی انگوٹھی کے...... چاندی کی انگوٹھی اگر ساڑے چار ماشہ سے کم ہو تو جائز ہے۔

ایک مچھلی نے غوطہ لگایا...... اور لوہے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئی۔

کرامت ابراہیم دیکھ کر وزیر کی حیرانی:

بس وزیر رونے لگا...... کہ میں نے تو آپ کو بے وقوف ملا سمجھا تھا...... لیکن میری محرومی...... کہ میں آپ جیسے ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا اور مچھلیاں جانور ہو کر آپ کو پہچان گئیں...... جانوروں نے آپ کو پہچان لیا...... اور میں انسان ہو کر آپ کو نہیں پہچان سکا...... ہائے میں کتنا محروم...... کتنا کمینہ و نالائق ہوں...... کہ آپ جیسے ولی اللہ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا...... بے وقوف سمجھ رہا تھا...... مگر معلوم ہوا کہ آپ تو پہلے خشکی کے بادشاہ تھے...... اب خشکی اور تری دونوں کے بادشاہ ہیں۔...... آپ شاہ بحر بھی ہیں...... اور شاہ بر بھی ہیں۔

پھر اس نے کہا کہ یہ نسبت مع اللہ کی دولت مجھ کو بھی دے دیجئے......

آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مٹی کو سونا بنانے کی صلاحیت دی ہے۔

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ہو سکتا ہے...... کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ ڈال دیں...... جس سے میری مٹی بھی سونا بن

جائے......یعنی تعلق مع اللہ سے قیمتی ہو جائے۔

فرمایا......اچھا چھ مہینے رہ جاؤ...... چھ مہینے وزیر ان کی خدمت میں رہ گیا......اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا۔

(لذتِ ترکِ گناہ، ص۱۷۳ تا ۱۷۷)

کتے کا گستاخِ رسول ﷺ پر حملہ:

✿ جمال الدین ابراہیم بن محمد طیبی سے منقول ہے کہ مغلوں (تاتاریوں) کا ایک امیر عیسائی ہو گیا۔ ایک مرتبہ اس کے پاس مغلوں اور عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی کہ ایک عیسائی کی جو بدبختی آئی تو اس نے حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی شروع کی۔ قریب ہی ایک شکاری کتا بندھا ہوا تھا۔ جب وہ دریدہ دہن کچھ زیادہ ہی بولنے لگا تو کتا اپنے آپ کو چھڑا کر اس پر جھپٹ پڑا اور اس کے چہرے کو نوچ ڈالا۔ لوگوں نے بمشکل اس کی جان چھڑائی۔ اس وقت وہاں موجود لوگوں نے اسے سمجھایا کہ اس کتے نے تم پر حملہ محمد (ﷺ) کی بے ادبی کی بناء پر کیا ہے۔ عیسائی کہنے لگا:......"ہرگز نہیں! یہ کتا خوددار ہے۔ اس نے مجھے اپنی طرف اشارہ کرتے دیکھ کر مجھ پر حملہ کیا ہے۔ وہ یہ سمجھا کہ میں اسے مارنا چاہتا ہوں۔" یہ کہہ کر پھر وہی گستاخانہ باتیں شروع کر دیں اور جو منہ میں آیا بکنے لگا۔ اب کی مرتبہ جو کتے نے اس پر حملہ کیا تو اس کے نرخے کو دبوچ لیا اور اسے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک گردن سے الگ نہ کر دیا۔ عیسائی موقع پر جہنم رسید ہو گیا۔ یہ دیکھ کر چالیس ہزار کے قریب تاتاری مسلمان ہو گئے۔

(بچوں کا اسلام، ۲۰ مئی ۲۰۱۲، ص۱۳)

جانوروں کو تکلیف پہنچانا اور استطاعت سے زیادہ کام لینا

جانوروں سے متعلق شریعت کی ایک اہم ہدایت اور پاکیزہ تعلیم یہ ہے کہ جو جانور اپنے کام میں استعمال ہوتے ہیں، ان کو تکلیف پہنچانا، اور ان کی برداشت سے زیادہ ان سے کام لینا جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک آدمی کے باغ میں داخل ہوئے، وہاں ایک اونٹ تھا، تو اس اونٹ نے جب نبی ﷺ کو دیکھا، تو گردن کو جھکا لیا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، اور اس کے کانوں کے ساتھ ہاتھ پھیرا، جس سے وہ اونٹ خاموش ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟

تو ایک نوجوان انصاری آیا، اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میرا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے، کیا اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اس لئے کہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے، کہ آپ اس کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اور اس سے مسلسل کام لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو بے جا تکلیف پہنچانا، خواہ خوراک کے لحاظ سے ہو، یا کام زیادہ لینے اور آرام کم دینے کے لحاظ سے ہو، سخت گناہ ہے۔

افسوس ہے کہ آج حضور ﷺ کی ان ہدایات پر عمل تو کیا ہوتا؟ ان کی طرف توجہ ودھیان بھی نہیں۔ جانوروں سے صبح سے شام تک نہ صرف یہ کہ مسلسل کام لیا جاتا ہے، اور انہیں آرام نہیں دیا جاتا، بلکہ جانور کے تھک کر چور ہونے کے باوجود جب کسی جانور سے سستی ظاہر ہوتی، اور اس کو تھکن کا احساس اور کچھ آرام کا تقاضا ہوتا ہے، تو بے دردی و بے رحمی کے ساتھ اس جانور کی پٹائی بھی کی جاتی ہے، نہ جانور کی بھوک کا لحاظ کیا جاتا اور نہ ہی پیاس کا، اور نہ ہی جسم کے اکڑنے اور دکھنے کا۔

گھوڑے تانگے، بیل گاڑی اور کھوتے ریڑھی والے، اکثر اس سلسلہ میں غفلت اختیار کرتے ہیں، بعض اوقات اتنا زیادہ وزن ان کے اوپر لاد دیتے ہیں، کہ غریب جانور کی ہڈی پسلی ایک ہوکر رہ جاتی ہے، اور جب یہ بوجھ جانور سے لے کر چلنا مشکل ہوتا ہے، تو اوپر سے ڈنڈے بھی برسائے جاتے ہیں۔

حالانکہ جانور کا معاملہ انسان سے زیادہ نازک ہے، اور اس کو بے جا تکلیف پہنچانے اور بے جا مارنے پیٹنے کے بارے میں قیامت کے دن انسان سے مؤاخذہ ہوگا۔

❀ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جانور پر سوار ہو (یا کوئی بوجھ لادو) تو (وزن) پیچھے رکھو (گردن کے قریب نہ رکھو) کیونکہ جانور کے ہاتھ (یعنی اگلے پاؤں) لٹکے ہوئے ہوتے ہیں، اور پاؤں بندھ جاتے ہیں۔

فرمایا: تم جانور پر وزن کو پیچھے کرو (گردن کے قریب نہ رکھو) کیونکہ جانور کے ہاتھ (یعنی اگلے پاؤں) لٹکے ہوئے ہوتے ہیں، اور پاؤں بندھ جاتے ہیں (اس طرح وہ پوری طرح جکڑ جاتا ہے، اور چلنے میں تنگی پاتا ہے)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً اسی طرح روایت ہے:

مطلب یہ ہے کہ جانور پر سوار ہوتے وقت جانور کی پیٹھ کے درمیان میں بیٹھو، اور اسی طرح جانور پر وزن بھی اس کی پیٹھ کے درمیان رکھو، نہ زیادہ آگے ہو، اور نہ پیچھے، کیونکہ آگے ہونے کی صورت میں جانور کے اگلے دو پاؤں نیچے کو لٹک جاتے یعنی بوجھل ہو جاتے ہیں، اور پچھلے دو پاؤں بندھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کو بوجھ لے کر چلنا مشکل ہوتا ہے۔

اور احادیث میں پیچھے ہو کر بیٹھنے اور وزن ڈالنے کا ذکر اس لئے کیا گیا، کہ اس موقع پر آگے کی طرف بیٹھنا اور وزن ڈالنا دیکھا گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کو ایک جانور پر سوار دیکھا، تو فرمایا کہ ان میں سے تیسرا ملعون ہے۔

اور جانور پر دو سے زیادہ افراد نہ ہوں، اور تم جانوروں کے چہرے پر نہ مارو، کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین آدمیوں کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا، تو فرمایا کہ تم میں سے ایک نیچے اتر جائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے پر لعنت فرمائی ہے۔

جو تین بندے ایک جانور پر سوار ہوں، تو ان میں سے ایک ملعون ہے۔

تشریح:

تین آدمیوں کا ایک جانور پر سوار ہونا اس وقت گناہ اور باعث لعنت عمل ہے، جبکہ جانور میں اس کا تحمل اور طاقت نہ ہو، اور اس کو بے جا ایذاء و تکلیف ہوتی ہو، خواہ گھوڑا ہو، یا خچر، یا گدھا، یا اونٹ، اور اگر کوئی جانور زیادہ طاقتور اور قوی ہے، جس کی وجہ سے اسے تین سواروں کو اپنے اوپر سوار کرنے میں تکلیف و ایذاء نہیں ہوتی، تو پھر گناہ نہیں ہے۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض موقعوں پر تین افراد کا ایک جانور پر سواری کرنا ثابت ہے۔

❀ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، کہ ایک آدمی اونٹ پر گزرا، جس کے آگے ایک اونٹ کو آگے کی طرف کھینچنے والا تھا، اور ایک پیچھے سے ہنکانے والا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آگے اور پیچھے والے، اور سوار تینوں پر لعنت ہے۔

تشریح اس لعنت کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جانور کو آگے سے بھی کھینچا جائے، اور پیچھے سے بھی آگے کی طرف زور زبردستی کر کے ہنکایا جائے، اس طرح جانور کو اس کی استطاعت سے زیادہ تیز چلنے پر مجبور کیا جائے، جو ظاہر ہے کہ جانور پر زیادتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ جانور کو بے جا تکلیف پہنچانا، اور اس کی استطاعت وحیثیت سے زیادہ کام لینا، اور اس پر اس کے تحمل سے زیادہ وزن ڈالنا اور بوجھ لادنا، یہاں تک کہ اسے استطاعت سے زیادہ تیز چلنے یا زیادہ دور چلنے پر مجبور کرنا، یہ سب اسلام کی نظر میں سخت گناہ کی باتیں، اور باعث لعنت حرکات ہیں۔

ایسے چوپایہ جانوروں کا ذکر جن کی باتیں انسان کے مشابہ ھیں

مکھی کی ذکاوت

ابوسعید روایت کرتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکھی کے دونوں پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے...... اور وہ اپنا بچاؤ اس طرف کے پر سے کرتی ہے جس میں بیماری ہے (یعنی جب کسی شے پر گرتی ہے تو اس طرف سے گرتی ہے)...... تو جب وہ تمہارے کسی برتن میں گر جائے (جس میں شوربہ وغیرہ ہو) تو چاہیے کہ پوری کو غوطہ دو پھر نکال کر پھینک دو۔ (یہ مکھی کی ذکاوت ہے کہ وہ اچھے حصے کو نقصان سے بچانا چاہتی ہے۔)

بندر کی ذکاوت نے کمال عدل کا تماشا دکھایا

ابو صالح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کشتی میں شراب فروخت کیا کرتا تھا اور اس میں پانی ملا دیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کشتی میں ایک بندر بھی تھا۔ ایک مرتبہ اس کی وہ تھیلی جس میں اس کے دینار تھے اس بندر کے ہاتھ آگئی۔ وہ اس کو لے کر کشتی کے مستول کی چوٹی پر

چڑھ گیا اور اس تھیلی کو کھول کر ایک دینار دریا میں پھینکتا اور ایک کشتی میں ڈالنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ تھیلی میں کچھ باقی نہ رہا۔ (بندر کی ذکاوت نے کمال عدل کا تماشا دکھایا کہ پانی کے حصہ کی قیمت دریا کے حوالہ کی اور اصل شے کی قیمت مالک کو دے دی)

کتا اور اس کی وفاداری کے چند واقعات

کتے کی وفاداری کا پہلا واقعہ

محمد بن ناصر نے بیان کیا کہ ایک شخص بعض سلاطین کی طرف پہنچا تھا اور اس کے ساتھ آرمینیہ کا حاکم تھا۔ یہ اپنے جائے اقامت کو واپس ہو رہا تھا۔ اس کا گزر ایک مقبرہ پر ہوا۔ اس میں ایک قبہ تعمیر کیا گیا تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ کتے کی قبر ہے۔ جس شخص کو اس کا حال معلوم کرنا ہے اس کو چاہیے کہ فلاں بستی میں جائے جو ایسی اور ایسی ہے (یعنی بستی کا محل وقوع اور پتہ نشان دیا گیا تھا)...... وہاں ایک شخص اس کا حال بتائے گا۔ اس شخص نے بستی کا راستہ معلوم کیا تو لوگوں نے راستہ بتا دیا۔ یہ بستی میں پہنچا اور بستی والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے ایک بوڑھی کا پتہ دیا جس کی عمر سو برس سے متجاوز تھی۔ اس نے اس سے مل کر سوال کیا تو اس نے قصہ سنایا کہ میرے نواح میں ایک عظیم الشان بادشاہ تھا اور وہ سیر و شکار اور سفر میں مشہور تھا۔ اس کے پاس ایک گھر کا پلا ہوا کتا تھا جو اس سے جدا نہ ہوتا تھا۔ ایک دن وہ اپنی کسی شکار گاہ کی طرف جانے لگا تو اپنے بعض غلاموں کو اس نے حکم دیا کہ باورچی سے کہہ دیں کہ ہمارے لئے دودھ کی کھیر تیار کرے، اس کی ہم کو خواہش ہے اس لئے یہ بنا لینا...... اور اپنی سیر گاہ کو روانہ ہو گیا۔

دودھ لایا اور باورچی نے اس کی تیاری شروع کر دی...... اور اس نے بادشاہ کے لئے بہت سی کھیر تیار کر دی اور یہ بھول گیا کہ اس کو کسی چیز سے ڈھک دیتا اور دوسرے کھانوں کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ تو دیوار کے سوراخ سے ایک زہریلا سانپ نکلا اور اس نے اس دودھ میں منہ ڈال دیا اور کھیر میں اپنا زہر چھوڑ دیا ...... کتا کھڑا ہوا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا...... اگر اس کے اختیار میں سانپ کے بھگانے کا کوئی حیلہ ہوتا تو وہ اس کو دور کر دیتا...... وہیں ایک باندی تھی، کمزور، نازک، گونگی، جس کی ٹانگیں ماری ہوئی تھیں وہ بھی سانپ کی حرکات

کو دیکھ رہی تھی۔ بادشاہ شکار سے آخر دن میں واپس آیا اور غلاموں کو حکم دیا کہ سب سے پہلے میرے سامنے کھیر لاؤ۔ جب وہ اس کے سامنے رکھی گئی تو گونگی نے اس کو اشارہ کیا مگر وہ سمجھا نہیں کہ یہ کیا کہہ رہی ہے اور کتے نے بھونکنا اور چلانا شروع کیا، مگر اس نے اس کی طرف بھی التفات نہ کیا۔ کتا اور زور سے چلایا...... پھر بھی وہ اس کا مطلب نہ سمجھا اور اس کے سامنے جو کھانے کے لئے روزانہ ڈالا کرتا تھا ڈال دیا، مگر کتا اس کے قریب بھی نہ گیا اور چلاتا ہی رہا۔ تو اس نے غلاموں سے کہا کہ اس کو ہمارے سامنے سے ہٹا دو، یہ اس کی عادت ہے اور دودھ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ جب کتے نے بادشاہ کو دیکھا کہ اس نے کھانے کا ارادہ کر ہی لیا تو دسترخوان پر جا چڑھا اور اپنا منہ بڑے پیالے میں ڈال دیا اور دودھ میں سے ایک گھونٹ پی لیا اور فوراً مر گیا۔ اس کا گوشت بھی پھٹ کر ٹکڑے ہو گیا۔ بادشاہ کتے کی اس حالت اور اس کی حرکات سے حیران رہ گیا۔ پھر اس کو گونگی نے اشارے کئے۔ اس وقت وہ کتے کی حرکات کا مطلب سمجھا۔ بادشاہ نے اپنے مصاحبوں اور خادموں سے کہا کہ جس نے اپنی جان کو قربان کر دیا وہ خاص سلوک کا حق دار ہے۔ اس کو میرے سوا نہ کوئی اٹھائے اور نہ دفن کرے۔ بادشاہ نے اس کو خود دفن کیا اور اس پر قبہ تعمیر کیا اور اس پر وہ تحریر لگائی جو تم نے پڑھی۔

دوسرا واقعہ

ابو عثمان مدائنی نے بیان کیا کہ بغداد میں ایک شخص ہمارے پڑوس میں رہتا تھا جو بہت سے کتے کھیل کے لئے رکھے ہوئے تھا۔ ایک دن علی الصباح اس نے کسی ضرورت کے لئے جانا چاہا۔ اس کے پیچھے ایک کتا چلنے لگا، جو اس کے دوسرے کتوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ خصوصیت رکھتا تھا۔ اس نے اس کو لوٹانا چاہا مگر وہ نہیں لوٹا۔ یہ شخص چل دیا، یہاں تک کہ چند ایسے لوگوں کے سامنے پہنچ گیا جن سے اس کی دشمنی تھی۔ انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قابو میں کر لیا۔ کتا بھی ان کو دیکھ رہا تھا۔ کتا وہاں سے نکلا۔ اور مالک کی حمایت میں اس پر بھی ایک زخم لگا تھا۔ وہ اپنے مالک کی دکان پر آیا اور بھونکتا تھا۔ اس شخص کی ماں اپنے بیٹے کو ڈھونڈ رہی تھی۔ کتے کے زخم دیکھ کر اس کو یقین ہو گیا کہ بیٹے کے قتل کے نتیجہ میں ہی اس کے زخم آیا ہے...... اور پورا یقین ہو گیا کہ وہ ختم ہو چکا۔ وہ اس پر ماتم کرنے لگی اور سب کتوں کو گھر سے نکال دیا۔ اور کتا برابر اس قاتل کی فکر میں لگا رہا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ یہ قاتل ادھر سے چلا جا رہا تھا اور وہ کتا بھی کھڑا تھا۔ کتے نے اس کو پہچانا اور اس کو جھنجھوڑ ڈالا اور اس کے ساتھ چمٹ گیا۔ راستہ والوں نے اس کو چھڑانے کی ہر چند کوشش کی مگر کوئی پیش

نہ چلی...... تو ایک شور مچ گیا۔ ایک گلی کا محافظ آیا اور اس نے دیکھ کر کہا کہ کتے کا اس کو چمٹ جانا یوں ہی بے معنی نہیں، ضرور اس میں کوئی راز ہے...... اور ہو سکتا ہے کہ یہ وہ شخص ہو جس نے اس کو زخمی کیا تھا۔ شور وشغب سن کر اس مقتول کی ماں بھی نکل آئی۔ اس نے کتے کو دیکھا کہ وہ اس شخص کو چمٹا ہوا ہے اور محافظ کی گفتگو بھی اس کے کانوں میں پڑی تو اس کو یاد آ گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو اس کے بیٹے کا دشمن تھا۔ وہ بھی اس کو لپٹ گئی اور اس نے اس پر دعویٰ قتل دائر کیا۔ دونوں پولیس افسر کے سامنے پیش ہوئے تو حاکم (بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کو خلیفہ راضی باللہ کے سامنے پیش کیا گیا اور اس کے حکم سے قید کیا گیا۔ پھر جب اس نے اقرار نہ کیا تو رہا کیا گیا۔ پھر آگے وہی صورت پیش آئی جو تحریر کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ خلیفہ نے اپنے غلام کو تفتیش کے لئے قاتل کے ساتھ بھیجا۔ بالآخر قاتل کو اقرار کرنا پڑا اور دوسرے قتل کے شریک بھاگ گئے) نے اس شخص کو مار پیٹ کے قید کر دیا، مگر اس نے اقرار نہ کیا اور کتا قید خانہ کے دروازے سے لگا ہی رہا (اور پیچھا نہ چھوڑا)۔ جب چند دن گزر گئے (اور ثبوت نہ ملا) تو اس شخص کو چھوڑ دیا گیا۔ جب یہ شخص نکلا تو کتا پھر لپٹ گیا۔ دونوں کو جدا کیا گیا لیکن وہ برابر اس کے پیچھے چلتا اور بھونکتا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہوا تو یہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گھر میں جا گھسا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک پولیس افسر اس طرح جا رہا تھا کہ یہ شخص نہیں سمجھ سکا...... اور وہ بھی گھر میں گھس گیا۔ کتے نے اندر جا کر (جس جگہ مقتول دبا ہوا تھا) اپنے پنجوں سے وہاں کی مٹی ہٹانا شروع کر دی۔ پھر اس جگہ کو کھودا گیا تو لاش دستیاب ہوگئی۔ پھر اس متہم (ملزم) کو گرفتار کر کے زد وکوب کیا گیا تو اس نے اقبال جرم کر لیا اور دوسروں کے نام بھی بتا دیئے۔ یہ شخص بھی قتل کیا گیا اور ان کو بھی سولی دی گئی۔

تیسرا واقعہ

محمد بن الحسین بن شداد نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ایک کتا تھا۔ اس کو اپنے قریب بٹھا رکھا تھا اور خوبصورت دیباج سے اس کی پشت کو ڈھانپ رکھا تھا۔ میں نے (اس قدر انس کا) سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ میرا ایک ساتھی تھا جس کا رہنا سہنا میرے ساتھ تھا۔ ہم دونوں ایک سفر کے لئے روانہ ہوئے (اور کتا بھی ہمراہ تھا)...... اس نے میری مشکیں کس دیں اور مجھے وادی میں ڈال دیا اور جو کچھ میرے پاس تھا سب چھین کر چلتا ہوا۔ یہ کتا میرے ساتھ بیٹھا رہا، پھر مجھے چھوڑ کر بھاگا اور جلد ہی واپس میرے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ایک روٹی تھی جس کو اس نے میرے سامنے ڈال دیا۔ میں نے اسے کھایا

اور گھسٹتا ہوا ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں پانی تھا۔ میں نے اس میں سے پیا۔ اور کتے نے باقی تمام رات میرے ساتھ گزاری۔ پھر میں سو گیا، جب جاگا تو اس کو نہ پایا۔ پھر زیادہ دیر نہ لگی کہ وہ میرے پاس آ گیا اور روٹی لئے ہوئے تھا۔ میں نے اس کو کھایا۔

پھر جب تیسرا دن ہوا تو وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ میرے لئے روٹی لے کر آ جائے گا۔ چنانچہ وہ روٹی لے کر آ گیا اور میرے سامنے ڈال دی۔ ابھی میں اس روٹی کو پورا کھانے نہ پایا تھا کہ میں نے اپنے سرہانے اپنے بیٹے کے رونے کی آواز سنی...... اور اس نے گھبرا کر کہا: یہاں آپ کیا کر رہے ہیں اور آپ کو کیا قصہ پیش آیا؟ وہ سواری سے اتر پڑا اور اس نے میری مشکیں کھولیں اور مجھے اس بندش سے نکالا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ یہاں میرے موجود ہونے کا تم کو کیسے علم ہوا اور کس نے تم کو مجھ تک پہنچایا؟ اس نے کہا کہ کتا ہمارے پاس روزانہ آتا رہا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کے حصہ کی روٹی ڈالتے تھے۔ وہ اس کو کھاتا نہیں تھا (اور لے کر بھاگ جاتا تھا) چونکہ وہ آپ کے ساتھ تھا تو ہم کو اس سے تشویش پیدا ہو گئی کہ وہ بغیر آپ کے تنہا کیسے آتا ہے اور وہ روٹی کو اپنے منہ میں اٹھا کر لے جاتا ہے اور اس کو چکھتا بھی نہیں۔ پھر اگلے دن بھی اس نے وہی کیا تو ہم کو سخت تشویش ہو گئی۔ پھر میں اس کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ آپ تک پہنچ گیا۔

حارث بن صعصعہ کا وفادار کتا

حارث بن صعصعہ کے چند ایسے دوست تھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے۔ ان میں سے ایک دوست نے ان کی بیوی سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اس سے راہ رسم پیدا کی۔ حارث کے پاس ایک کتا تھا جس کو اسی نے پالا تھا۔ ایک مرتبہ حارث اپنی سیر گاہ کی طرف نکلا اور وہ شخص اس کے ساتھ نہیں گیا۔ وہ اس کی بیوی کے پاس پہنچا اور اس سے اختلاط شروع کر دیا۔ جب اس کے ساتھ جماع میں مشغول ہو گیا تو کتے نے دونوں پر حملہ کر دیا اور دونوں کو پھاڑ دیا۔ جب حارث واپس آیا تو اس نے دونوں کو دیکھا اور ماجرا سمجھ گیا۔ اس کے بعد تمام دوستوں سے ترک تعلق کر دیا اور کتے ہی کو اپنا ہمدم بنا لیا۔ عرب میں یہ قصہ مشہور ہو گیا۔ اس نے یہ شعر کہے (دمیری نے اس واقعہ پر صعصعہ کی طرف سے ان اشعار کو منسوب کیا ہے)

وما زال یرعی ذمتی ویحوطنی
ویحفظ عرسی والخلیل یحون

کتا ہمیشہ میرے حق کی مراعات کرتا ہے اور میرے پہرہ دیتا ہے۔ اور میری بیوی کی نگہداشت کرتا ہے اور دوست خیانت کرتا ہے۔

فیا عجبا للخل حرمتی
ویاعجبا للکلب کیف بھون

تعجب ہے دوست پر کہ وہ عزت کو بٹہ لگاتا ہے اور حیرت ہے کتے پر کہ وہ کس طرح حفاظت کرتا ہے

فکلب خیر من خلیل یخوننی
وینکح عرسی بعد وقت رحیلی

یقیناً کتا بہتر ہے اس دوست سے جو میرے ساتھ خیانت کرتا ہے اور میری بیوی سے میرے کوچ کرنے کے بعد ہم بستری کرتا ہے۔

سأجعل کلبی ماحییت منا دمی
وامنحہ ودی وصفر خلیلی

اب میں جب تک زندہ ہوں کتے ہی کو اپنا ہم دم بنائے رکھوں گا۔ اور اپنی تمام محبت اور دل کا لگاؤ اسی کو بخشوں گا۔

چوتھا واقعہ

ابن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص بصرہ سے سفر میں نکلا تو اس کے پیچھے پیچھے ایک کتا بھی ہولیا۔ (راستہ میں) اس شخص پر چند لوگوں نے حملہ کیا اور اس کو زخمی کر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے پاٹ دیا۔ جب وہ لوگ وہاں سے گزر گئے تو کتے نے اس گڑھے پر آ کر پنجوں سے مٹی ہٹانا شروع کر دی، یہاں تک کہ اس شخص کا سر ظاہر ہو گیا اور اس میں سانس کی آمدورفت باقی تھی۔ پھر کچھ لوگوں کا گزر ہوا تو انہوں نے اس کو زندہ نکال لیا۔

کتے سلامتی کا باعث

ابن خلف نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے دوست نے بیان کیا کہ میں باغ میں گیا اور میرے دو کتے میرے ساتھ تھے جو میرے پالے ہوئے تھے۔ میں باغ میں سو گیا۔ دفعتہً دونوں نے بھونکنا شروع کر دیا، جس

سے میں بیدار ہوا تو میں نے کوئی بُری چیز نہ دیکھی۔ وہ پھر بھونکے تو میں نے ان کو مارا اور سو گیا تو دفعتہً دونوں نے اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں سے مجھے اس طرح ہلانا شروع کر دیا جس طرح سونے والے کو جگایا جاتا ہے۔ میں فوراً اٹھ بیٹھا تو دیکھا کہ ایک کالا زہریلا سانپ میرے قریب آ چکا ہے۔ میں فوراً اٹھا اور اس کو مار ڈالا...... تو یہ دونوں کتے میری سلامتی کا باعث ہوئے۔

کتے کی شکار کرنے میں سمجھداری

حکماء کا مقولہ ہے کہ کتے کی ذہانت کی ایک بات یہ ہے کہ جب وہ ہرن کو دیکھتا ہے (چاہے وہ قریب ہو، چاہے دور ہو) تو پہچان جاتا ہے کہ وہ ہماری طرف آنے کا ارادہ رکھتا ہے یا پیٹھ پھیر کر جانے والا ہے...... اور نر کو اور مادہ کو پہچان لیتا ہے، تو شکار میں صرف نر کا ہی پیچھا کرتا ہے، اگرچہ یہ بھی جانتا ہے کہ نر زیادہ تیز دوڑتا ہے اور مادہ کی بہ نسبت بڑی چوکڑی لگاتا ہے...... اور مادہ کو چھوڑ دیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی دوڑ میں تیزی کم ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو معلوم ہے کہ نر جب جنگل کے ایک دو چکر لگاتا ہے تو اس کا پیشاب زور کرنے لگتا ہے (اور ایسا ہی ہر ایک حیوان کا حال ہے کہ جب اس کی گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے تو اس کا پیشاب زور کرنے لگتا ہے) اور تیز دوڑنے کی وجہ سے کرنے کا موقع نہیں ملتا تو اس کی دوڑ سست اور چوکڑی گھٹ جاتی ہے تو کتا اس کو دبوچ لیتا ہے۔ لیکن ہرنی کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا پیشاب با آسانی نکال دیتی ہے (کشادہ سوراخ اور نرم مخرج کی بناء پر) وہ پھر تازہ دم ہو جاتی ہے۔ کتے کی ایک بڑی سمجھداری یہ ہے کہ شکار کے لئے ایسے وقت نکلتا ہے کہ پالا اور برف پڑی ہو اور زمین پر اس کی تہہ جم گئی ہو...... شکاری ایسے وقت میں نہیں پتہ لگا سکتا کہ ہرن کی کھوری کدھر ہے اور خرگوش کا سوراخ کہاں تو کتا دوڑتا اور دیکھتا ہوا وہیں سوراخ کے موقع پر ہی ٹھہرتا ہے اور اس کے پہچاننے کا معیار یہ ہے کہ حیوانات کے سانس اور پیٹ کے بخارات سوراخ کے منہ پر جس قدر برف کا حصہ منجمد ہوتا ہے اس سے ٹکرا کر گلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ رقیق ہو جاتا ہے یعنی برف کی تہہ پتلی ہو جاتی ہے...... اور یہ ایسی باریک اور گہری بات ہے جس کو کتا ہی پہچانتا ہے اور کتا جب کسی کو پورے طور پر گھیر لیتا ہے تو اس سے بچنا مشکل ہے بجز اس کے کہ زمین پر اس کے سامنے عاجزی سے بیٹھ جائیں تو پھر وہ اس پر بھونکنا بھی بند کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس کو بالکل اپنے قابو میں سمجھ لیتا ہے اور اس بیٹھنے کو عاجزی کی علامت قرار دیتا ہے۔

چوہے کی ذہانت

ابوبکر بن الخاضنہ نے اپنے اتالیق ابی طالب المعروف با بن الدلو سے نقل کیا ہے (اور وہ ایک نیک مرد تھے، مقام نہر طابق میں رہتے تھے) کہ وہ ایک رات بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اس وقت تنگ دست تھا...... ایک بڑا چوہا نکلا اور اس نے گھر میں دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر دوسرا نکل آیا اور دونوں نے کھیلنا شروع کر دیا۔ میرے سامنے ایک طشت تھا۔ میں نے ان میں سے ایک پر اسے الٹا کر دیا تو دوسرا چوہا آیا اور طشت کے گرد پھرنے لگا اور میں خاموش دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اپنے بل میں گھسا اور منہ میں ایک کھرا دینار لے کر نکلا اور اس کو میرے سامنے ڈال دیا۔ میں لکھنے میں مشغول رہا اور وہ ایک گھڑی تک بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہا۔ پھر واپس گیا اور دوسرا دینار لے کر آیا اور پھر کچھ دیر بیٹھا۔ یہاں تک کے چار یا پانچ دینار لے کر آیا۔ اس مرتبہ ہر بار سے زیادہ دیر بیٹھا رہا۔ پھر واپس گیا اور ایک چمڑے کی خالی تھیلی کھینچ کر لایا جس میں یہ دینار رکھے ہوئے تھے۔ اس کو ان دیناروں کے اوپر رکھ دیا...... تو میں سمجھ گیا کہ اب اس کے پاس کچھ باقی نہ رہا...... تو میں نے طشت اٹھا دیا تو دونوں بھاگ کر بل میں گھس گئے اور میں نے دینار لے لئے۔

استقلال کامیابی کی دلیل ہے (بلی کا سبق)

محمد بن عجلان نے بیان کیا...... جو زیاد کے آقا تھے...... کہ زیاد ایک دن ان کی بیٹھک میں آیا تو اس کی نظر ایک بلاؤ پر پڑی جو کمرے کے ایک گوشے میں بیٹھا تھا۔ میں اس کو بھگانے کے لئے گیا تو زیاد نے کہا کہ اسے چھوڑ دیجئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں یہ کیوں بیٹھا ہے؟ پھر زیاد نے ظہر کی نماز پڑھی اور واپس بیٹھک میں آ گیا...... پھر عصر کی نماز پڑھ کر واپس آ گیا اور تمام وقت وہ بلاؤ کو دیکھتا رہا (وہ اسی جگہ جم کر بیٹھا ہوا تھا) پھر جب غروب شمس سے کچھ پہلے کا وقت ہوا تو ایک موٹا چوہا (گھونس) نکلا تو اس پر بلاؤ جھپٹا اور اس کو پکڑ لیا...... تو زیاد نے کہا...... جو شخص کوئی کام کرنا چاہے تو چاہیے اس پر اس طرح استقلال کے ساتھ جم جاوے جس طرح بلاؤ جما رہا...... تو وہ ضرور کامیاب ہوگا۔

بچاؤ والا تیتر

قاسم بن ابی طالب التنوخی نے بیان کیا کہ میں انبار میں سلطان کے باز دار ساتھیوں کے ساتھ (شکار میں) جاتا تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ باز کو ایک تیتر پر چھوڑا۔ باز اڑ کر تیتر سے جا ملا۔ تیتر نے فوراً ایک

جھنڈ میں گھس کر اپنے آپ کو کانٹوں کے درمیان پہنچا دیا جو وہاں پڑے ہوئے تھے اور ان میں سے کانٹوں کی دو لمبی شاخیں اپنے پنجوں میں پکڑ کر گدی کے بل زمین پر لیٹ گیا اور ٹانگیں الال دیں۔ اس طرح باز سے چھپنا چاہا۔ جب باز اس کے قریب آ گیا تو اڑا اور اس کا باز نے شکار کیا۔ سب لوگوں نے کہا: ہم نے اس سے زیادہ بچاؤ کرنے والا تیتر نہیں دیکھا۔

جانوروں سے متعلق عرب کے محاورات

مصنف فرماتے ہیں کہ عرب بولتے ہیں...... **احذر من غراب** ......کوے سے زیادہ محتاط...... **احذر من عقعق** ......عقعق سے زیادہ محتاط (یہ کوے کی صورت کا ایک پرندہ ہے)...... **احذر من ذئب** ......بھیڑیئے سے زیادہ محتاط ......اور لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ بھیڑیا اس حد تک اپنا بچاؤ کرتا ہے کہ وہ اپنی دونوں آنکھوں کو بھی بچاؤ میں اپنا ساتھی بنالیتا ہے۔ جب سوتا ہے تو ان میں سے ایک کھولے رکھتا ہے تاکہ وہ اس کی نگہبان رہے......حمید بن ہلال نے بھیڑیئے کے بارے میں کہا ہے:

ینام باحدی مقلتیه ویتقی
باخری الاعادی فهو یقظان ها جمع

ترجمہ:......(بھیڑیا) اپنی ایک آنکھ سے سوتا ہے......اور دوسری آنکھ سے دشمنوں سے بچاؤ کرتا ہے تو وہ (بیک وقت) جاگتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے۔

عسکری نے کہا......''یہ محال ہے کیونکہ نیند ہر زندہ چیز پر چھا جاتی ہے'' مؤلف کتاب کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ نیند کے شروع ہونے کے وقت ایک آنکھ بند کرتا اور دوسری کھولے رکھتا ہے، یہاں تک کہ نینداس پر غالب آ جائے تو ان کا کلام صحیح بن جائے گا۔ عرب کا یہ مقولہ بھی ہے......

احذر من ظُلَیْم ...... ظُلَیْم سے زیادہ محتاط......ظُلَیْم نر شتر مرغ کو کہتے ہیں۔

مکاء پرندے کا سانپ کو مارنا

ابن الاعرابی نے ہشام بن سالم سے نقل کیا کہ ایک سانپ نے مکاء کا انڈا کھالیا (مکاء ایک سفید رنگ کا خوش آواز پرندہ ہے) مکاء نے اس کے سر پر پھڑ پھڑانا شروع کیا اور اس سے قریب ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ

جب سانپ نے اس پر اپنا منہ کھولا اور اس کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے اس کے منہ میں ایک چھوٹی سی ہڈی ڈال دی جو اس کے حلق میں اٹک گئی۔ یہاں تک کہ سانپ اس سے مر گیا۔

سلیمانی لشکر اور ہدہد کی دعوت

مروی ہے کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ میری تنہا کی؟ اس نے کہا نہیں بلکہ پورے لشکر کی فلاں جزیرہ میں فلاں دن۔ حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں پہنچ گئے تو ہدہد نے فضا میں اڑ کر ایک ٹڈی کا شکار کیا اور اس کو توڑ مروڑ کر دریا میں ڈال دیا اور کہا کہ اے نبی اللہ! اگر گوشت تھوڑا ہے تو شوربا بہت ہے۔ سب کھاؤ جس کو گوشت نہ ملے شوربا تو مل ہی جائے گا۔ سلیمان علیہ السلام ایک سال تک (جب اس واقعہ کو یاد کرتے تو) ہنستے رہے۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑھیا کا عجیب جواب

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ”آپ کا پیر کون ہے؟“

آپ نے فرمایا کہ ”ایک بڑھیا ہے“۔

کہا گیا ”کس طرح سے؟“

آپ نے کہا کہ: ایک روز میں توحید اور شوق کے ایسے جوشوں میں تھا کہ کسی اور چیز کی بال برابر بھی گنجائش نہ تھی۔ میں بے خود ہو کر جنگل میں چلا گیا۔ ایک بڑھیا ملی جو اپنے سر پر بوجھ لئے ہوئے آ رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ”میرے وزن کو اٹھاؤ۔ میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں۔“

ادھر میری یہ حالت تھی کہ میں خود کو نہیں اٹھا سکتا تھا پھر اس کے اٹھانے کی کہاں تاب تھی۔ میں نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ آیا میں نے وہ بوجھ شیر کی پشت پر رکھ دیا اور اس بڑھیا سے کہا کہ ”تو شہر میں جائے تو اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو نہ پہچانیں۔“

لیکن بڑھیا نے کہا ”میں نے ایک ظالم اور ایک رعنا کو دیکھا۔“

میں نے کہا کہ ”کس طرح؟“

وہ کہنے لگی کہ ’’اے بایزید! کیا یہ شیر مکلّف ہے۔‘‘

میں نے کہا کہ ’’نہیں ہے۔‘‘

اس نے کہا کہ ’’جس کو خدا نے تکلیف نہیں دی، تو اسے تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔‘‘ (دلچسپ اثر انگیز واقعات ص ۹۷)

رنجیت سنگھ اور گائے

❀......سکھوں کے بادشاہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مولانا جان محمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ مولوی جی!...... ہمارے اور تمہارے بزرگ سب اہل بصیرت تھے۔ اب آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان دونوں میں سے (یعنی مسلمان اور سکھوں میں) کون سچا ہے۔ مولانا جان محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مشکل یہ ہے کہ حق بات کہیں تو آپ ناراض ہو جائیں گے۔ اور ناحق بات کہیں تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے۔ رنجیت سنگھ نے حق بات کرنے کی مکمل اجازت دی۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے دین میں جو چیز جس کا کھانا حرام ہے یا وہ خبیث اور پلید ہوتی ہے۔ جیسے سور (خنزیر) یا شریف اور پاک ہوتی ہے...... جیسے انسان...... اب تمہارے دین میں گائے کس وجہ سے حرام ہے۔ اگر اس وجہ سے کہ وہ پلید ہے تو اس کی پرستش کا کیا معنی ہے اور اگر شرافت کی وجہ سے حرام ہے تو اس کے چمڑے کا استعمال بھی ناجائز ہو۔ حالانکہ تم جوتی تک اس کے چمڑے سے بناتے ہو۔ رنجیت سنگھ لاجواب ہو گیا۔ (تحفۃ الہند، از مولانا عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نومسلم)

غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کے ڈسنے کا واقعہ:

☆......ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ صدیقِ اکبر غارِ حرا پہنچے تو سوراخوں کو بند کرنے کے لیے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ٹھونستے جاتے۔ ایک سوراخ رہ گیا تو اُس پر ایڑی مبارک رکھ دی، پھر فرمایا: اے اللہ کے حبیب اندر تشریف لے آئیں۔ اُدھر جب غار میں موجود سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی سوراخ پر ہونے کی وجہ سے باہر نکلنے کا راستہ بند پایا تو آپ رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر ڈسنے لگا...... اور اِس کا زہر آپ رضی اللہ عنہ کے وجود میں سرایت کرتا چلا گیا...... جب تکلیف زیادہ ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں درد کی شدت سے چھلک پڑیں۔ اُس وقت حضور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما

رہے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ٹپکے تو آنکھ کھل گئی۔ دریافت فرمایا ابوبکر کیا ہوا؟...... عرض کیا حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اور درد نے بے قرار کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ فوراً اُٹھ بیٹھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر جس جگہ سانپ نے ڈسا تھا۔ اپنا لعابِ دہن لگایا، جس کی مبارک تاثیر سے سانپ کے زہر کا اثر جاتا رہا۔ (سیرت ابنِ ہشام)

کتے کی خدمت کا صلہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سترہ دن ایک زخمی بیمار کتے کی خدمت کی۔ جب کتا صحت یاب ہوگیا۔ تو...... اللہ تعالیٰ نے انہیں اس خدمت کی برکت سے ایسے علوم و معارف عطا فرمائے کہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام بنے۔

جانوروں پر سفر کرتے وقت ان کے حقوق کی رعایت

شریعت مطہرہ نے نہ صرف یہ کہ عام حالات میں جانوروں کے حقوق کی رعایت کی ہے، بلکہ جانور کے چلتے اور سفر کرتے وقت بھی ایسے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی ہے، کہ جن کی طرف خود سے انسان کی توجہ ہونا مشکل تھا۔

❀ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سبزہ اور چارہ کے زیادہ ہونے کے زمانہ میں سفر کیا کرو، تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حق دیا کرو، اور جب خشک سالی کے زمانے میں سفر کیا کرو، تو چلنے میں تیزی کیا کرو، اور جب تم رات کے وقت کسی جگہ آرام کے لئے ٹھہرا کرو، تو راستے سے بچ کر پڑاؤ کیا کرو، کیونکہ وہ (مسافروں اور غیر مسافروں کے) جانوروں کا راستہ ہے، اور رات میں حشرات الارض کا ٹھکانہ ہے۔

تشریح عرب میں اونٹوں پر سفر کرنے کا زیادہ رواج تھا، اس لئے حدیث میں اونٹوں کا ذکر آگیا، ورنہ گھوڑا، گدھا، خچر اور بیل گاڑی وغیرہ سب کا یہی حکم ہے۔

اس مختصر ارشاد میں آپ ﷺ نے جانوروں کے حقوق کی پوری رعایت کے ساتھ انسانوں کو ایذاء سے بچنے کی بھی تعلیم ارشاد فرمادی ہے۔

چنانچہ پہلی تعلیم تو یہ ارشاد فرمائی کہ جانور پر سفر کرنے کی صورت میں جب سبزہ اور چارہ کی کثرت کا زمانہ ہو، تو زمین سے جانوروں کا حق ادا کیا کرو، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب جانور چارے کی کثرت والے مقام سے گزرتا ہے، تو اس کو چارہ دیکھ کر کھانے کا تقاضا پیدا ہوتا ہے، اس لئے ایسی حالت میں اس جانور کو وقتاً فوقتاً راستے سے چارہ کھانے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔

اور جب خشک سالی کا زمانہ ہو تو جلدی سفر طے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جانور کو دیر تک بھوک پیاس کی مشقت نہ اٹھانی پڑے۔

اور دوسری تعلیم یہ ارشاد فرمائی کہ رات کو راستہ سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالا کرو، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دوسرے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو، خواہ وہ مسافر ہوں یا جانور، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ راستوں پر گزرنے والے ایسی چیزیں پھینک اور ڈال دیتے ہیں، جو حشرات الارض (کیڑے مکوڑے وغیرہ) کے کھانے پینے کی ہوتی ہیں، اور وہ رات کی یکسوئی میں ان چیزوں کو کھانے کے لئے راستوں پر آ جاتے ہیں۔

راستے سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالنے کی وجہ سے ایک طرف تو حشرات الارض کو کھانے پینے میں تکلیف نہیں ہوگی، اور دوسری طرف ان کی ایذاء سے بھی حفاظت رہے گی۔

❀ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس گزرے، جو کہ اپنے جانوروں اور سواریوں پر ٹھہرے ہوئے تھے، ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں پر تم سلامتی کے ساتھ سفر کیا کرو، اور ان کو سلامتی کے ساتھ چھوڑا کرو، اور ان کو راستوں اور بازاروں میں اپنی گفتگو کرنے کے لئے کرسیاں نہ بنایا کرو، پس بہت سی سواریاں ان پر سواری کرنے والوں سے بہتر ہیں اور سواری کرنے والوں کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنے والی ہیں۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۶۲۹ و حدیث نمبر ۱۵۶۴۶)

تشریح یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور محدثین نے بھی روایت کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جانوروں پر سفر کرتے وقت بھی ان کے حقوق کی رعایت کیا کرو، کہ ان پر ضرورت سے زیادہ مشقت اور بوجھ نہ ڈالا کرو، اور ان کے کھانے پینے اور آرام کا خیال رکھا کرو، اور جب کسی جگہ ٹھہرنے کی نوبت آئے، مثلاً بات چیت وغیرہ کرنی ہو، تو جانوروں کے اوپر سے نیچے اتر جایا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بنایا ہے۔

اور ضرورت پوری ہونے کے وقت بھی ان کے حقوق کی رعایت کیا کرو، مثلاً یہ کہ ان کو بلا ضرورت سواری والے آلات اور رسیوں وغیرہ میں باندھ کر نہ رکھا کرو۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلاً لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ (سنن أبی داؤد، حدیث نمبرؐ کتاب الجهاد ، باب فی نزول المنازل)

ترجمہ: جب ہم کسی منزل پر اترتے تھے، تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے، جب تک جانوروں سے کجاووں کو نہیں کھول دیتے تھے۔

تَشۡرِیح اور احادیث میں یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ ان جانوروں کو حقیر اور کم تر نہ سمجھا کرو، اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے تابع ضرورت پوری کرنے کے لئے بنایا ہے کہ تم ان کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ خود اور اپنے سامان اور وزن کو لے کر بلا سخت مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے، لہٰذا یہ جانور تمہارے محسن ہیں۔

اس لئے بلا ضرورت ان کو مشقت میں ڈالنا جائز نہیں، اور یہ بات ہر وقت ملحوظ رکھا کرو کہ بہت سے جانور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سواری کرنے والوں سے زیادہ بہتر اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنے والے ہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو راستے میں ضرورت کے مطابق آرام دینا چاہیے، اور راستے میں اگر چارہ میسر ہو، تو اس کو کھلانا پلانا چاہیے، بلکہ جس طرح انسان اپنے سفر کے لئے کھانے پینے کی اشیاء ساتھ رکھتا ہے۔

اسی طرح جانور کے لئے بھی اس کے چارے اور خوراک کا انتظام رکھنا چاہیے، اور جانور پر ضرورت سے زیادہ بوجھ اور وزن نہیں ڈالنا چاہیے۔

مگر افسوس کہ آج شریعت کی ان مقدس ہدایات پر عام طور سے عمل نہیں۔ جانوروں پر نہ صرف ضروریات بلکہ فضولیات میں مبتلا ہوا جاتا ہے، جو جانور گاڑی میں چلائے جاتے ہیں، ان کو گاڑی میں جوڑ کر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور پھر بعض اوقات بھاری بھر کم وزن بھی ان کے اوپر لدا ہوتا ہے۔

بے چارے بے زبان اور معصوم ومظلوم جانوروں کی کھڑے کھڑے ٹانگیں اکڑ جاتی ہیں، سارا جسم تھک کر اور دکھ کر چُور چُور ہو جاتا ہے، گھنٹوں نہیں بلکہ پورا پورا دن بعض ظالم، جانوروں کو جوڑ کر کھڑا رکھتے

ہیں، اور معصوم و بے زبان جانور کی تکلیف کا ذرا احساس نہیں کرتے، گویا کہ انہیں اینٹ پتھر سمجھتے ہیں۔

اور یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ان میں بھی روح ہے اور ان کو بھی دکھ، درد اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے چنگل سے مظلوم جانوروں کو نجات یا پھر ظالموں کی اصلاح فرمائیں۔

پتھر سے پرندہ نکلا جس کے منہ میں کاغذ پر کلمہ لکھا ہوا تھا:

ایک روز ابو جہل نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ اے محمد ﷺ آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسمان...... پھر پوچھنے لگا آپ کا رب زیادہ قوی ہے یا بڑا پتھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پروردگار کی قدرت...... پھر کہنے لگا کہ آپ خدا سے کہیے کہ اس پتھر سے ایک پرندہ نکال دے جو منہ میں ایک کتاب لئے ہو جس میں آپ ﷺ کے صدق کی شہادت موجود ہو تو میں آپ کی تصدیق کرلوں۔

جبرائیل علیہ السلام اترے...... اور اُنہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ پتھر کی طرف اشارہ کیجئے آپ ﷺ نے اشارہ کیا۔ اشارہ کا کرنا تھا کہ پتھر پھٹ گیا اور اس میں سے ایک پرندہ نکل آیا۔ اس کے منہ میں ایک ورق تھا جس پر لکھا ہوا تھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه (نزہۃ المجالس، ص۱۷۴)

ریچھ کا پانی کا سبز گھڑا لاکر پیش کرنا:

سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عجائبات وکرامات سے پہلے پہل یہ دیکھا کہ میں ایک تنہائی کے مقام میں گیا جہاں میرے قلب کو تقربِ الٰہی کا مزہ آیا، اور وہ جگہ اچھی معلوم ہوئی، اور نماز کا وقت آ گیا۔ میری عادت ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنے کی تھی۔ ناگاہ ایک ریچھ نظر پڑا، جو دو پاؤں سے چل رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں پانی سے بھرا ہوا سبز گھڑا تھا۔

گھڑے میں فرشتوں کا پانی ڈالنا:

دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہے۔ میرے قریب آ کر اس نے گھڑا سامنے رکھ دیا اور سلام کیا۔ میرے جی میں ایک علمی اعتراض پیدا ہوا، اور میں نے پوچھا کہ یہ پانی اور گھڑا کہاں سے آیا۔ اس ریچھ

نے کہا اے سہل! ہم لوگ وحوش ہیں، اہل اللہ میں سے جو لوگ اللہ کی محبت و توکل میں تعلقات کو چھوڑے ہوئے ہیں، ان کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ سہل تجدید وضو کے لئے پانی تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے یہ گھڑا ہاتھ میں لیا تو میرے پہلو میں دو فرشتے تھے، میں ان کے قریب گیا۔ اُنہوں نے ہوا پر سے اس گھڑے میں پانی ڈالا۔ مجھے پانی گرنے کی آواز بھی آئی۔

ناگاہ گھڑے کا نگاہوں سے غائب ہو جانا:

سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ گھڑا میرے سامنے دھرا ہے اور ریچھ کا پتہ نہیں۔ مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اس سے اور کچھ بات نہ کی۔ میں نے اس پانی سے وضو کیا، اور پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی۔ اے سہل اس پانی کا پینے کا ابھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا۔ وہ گھڑا میرے سامنے ہل رہا تھا۔ ناگاہ میری نظر سے غائب ہوگیا۔ نامعلوم کہاں گیا۔

(اللہ کے دیوانوں کے محبت بھرے واقعات، ص ۳۹۰ تا ۳۹۱)

ایک بادشاہ کی توبہ کا واقعہ

سید جزائری اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں۔

ایک بادشاہ اپنے خدمت گاروں اور سپاہیوں کے ساتھ سامان سفر تیار کر کے ایک روز شکار پر گیا۔ جب وہ پہاڑ کے دامن میں دوپہر کا کھانا کھانے دسترخوان پر بیٹھا تو ایک شاہین نے اچانک آکر اس کے سامنے سے بھنے ہوئے مرغ کو پلک جھپکتے ہی اٹھا لیا اور تیزی سے اڑتا ہوا چلا گیا۔ بادشاہ یہ بھنا ہوا مرغ کھانا چاہتا تھا لیکن وہ دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس نے فوراً ہی اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر شاہین کا پیچھا کریں اور مرغ واپس لے کر آئیں۔ فوراً ہی لشکر روانہ ہوگیا یہاں تک کہ شاہین کا تعاقب کرتا ہوا پہاڑ کے دامن میں جا پہنچا اور اس کے بعد جب سپاہیوں نے دیکھا کہ شاہین پہاڑ کی دوسری جانب جا چکا ہے تو فوراً ہی یہ سپاہی گھوڑوں سے اتر گئے اور پہاڑ کی بلندی پر جا پہنچے۔ پہاڑ کی دوسری جانب پہنچنے کے بعد انہوں نے بڑا عجیب وغریب منظر دیکھا۔

ان کے سامنے ایک شخص تھا جس کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ زمین پر پڑا ہوا تھا اور (بھنا ہوا مرغ دسترخوان سے اٹھا کر لانے والا) شاہین بڑے مزے سے اس شخص کی مہمان نوازی کر رہا

تھا۔ وہ پرندہ اپنی چونچ سے گوشت نوچ نوچ کر اس شخص کے منہ میں ڈال رہا تھا اور اس کے بعد وہ اڑا اور کہیں سے اپنی چونچ میں پانی بھر لایا۔ پھر اس نے یہ پانی بھی اس شخص کو پلا دیا۔ سپاہی اس شخص کے قریب پہنچے اور اس کے ہاتھ پاؤں کھول کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے...... تو اس نے سپاہیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا۔ ’’میں ایک تاجر ہوں۔ تجارت کے سلسلے میں اپنا مال و اسباب لے کر جا رہا تھا کہ اسی راستے میں ڈاکوؤں کا سامنا ہو گیا۔ وہ میرا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ مجھے قتل کر دیں لیکن میں نے ان سے التجاء کی کہ وہ مجھے جان سے نہ ماریں۔...... وہ کہنے لگے۔ ’’ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ تم کسی طرح آبادی تک پہنچ جاؤ گے‘‘...... اور اس کے بعد ان لوگوں نے مجھے اور میرے خچر کو باندھ دیا اور چلے گئے۔ پھر دوسرے دن یہ پرندہ میرے لیے کہیں سے روٹی لے کر آیا اور آج یہ بھنا ہوا مرغ لے آیا ہے۔ روزانہ دو مرتبہ یہ پرندہ میری مہمان نوازی کرتا ہے۔

لکھا ہے کہ بادشاہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ وہ کہنے لگا۔ ’’افسوس ہے ہم پر کہ ہم ایسے خدا کی خدائی سے غافل رہیں جو اس انداز سے اپنے بندوں کو رزق فراہم کرتا ہے اور اپنا نظام چلاتا ہے‘‘ یہ کہہ کر بادشاہ نے اپنی حکومت سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اپنے زمانے کا عابد و زاہد شخص بن گیا۔ (حوالہ انوار نعمانیہ) (اللہ سے دوستی کے انعامات، ص۴۱۶ تا ۴۱۸)

جانور کو نشانہ بازی اور قتل کے لئے باندھ کر رکھنے کا گناہ

❀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نے چوپائے اور غیر چوپائے (کسی بھی جانور) کو قتل کے لئے باندھ کر کھڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح خواہ جانور کو باندھ کر اس طرح کھڑا کیا جائے، کہ اس پر نشانہ بازی کر کے اس کو قتل کیا جائے، یا نشانہ بازی تو نہ کی جائے، لیکن اس کو باندھ کر بھوکا پیاسا چھوڑ دیا جائے، اور اس طرح اس کو قتل کیا جائے، ممانعت ان دونوں صورتوں میں ہے۔

❀ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نے چوپائے یا غیر چوپائے (کسی بھی جانور) کو قتل کرنے کے لئے باندھ کر کھڑا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اگر تم جانور کو ذبح کرنا چاہتے ہو، تو اس کو ذبح کر دو۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۵۶۸۲)

تَشرِیح مطلب یہ ہے کہ اگر جانور کو کھانے وغیرہ کی ضرورت کے لئے ذبح کرنا ہے، تو ذبح کر لینا چاہیے، اور اس کو قتل کرنے کے لئے باندھ کر کھڑا نہیں کرنا چاہیے۔

❀ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی، جو کسی بھی جاندار چیز کو نشانہ بازی کا ذریعہ بنائے۔ (صحیح مسلم)

تَشرِیح اس معلوم ہوا کہ کسی بھی جاندار چیز کو محض نشانہ بازی کا تختہ مشق بنانا ملعون عمل ہے اور اس کو ملعون عمل قرار دینا، اس کے کبیرہ اور سخت گناہ ہونے کی دلیل ہے۔

❀ میں حضرت انس کے ساتھ دارالامارۃ میں داخل ہوا، جہاں لوگوں نے ایک مرغی کو نشانہ بازی کے لئے باندھ کر رکھا ہوا تھا، تو حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو (اس طرح قتل کرنے کے لئے) باندھ کر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۰۲۲۲)

تَشرِیح کسی زندہ جانور کو شکار کا آلہ وذریعہ بنانا بھی اس ممانعت وگناہ میں داخل ہے، جیسا کہ شیر کا شکار کرنے والے زندہ بکرے کو شیر کے کھانے کے لئے باندھ کر رکھتے ہیں، یا مچھلی کا شکار کرنے والے کانٹے میں زندہ کینچوؤں یا زندہ مچھلیوں یا زندہ مینڈکوں یا چوہوں وغیرہ کو لگاتے ہیں، یہ سب چیزیں گناہ ہیں۔

اگر کسی وقت اس قسم کی واقعی درجہ میں ضرورت ہو، تو جانور کو شرعی طریقہ پر قتل وذبح کر کے استعمال کرنا چاہیے۔ زندہ جانور کو اس طرح تکلیف پہنچانا سخت گناہ ہے۔

جانور کے اعضاء تلف کرنے اور جانور کو مثلہ بنانے کا وبال

❀ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ لوگوں پر گزر ہوا، جنہوں نے ایک زندہ مرغی کو باندھ رکھا تھا، اور اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جو جانوروں کو مثلہ بنائے۔ (مسند احمد وابن شیبہ)

حیوان کو مثلہ بنانے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں (سنن نسائی)

تَشرِیح جانور کو مثلہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کسی عضو یا کسی حصہ کو کاٹ دیا جائے، یا تلف کر دیا جائے، جس سے اس کی شکل وصورت بگڑ جائے، خواہ نشانہ بازی کر کے ہو، یا کسی اور طرح۔ اور اس عمل پر لعنت فرمانے سے ظاہر ہوا کہ کبیرہ گناہ ہے۔

❀ رسول اللہ ﷺ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، جو ایک مینڈھے کو تیر مار رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل ناپسند فرمایا، اور فرمایا کہ تم جانوروں کو مثلہ نہ بناؤ۔ (سنن نسائی)

جس نے کسی جاندار کو مُثلہ بنایا، پھر اس سے توبہ نہیں کی، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو مثلہ بنائیں گے

(مسند احمد حدیث نمبر ٥٦٦١)

تَشرِیح معلوم ہوا کہ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹنا اور اس کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی جانور کی بیماری کے علاج معالجہ کے لیے بطور آپریشن یہ عمل کیا جائے، تو وہ الگ معاملہ ہے۔ جو لوگ جانوروں کو کسی چوکے یا سخت چابک وغیرہ سے مارتے ہیں، وہ بھی اس گناہ میں داخل ہیں۔

پس کسی جانور کے اعضاء کو تلف کرنا اور اس کے کسی عضو کو کاٹ کر اور ناکارہ بنا کر جانور کو ناقص اور عیب دار بنا دینا، شریعت کی نظر میں سخت گناہ اور ملعون عمل ہے۔

جانور کی پونچھل وغیرہ کاٹنے کی ممانعت

جانور کے ایسے اعضاء کاٹنے اور جانور کو مثلہ بنانے کی ممانعت تو پہلے گزر چکی ہے کہ جن کی وجہ سے جانور واضح طور پر عیب دار اور اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ احادیث میں جانوروں کے بعض ایسے اعضاء کاٹنے کی ممانعت اور اس کی وجہ بھی بیان کردی گئی ہے، کہ جن اعضاء کے کاٹنے سے بظاہر جانور کو کوئی تکلیف اور ان اعضاء سے جانور کا کوئی فائدہ وابستہ نظر نہیں آتا، مگر فی الحقیقت ان اعضاء سے جانور کی ضرورت و فائدہ وابستہ ہے۔

❀ چنانچہ حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ گھوڑوں کی پیشانی کے بال، اور گھوڑوں کی گردن کے لمبے لمبے بال اور ان کی دُموں کو نہ کاٹا کرو، کہ ان کی دُم تو ان کی مورچھل (یعنی ان کے مکھی، مچھر اڑانے، اور ہوا کے پنکھے کے قائم مقام) ہیں، اور ان کے گردن کے لمبے بال ان کی چادر (یعنی گرمی، سردی سے حفاظت) کے قائم مقام ہیں، اور ان کی پیشانی کے بالوں میں خیر وابستہ ہے۔ (ابوداؤد)

تَشرِیح مطلب یہ ہے کہ جانور ہاتھ پاؤں سے تو مکھی، مچھر اڑانے اور ہوا خوری اور گرمی و سردی سے

بچنے کا انتظام نہیں کرسکتا، اس لئے یہ اعضاء ہی ان کے لئے ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ہیں، لہٰذا تم ان اعضاء کو ناکارہ نہ بنایا کرو۔

❀ مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں کو نہ کاٹا کرو، کیونکہ ان میں برکت ہوتی ہے، اور ان کے گردنوں کے بالوں کو بھی نہ کاٹا کرو، کیونکہ وہ ان کی چادر کے قائم مقام ہیں، اور ان کی دُموں کو نہ کاٹا کرو، کیونکہ وہ ان کے لئے مورچھل (یعنی ان کے مکھی، مچھر اڑانے، اور ہوا کے پنکھے کے قائم مقام) ہیں۔ (مسند احمد)

تشریح غور فرمائیے کہ حضور ﷺ نے کتنے عجیب وغریب انداز اور عنوان سے جانور کی پونچھ اور اس کے پیشانی کے بالوں کی افادیت کو بیان فرمادیا۔ جانوروں سے متعلق اس قسم کے حقوق وحی کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے معلوم ہونا ممکن نہیں۔

❀ حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کو اپنے یہاں باندھا کرو، اور ان کی پیشانیوں پر اور ان کی کمر کے پیچھے (شفقت ومحبت سے) ہاتھ پھیرا کرو، اور ان کے گلے میں پٹہ ڈالا کرو، تانت مت باندھا کرو۔ (ابوداؤد)

تشریح اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو آرام اور راحت پہنچانی چاہیے، اور اس کی راحت اور آرام کی چیزوں میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔

❀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور کامیابی قیامت کے دن تک وابستہ کردی گئی ہے، اور گھوڑے رکھنے والوں کی ان کے ذریعہ سے مدد کی جاتی ہے، تو تم ان کی پیشانیوں پر (محبت و پیار سے) ہاتھ پھیرا کرو، اور ان کے لئے برکت کی دعا کیا کرو، اور ان کے گلے میں پٹہ ڈالا کرو، تانت مت باندھا کرو۔ (مسند احمد)

تشریح گلے میں تانت باندھنے سے اس لئے منع کیا گیا تاکہ تانت سے ان کا گلا نہ گھٹے، اور کھال وغیرہ نہ کٹے، جلد متاثر نہ ہو، اور پیشانی اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ جانور کے ساتھ محبت وشفقت کا اظہار ہو، اور جانور کو مالک کے اس طرزِ عمل سے خوشی حاصل ہو۔

پس جو لوگ جانور کی دُم یا پیشانی کے بال کاٹ دیتے ہیں، اور پیٹھ و پیشانی پر محبت و پیار سے ہاتھ

پھیرنے کے بجائے ڈنڈے برساتے ہیں، وہ سخت بے رحم لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے کی کس منہ سے توقع اور امید رکھیں گے۔

جانور کے چہرے پر مارنے اور داغ دینے کی ممانعت

جانور کی تادیب وتربیت اور اس کو سدھارنے کی غرض سے بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت اعتدال کے درجہ میں رہتے ہوئے تنبیہ کرنے اور مارنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی جانور کے منہ پر مارنے کی اجازت نہیں۔

کیونکہ چہرہ تمام اعضاء میں اشرف عضو ہے، اور آنکھ، ناک، زبان، اور کان جیسے اہم اور نازک اعضاء بھی اس عضو کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اور اسی وجہ سے جانور کے چہرے پر مارنے کے علاوہ ایسا نشان ڈالنے سے بھی منع کیا گیا، جس سے چہرے کی شرافت اور نزاکت متاثر ہو۔

❀ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم)

❀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا، جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اس پر جس نے یہ داغ دیا ہے۔ (صحیح مسلم)

❀ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک گدھے کا گزر ہوا، جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی، کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے، جو جانور کے چہرے پر داغ دے، یا اس کے چہرے پر مارے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (سنن ابی داوٗد)

❀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانور پر دو سے زیادہ افراد سوار نہ ہوں، اور تم جانوروں کے چہرے پر نہ مارو، کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

تشریح ...... اس حدیث میں چہرے پر ممانعت کی ایک وجہ بھی بیان کردی گئی کہ چہرہ وہ عضو ہے، جس

سے جانور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتا ہے، اس لئے وہ عضو قابلِ شرافت ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چہرے پر نہ تو طمانچہ مارا جائے، اور نہ ہی داغ دیا جائے۔

حضرت سالم فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چہرے پر نشان کو ناپسند فرمایا

تشریح اس سے مراد ایسا نشان ہے، جس سے چہرے کی شرافت ونزاکت متاثر ہو، خواہ اس سے جانور کو تکلیف پہنچے یا نہ پہنچے۔ پس جو لوگ جانور کے چہرے کو رنگ وغیرہ سے بدنما بنا کر اس کا استہزاء کرتے اور تماشا بناتے ہیں، یہ بھی سخت گناہ ہے۔

بلاضرورت جانور کو مارنا پیٹنا، اور تکلیف وایذا پہنچانا، اور اس کو مثلہ بنانا، یہ سب چیزیں ویسے بھی منع ہیں، اور داغ دینے میں جانور کو تکلیف ہونا ظاہر ہے، اور چہرہ کیونکہ جسم کے اعضاء میں زیادہ شرافت وعظمت والا عضو ہے، اس لیے اس کا بطور خاص ذکر کیا گیا۔

البتہ اگر جانور کو تنبیہ کے لئے مارنے کی ضرورت ہو، تو اس کو چہرے کے علاوہ دوسری جگہ مارنا جائز ہے، جبکہ اعتدال کے ساتھ ہو۔

اسی طرح اگر کسی بیماری کے علاج کے لئے داغ کی ضرورت ہو، تو اس کی بقدر ضرورت اجازت ہے، اسی طرح جانور کی نشانی وعلامت کے لئے بھی بقدر ضرورت نشانی وعلامت قائم کرنے کی اجازت ہے، مگر یہ ضرورت چہرے کے علاوہ دوسرے حصہ سے بھی پوری ہوسکتی ہے۔ اس لیے حتی الامکان چہرے پر داغ ونشانی سے بچنا چاہیے، بالخصوص جبکہ چہرہ پر اس عمل سے جانور کی شکل وصورت بھی بگڑ جاتی ہے۔

مگر ہم اس موقع پر بھی افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ بہت سے لوگ جانوروں کے خاص منہ پر مار کر ہی تسکین کر پاتے ہیں، اور ڈنڈے اور لاٹھی وغیرہ سے جانور کے چہرے پر ضرب لگاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

حق تعالیٰ کی قدرت عجیبہ (چٹان کے اندر کیڑے کو خوراک، گوشت اور سبزی مہیا کرنا)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے

”وما من دآبة فی الارض الاعلی اللّٰہ رزقھا ویعلم مستقر ھاومستودعھا کل فی کتاب مبین“

ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار تو اپنی تمام مخلوقات کو کیسے رزق دیتا ہے؟ حق تعالیٰ کی

طرف سے وحی آئی کہ اے موسیٰ! جاؤ فلاں جگہ ایک چٹان ہے اس پر ضرب لگاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس چٹان پر لاٹھی سے تین ضرب لگائیں تو چٹان پھٹ گئی۔ دیکھا کہ اس کے اندر ایک زندہ کیڑا جس کے منہ میں دوسرا مردہ کیڑا اور سبز پتہ ہے گویا وہ کیڑا گوشت اور سبزی (پروٹین اور کاربوہائیڈریٹ) کھا رہا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام حیران رہ گئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ذرا کان لگا کر اس کیڑے کی بات (ذکر) کو سنو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے کان لگائے سننے کیلئے تو کیڑا یوں کہہ رہا تھا

"سبحان من یرانی و یعرف مکانی ویسمع کلامی ویذکرنی ولا ینسانی"......

(پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھتی ہے اور جس کو میری جگہ معلوم ہے اور جو میرا کلام سنتی ہے اور جو مجھے یاد رکھتی ہے اور مجھے بھلاتی نہیں)۔ (تفسیر کبیر)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب مصر فتح کرنے کے بعد اپنے خیمے میں آئے تو دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں اور گھونسلہ بنا رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کرنے کی اجازت دے دی مگر اپنے خیمے کو وہیں لگا رہنے دیا تاکہ کبوتری کو تکلیف نہ پہنچے۔ عربی زبان میں کبوتری کو "فسطاط" کہتے ہیں۔ آج اسی جگہ فسطاط نامی شہر آباد ہے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی عظمت کی گواہی دیتا ہے۔

قریش کا تعارف:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحب زادے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ (علیہ السلام) کی نسل میں قریش نام کا ایک بڑا قبیلہ تھا، جس کی کئی بڑی چھوٹی شاخیں تھیں اور یہ حجاز عرب میں آباد تھا۔

ان ذیلی شاخوں اور ذیلی قبیلوں میں سے بنی ہاشم، بنی امیہ، بنی عدی، بنی تیم مشہور شاخیں تھیں۔

اس بڑے قبیلے نے اپنا نام قریش اس لحاظ سے رکھا تھا کہ قریش کے معنی میں اجتماعیت اور جنگ جوئی ہے۔ اور اس قبیلے نے اپنی شاخوں کو آپس میں ملا کر اپنے آپ کو مضبوط کر رکھا تھا اور جب آپس میں کسی بات پر لڑائی ہوتی تھی تو پھر خون خرابے کی انتہا نہ تھی۔

اہل لغت نے سمندر کی بڑی مچھلی (شارک) کا نام قریش بتایا ہے...... اور شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

(مشہور صوفی بزرگ) نے یہ لکھا ہے کہ

''میں نے قریش نام کا ایک جانور جو سمندر میں ہوتا ہے، خود دیکھا ہے۔ یہ ایک نہایت بھاری گوشت کا جانور ہے۔''

اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ............

اولاد اسماعیل علیہ السلام کی اس شاخ کو قریش اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس قبیلے کی مختلف شاخوں نے اپنے آپ کو ایسا منظّم کر لیا تھا کہ گویا وہ سمٹ کر ایک نقطے پر جمع ہو گئے تھے۔

(دلی کی برادریاں، ص۶۳)

قریش مچھلی کا عجیب واقعہ:

قریش مچھلی کے بارے میں مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عباسی حکمرانوں کے تعیّشات بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہارون رشید دمشق کے گورنر ابراہیم ابن شکلہ کا مہمان ہوا۔ گورنر کی طرف سے خلیفہ وقت کی خدمت میں خاطر مدارت میں جو ناشتہ پیش کیا گیا اس میں دوسرے پھلوں اور میوہ جات کے علاوہ ایک پیالے میں خاص قسم کے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کٹے ہوئے پیش کیے گئے۔ خلیفۃ المسلمین نے پوچھا کہ باورچی نے اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیوں بنائے ہیں؟

ابراہیم نے جواب دیا: ''اے امیر! یہ قریش مچھلی کی زبانیں پکی ہوئی ہیں''۔

ہارون رشید نے پوچھا کہ: ''کتنی مچھلیوں کی زبانیں کاٹ کر پکائی گئی ہوں گی؟''

باورچی کھڑا تھا، وہ بولا۔ ''ایک سو کے قریب مچھلیوں کی زبانیں ہیں''۔ خلیفہ نے باورچی سے پوچھا، یہ ڈش (پیالہ) کتنی قیمت میں تیار ہوئی ہے؟ وہ بولا ''ایک ہزار درہم میں۔''

ہارون رشید کو بہت غصہ آیا اور اس نے دمشق کے اس عیش پرست گورنر کو حکم دیا کہ اس گناہ کے کفارے میں ایک ہزار درہم غریبوں میں خیرات کرے اور یہ پیالہ راستے میں جو فقیر ملے اسے خیرات کر دے۔

ابراہیم نے ہارون رشید کے حکم کی تعمیل تو کر دی۔ مگر اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ آگے جا کر اس فقیر سے یہ پیالہ خرید لیا جائے۔

(دلی کی برادریاں، ص۶۴)

سلیمان علیہ السلام کی دعوت

جب سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے پوری دنیا کا بادشاہ بنایا...... جن انس، پرند، چرند، درند...... وغیرہ ان کے تابع کیے تو سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے درخواست اور اجازت مانگی کہ میں تیری ساری مخلوق کو ایک سال تک روزی دینا چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا یہ تیرے بس کا کام نہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کی اجازت مانگی تو اللہ نے دے دی۔ سلیمان علیہ السلام نے جن وانس سب کو بلایا کہ وہ کھانے تیار کر کے رکھتے جائیں یہاں تک کہ چالیس دن تک پکتا رہا اور جمع ہوتا رہا اور ہوا چلتی رہی کہ کھانا خراب نہ ہو۔ پھر ایک وسیع میدان میں کھانا چنا گیا۔ اللہ نے وحی بھیجی کہ سلیمان، کونسی مخلوق سے شروع کرے گا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بحر وبر یعنی سب سے۔ اللہ نے سمندری مخلوق میں سے ایک مچھلی کو حکم کیا کہ سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر جاؤ...... پس وہ مچھلی دسترخوان کے ایک طرف سے آئی اور کہا کہ اے سلیمان آج میری روزی کے آپ ذمہ دار ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو کھانا کھالے۔ پس مچھلی نے کھانا شروع کیا اور لحظے میں تمام کھانا نگل کر کہنے لگی اے سلیمان علیہ السلام میں بھوکی ہوں، مجھے پیٹ بھر کر کھلائیں...... حضرت سلیمان علیہ السلام حیران ہوئے اور فرمایا کہ کیا تو سیر نہیں ہوئی؟...... مچھلی نے کہا نہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام فوراً سجدے میں گرے اور کہا پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کو اس طریقے پر روزی دیتی ہے کہ کسی کے وہم وگمان اور علم میں بھی نہیں۔

(قرۃ الواعظین، ج۲، ص۲۲۴ تا ۲۲۵)

جانور کو غیر محل میں استعمال کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ ایک آدمی بیل کو ہانک کرلے جارہا تھا، کہ اس پر سوار ہوگیا، اور اس کو (چلنے کے لئے) مارنے لگا، تو اس بیل نے کہا کہ ہم اس (یعنی سوار ہونے) کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، ہم تو صرف (زمین کی) کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، لوگوں نے (تعجب سے) کہا کہ سبحان اللہ! بیل بھی بات کرتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا تو اس پر ایمان ہے، اور ابوبکر وعمر کا بھی (کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی بولنے کی قدرت دے سکتے ہیں) اور اس وقت حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے۔

تشریح اس سے معلوم ہوا کہ ہر جانور کو اسی مصرف وضرورت میں استعمال کرنا چاہیے، جس

کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔

لہٰذا جو جانور کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کیا گیا، اس پر سواری کرنا یا بوجھ لادنا، یا سواری والے جانور سے کوئی دوسرا کام لینا، جانور کے ساتھ ظلم ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

چنانچہ اسی وجہ سے گائے، بھینس پر سواری کرنا اور بکری پر وزن لادنا منع ہے، مگر آج کل اس اصول کی خلاف ورزی بھی عام ہے، جس کی مختلف شکلیں رائج ہیں، اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس چیز کا خوف و احساس ہی نہیں کہ ہم سے اس کے بارے میں بھی قیامت کے روز باز پرس ہوگی، اس لئے وہ جانور کو اپنی تحویل وملکیت میں ہونے سے اس میں ہر طرح کے تصرف اور اس کو ہر طرح سے استعمال کرنے کے بارے میں اپنے آپ کو خود مختار سمجھتے ہیں، اور کسی قاعدے وقانون کے پابند نظر نہیں آتے۔

سانپ کا بزرگ کی حفاظت کرنا:

❀ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو حاضر ہوا اور ان کو مسجد میں ڈھونڈا تو نہ ملے۔ مجھے بتلایا گیا وہ ابھی مسجد سے نکلے ہیں، تو میں ان کی تلاش میں نکل پڑا اور ان کو گرمی کے زمانہ میں ایک وادی میں سوتے پایا......اور دیکھا کہ ایک سانپ ہے جو آپ کے سر کے پاس ہے اور اس کے منہ میں چنبیلی کی ٹہنی ہے جس کے ساتھ حضرت سے مکھیاں ہٹا رہا ہے۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تو اس سانپ کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطاء فرمائی جس نے ہر چیز کو قوت تکلم عطاء فرمائی ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا: اے جوان کیوں تعجب کر رہے ہو؟ میں نے کہا تمہارے اس کام سے، اور میرے تعجب کی بڑی وجہ تیری گفتگو کرنا ہے جبکہ تو اولاد آدم کا دشمن ہے، تو اس نے کہا اللہ عظیم کی قسم! ہمیں اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کا دشمن بنایا ہے نیک لوگوں کے تو ہم تابعدار ہیں۔

(آنسوؤں کا سمندر، ص ۶۸ تا ۶۹)

قبیلہ کرد کے مشہور ڈاکو کی توبہ کا عبرتناک قصہ

کرد ایک قبیلہ کا نام ہے اس میں ایک مشہور ڈاکو تھا وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ کے لیے جا رہا تھا۔ راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں ہم نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے اور ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھلدار

درختوں پر سے تر وتازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اس خشک درخت پر جاتی ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اس چڑیا کو کھجور لے جاتے دیکھا تو مجھے یہ خیال ہوا کہ اس پر چڑھ کر دیکھوں کہ یہ چڑیا اس کھجور کو کیا کرتی ہے۔

میں نے اس درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے۔ اور یہ چڑیا تر وتازہ کھجور اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب اور عبرت ہوئی۔ میں رونے لگا کہ میرے مولا یہ سانپ جن کے مارنے کا حکم تیرے نبی ﷺ نے دیا۔ تو نے جب یہ اندھا ہو گیا تو اس کو روزی پہنچانے کیلئے چڑیا کو مقرر کر دیا۔ میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا تو نے مجھے لوگوں کے لوٹنے پر لگا دیا۔ اس کہنے پر میرے دل میں ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کیلئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی۔ اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا اقالہ اقالہ (درگزر درگزر) چلانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی کہ ہم نے درگزر کر دیا، درگزر کر دیا۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں مہجور تھا اب میں نے صلح کر لی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے یہ سارا قصہ ان کو سنایا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواریں توڑ دیں اور سب لوٹ کا سامان چھوڑ کر ہم احرام باندھ کر مکہ کے ارادے سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک اندھی بڑھیا ملی۔ اس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی کردی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ تین دن ہوئے کہ میرا لڑکا مر گیا۔ اس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے کپڑے فلاں کردی کو دے دو۔ وہ کردی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لے لیے اور ہم سب نے ان کو پہنا۔ اس قصہ میں دو چیزیں قابل عبرت ہیں۔

اندھے سانپ کی اللہ جل شانہٗ کی طرف سے روزی کا سامان اور حضور ﷺ کی طرف سے کپڑوں کا ہدیہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی مدد کرنا چاہے تو اس کیلئے اسباب پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ سارے اسباب غنا اور فقر کے وہی پیدا کرتا ہے۔ اس سچی توبہ کی برکت سے حضور ﷺ کی طرف سے کپڑوں کا اعزاز خود ایک قابل فخر چیز ہے اور جلدی کی موت سے غناء کے حاصل ہونے کی ایک مثال ہے۔ (فضائل صدقات حصہ دوئم ص ۴۲۶)

ایک ٹھکانے پر رہنے والے جانوروں کی ذہانت

ایک ٹھکانے پر رہنے والے جانوروں میں سے جن کے افعال ان کی ذہانت پر دلالت کرتے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ چڑیا صرف اسی گھر میں رہتی ہے جو آباد ہو۔ اگر لوگ اس گھر میں رہنا ترک کر دیں تو وہ بھی نہیں ٹھہرتی...... اور بلی کو گھر سے محبت ہوتی ہے۔ وہ اس کو نہیں چھوڑتی۔ خواہ گھر والے وہاں سے چلے جائیں...... اور کتا گھر والوں کے ساتھ جاتا ہے اور گھر کی طرف التفات نہیں کرتا...... اور جب چڑیا پر کوئی آفت آتی ہے تو اس کے شور مچانے پر تمام چڑیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اس کا بچہ گھونسلے سے گر جائے تو وہ فریاد کرتی (یعنی شور مچاتی) ہے تو کوئی چڑیا باقی نہیں رہتی جو سن کر نہ آ جائے اور سب اس بچے کے گرد اڑتی ہیں اور اس کو اپنے افعال سے حرکت دیتی ہیں اور اس میں قوت اور حرکت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ ان کے ساتھ اڑنے لگتا ہے۔

ایک شکاری نے بیان کیا کہ میں نے بسا اوقات چڑیوں کو دیوار پر دیکھ کر اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دی کہ گویا میں اس پر کچھ پھینکنا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں اڑتیں پھر میں زمین کی طرف ہاتھ لے جاتا ہوں گویا کوئی چیز اٹھا رہا ہوں، پھر بھی حرکت نہیں کرتیں۔ لیکن اگر میں اپنے ہاتھ سے کوئی کنکری چھو بھی لوں گا تو اس کو ہاتھ میں لینے سے پہلے ہی اڑ جاتی ہیں۔

کبوتر اور کبوتری کا طریقہ

کبوتر کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ کبوتری باردار ہو گئی تو کبوتر اور کبوتری دونوں اپنے نشیمن کو ٹھیک کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ اس کے لئے تنکے جمع کرتے ہیں جن سے انڈے محفوظ رہیں۔ پھر ان کو گرم کرتے سینتے ہیں اور اس عمل سے ان کے مزاج میں تغیر پیدا کرتے ہیں جو ان کے جسم کی بو سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ان انڈوں کا رخ بدلتے ہیں تا کہ انڈے کے تمام حصے پر سینے کا اثر ہموار ہو جائے اور سینتے کے اوقات کا زیادہ حصہ مادہ کے ذمہ ہوتا ہے کہ جس طرح بچے کو پالنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پھر جب انڈے کا بچہ بن گیا تو چگا دینے کا کام زیادہ تر نر کے ذمہ ہوتا ہے اور جب بیضہ پھٹ کر بچہ باہر آ جاتا ہے تو وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بچہ کا پوٹا غذا کی گنجائش نہیں رکھتا...... تو بچوں کے حلق میں اپنے حلق سے پھونکتے ہیں تا کہ پوٹا پھول جائے اور اس میں وسعت پیدا ہو جائے...... پھر وہ جانتے ہیں کہ ابھی اس میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ

کھانے کوسہار سکے تو وہ اسے چگا دیتی ہے...... جس میں کھانے کی قوت کے ساتھ ان کی طبعی قوت بھی مخلوط ہوتی ہے جس طرح تھن کا کھیس۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ پپوٹے کو پختگی اور تقویت کی ضرورت ہے تو دیواروں کا شورہ کھلاتے ہیں۔ اور وہ ایک ایسی چیز ہے جو خالص نمک اور مٹی کی درمیانی چیز ہے، تو وہ اس کو چگا دیتے ہیں۔ جب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب پپوٹا مضبوط ہوگیا، پھر دانے چگا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ جان لیتے ہیں اب اس میں یہ طاقت آگئی کہ وہ زمین سے چگ لے تو چگا دینے سے تھوڑا تھوڑا رکتے ہیں تاکہ وہ چگنے کی ضرورت محسوس کرے اور اس کو اٹھانے کے لئے چونچ لے جائے۔ پھر جب جان لیتے ہیں اس میں طاقت پیدا ہو چکی ہے تو اگر وہ پھر بھی ان سے ہی چگا لینا چاہتا ہے تو اس کو مارتے ہیں اور نہیں دیتے۔

پھر دوسرے بچے پیدا کرنے کی تیاری میں لگ جاتے ہیں...... تو نر کی طرف سے بلانے کی ابتداء ہوتی ہے اور مادہ کی طرف سے دیر لگانے کی اور بلاتے رہنے کی خواہش پھر نرم ہو جاتی ہے اور طرح طرح سے پہلو بدلتی ہے، پھڑکتی ہے، حرکت کرتی ہے۔ پھر دونوں میں عشق بازی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ایک دوسرے کی مانتا ہے اور دونوں سے محبت کی باتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں...... اور بوسے بھی اور جفتی بھی۔

اژدھا کی مادہ اژدھا ہلاک ہوجائے تو دوسری سے میل نہیں کھاتا

اور اژدھا کی مادہ جب ہلاک ہو جاتی ہے تو دوسری مادہ سے میل نہیں کھاتا یہی حال مادہ اژدھا کا ہے۔

مکڑی کی ہوشیاری

مکڑی کی ہوشیاری یہ ہے کہ وہ اپنے رہنے کا گھر ایک ایسا جال بناتی ہے، جس میں مکھی پھنس جائے...... تو جب کوئی مکھی اس میں الجھ جاتی ہے تو اس کا شکار کر لیتی ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ لیث جو مکڑی کی ایک قسم میں سے ہے۔ زمین پر چمٹ کر اور سانس روک کر بیٹھ جاتی ہے اور جب اندازہ کر لیتی ہے کہ مکھی اس سے غافل ہے تو چیتے کی طرح جست لگا کر اس کو شکار کر لیتی ہے۔

لومڑی کی ہوشیاری

لومڑی کی ہوشیاری یہ ہے کہ جب اس کو غذا کی دشواری پیش آتی ہے تو مُردہ بن جاتی ہے اور اپنا پیٹ پُھلا لیتی ہے...... تو کوئی پرندہ اس کو مُردہ سمجھ کر اس پر آپڑتا ہے تو اس پر حملہ کر دیتی ہے۔

چمگادڑ کی ہوشیاری

چمگادڑ کی ہوشیاری یہ کہ اس کی نگاہ کمزور ہے۔ وہ صرف غروب ہی کے وقت اڑتا ہے کیونکہ وہ ایسا وقت ہے جس میں نہ اتنی روشنی ہوتی ہے جو اس کی نظر پر غالب آجائے اور نہ اندھیرا ہوتا ہے۔

حرام کھانے کی وجہ سے ایک گھوڑے کی نافرمانی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ سچا تاجر اللہ تعالی کے نزدیک قائم اللیل عابد سے افضل ہے۔ اکابرین سلف تجارت وغیرہ کے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مجاہد کا واقعہ خود ان کی زبانی نقل کیا جاتا ہے کہ:

میں گھوڑے پر سوار جہاد میں شریک تھا۔ اچانک ایک کافر میرے سامنے آیا۔ میں نے اس پر گھوڑا چڑھا کر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن گھوڑے نے ساتھ نہیں دیا اور وار خالی گیا، دوسری اور تیسری مرتبہ کے حملے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اس شکست سے مجھے بڑا قلق ہوا۔ سارا دن یہی خیال رہا کہ آج گھوڑے نے خلاف توقع بزدلی کا ثبوت دیا ہے اور میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ خیمے میں واپس آنے کے بعد بھی یہی سوچتا رہا۔ اسی پریشانی کے عالم اور حزن وملال کی کیفیت کے ساتھ خیمے کی لکڑی پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ خواب میں، میں نے دیکھا کہ گھوڑا مجھ سے مخاطب ہے اور اس شکست کے حوالے سے کہہ رہا ہے، کہ تم نے تین بار حملہ کیا لیکن تینوں مرتبہ تمہیں میری وجہ سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کل کی بات یاد کرو، کہ تم نے میرے لیے چارہ خریدا اور گھسیارے کو ایک درہم کھوٹا دے دیا۔ حرام غذا کھلا کر مجھ سے اطاعت کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے۔ اس خواب کے بعد میری آنکھ کھل گئی، دل خوف سے لرز گیا۔ فوراً گھاس والے کے پاس پہنچا اور اس سے اپنا کھوٹا سکہ واپس لے کر کھرا سکہ دیا۔

(حکایات از امام غزالی ص ۱۲۵)

گیت یا حدی خوانی کا اثر:

☆ ایک شخص کسی دیہاتی کے ہاں مہمان ہوا۔ دیہاتی کے گھر میں ایک سیاہ فام آدمی بھی موجود تھا۔ وہ ایک اُونٹ کے سامنے زنجیروں سے جکڑا پڑا تھا۔ سیاہ فام نے جب مہمان کو دیکھا تو پکار اٹھا:

میرے آقا سے میری سفارش کر دیجیے کہ وہ مجھے آزاد کر دیں۔ یہ میں آپ سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ وہ مہمان کے سوا کسی کی سفارش قبول نہیں کرتے۔

مہمان اس کی اس بات کو سن کر پہلے حیران ہوا، پھر وہ اپنے میزبان کے پاس گیا اور کہنے لگا:

آپ نے اپنے جس غلام کو باندھ رکھا ہے، اسے آزاد کر دیں۔

اس پر دیہاتی میزبان نے کہا:

ٹھیک ہے، میں آپ کی خواہش پر اسے چھوڑ دیتا ہوں، ورنہ اس کا گناہ بڑا سنگین ہے۔

''سنگین گناہ'' مہمان کے منہ سے نکلا۔

ہاں! واقعہ یہ ہے کہ میرے دس اونٹ تھے۔ یہ غلام انہیں لے کر گھر واپس آ رہا تھا۔ راستے میں اس نے حدی (عرب شتر بانوں کا گیت) پڑھنی شروع کر دی۔ حدی سن کر اُونٹ مست ہو کر بھاگے اور انہوں نے کئی دن کا فاصلہ ایک رات میں طے کر دیا۔ جونہی یہ غلام گھر آیا تو اس کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ نو اُونٹ اس نے بھگا دیئے۔ یہ سن کر مہمان بڑا حیران ہوا، بولا:

''میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، مجھے بھی غلام کی حدی سنایئے۔ معلوم تو ہو، وہ کیسی حدی پڑھتا ہے'' ......میزبان نے غلام کو اپنے پاس بلوا لیا اور اسے حدی پڑھنے کے لیے کہا۔ غلام نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حدی پڑھنا شروع کی تو قریب ہی بچ رہنے والا اُونٹ بیٹھا ہوا تھا، وہ حدی کی آواز سن کر ایک دم کھڑا ہو گیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی صحرا کی طرف دوڑ گیا۔ اور یوں بے چارا دیہاتی اپنے دسویں اونٹ سے بھی محروم ہو گیا۔ (بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۸۹، ص ۱۰)

حاضر جوابی:

❀ ایک دفعہ ایک بادشاہ ہرن کے تعاقب میں بہت دور نکل گیا۔ ہرن تیر کھا کر جنگل میں غائب ہو گیا۔ بادشاہ اپنی ضد کی وجہ سے چاہتا تھا کہ زخمی ہرن کا شکار ضرور کرے۔ وہاں پر ایک خدا رسیدہ درویش درخت کے سائے میں مصروف عبادت تھا۔ بادشاہ گھوڑے سے اترا اور درویش کی خدمت میں پہنچ کر پوچھا ......''کیوں بابا صاحب! ادھر کوئی ہرن تو نہیں دیکھا''؟ درویش نے سوچا کہ اگر ہرن کا پتہ دوں تو ہرن کی جان جاتی ہے اور اگر یہ کہوں کہ میں نے نہیں دیکھا تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔......درویش نے سوچا کہ کس طرح ہرن

کی جان بچائی جائے اور بادشاہ کو ہرن کے شکار سے باز رکھا جائے۔

تھوڑی دیر سوچ کر درویش نے کہا کہ ”بادشاہ سلامت! دیکھنا آنکھ کا کام ہے لیکن وہ بول نہیں سکتی۔ زبان کا کام بولنا ہے دیکھنا نہیں آنکھوں نے ہرن کو دیکھا ہے لیکن وہ بتا نہیں سکتی۔ بتانا زبان کا کام ہے مگر زبان نے دیکھا نہیں لہٰذا وہ کیسے بتا سکتی ہے۔“ بادشاہ درویش کا جواب سن کر لاجواب ہوگیا اور واپس لوٹ گیا۔ (بچوں کا اسلام، ش۵۰، ص۱۳)

چیونٹے اور چیونٹی کی ذخیرہ اندوزی

چیونٹے اور چیونٹی گرمی کے موسم میں سردی کے لئے ذخیرہ کرتے ہیں۔ پھر ذخیرہ کئے ہوئے دانوں کے بارے میں ان کو سڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو ان کو نکال کر پھیلاتی ہیں تاکہ ہوا لگ جائے اور اکثر یہ کام چاندنی راتوں میں کرتی ہیں کیونکہ اس میں ان کو اچھی طرح نظر آتا ہے۔ پھر اگر رہنے کی جگہ نمی ہے اور یہ اندیشہ کرتی ہیں کہ بیج پھوٹ آئے گا تو بیج کے وسط میں سوراخ کر دیتی ہیں۔ پھر اگر دھنیئے کا بیج ہے تو اس کے چار ٹکڑے کرتی ہیں کیونکہ تمام بیجوں میں سے دھنیئے کا بیج ایسا ہوتا ہے کہ اس کے آدھے آدھے حصے بھی پھوٹ آتے ہیں تو وہ اس حیثیت سے ہوشیاری میں تمام حیوانات سے بڑھ گئی……اور باوجود بہت چھوٹا جسم ہونے کے اس کے سونگھنے کی طاقت اس قدر قوی ہے کہ اور کسی کی نہیں۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کوئی ٹڈی وغیرہ کھاتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ سے پوری یا اس کا کوئی حصہ گر جاتا ہے اور اس کے قریب میں کوئی چیونٹی نہیں ہوتی تو زیادہ دیر نہیں لگتی کہ کوئی چیونٹا یا چیونٹی اس کو لے جانے کے ارادہ سے آلیتی ہے اور اس کو اپنے ٹھکانے پر لے جانے کی کوشش کرتی ہے۔ تو اگر عاجز ہوجاتی ہے تو اپنے سوراخ میں پلٹ جاتی ہے……تو پھر کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی کہ وہ آگے ہوتی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک لمبے ڈورے کی طرح چیونٹیوں کی قطار چلتی ہوتی ہے اور ان کی امداد سے اٹھا لے جاتی ہے۔ تو غور کیجئے کہ کتنی اعلیٰ شامّہ حِس ہے جو انسان کو بھی میسر نہیں۔ پھر خالص ہمت وجرأت پر نظر کیجئے کہ ایسی چیز کو لے جانے کی کوشش کر رہی ہے جو اس کے وزن سے کم وبیش پانچ سو گنا ہوتی ہے اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ دوسری چیونٹی سے ملتے وقت ٹھہر کر کچھ بات نہ کرتی ہو……اور اس کے کام کرنے پر تو یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے:

(قالت نملة يا ايها النمل ادخلوا مساكنكم)

ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے گھروں میں گھس جاؤ

سانپ کی چالاکی وہوشیاری

سانپوں میں سے ایک قسم کا سانپ (یہ ہوشیاری کرتا ہے کہ) اپنی دُم ریت میں ٹھونس دیتا ہے (تاکہ وہ نظر نہ آئے) اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ کام دوپہر کے وقت شدت کی گرمی میں کرتا ہے، تو کوئی پرندہ جو اڑتا ہُوا نیچے اترنا چاہتا ہے، وہ ریت کی گرمی کی وجہ سے ریت پر بیٹھنے سے اعراض کر کے اس کو درخت کا ٹھٹھ سمجھ کر اس کے سر پر آ کر بیٹھتا ہے اور یہ اس کو دبوچ لیتا ہے۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان کے شہروں میں سانپ گائے کے پاس آ کر اس کی ٹانگوں پر لپٹ جاتا ہے اور تھن کو منہ میں دبا لیتا ہے تو گائے (ایسی بے حس وحرکت ہو جاتی ہے کہ) آواز نکالنے پر بھی قادر نہیں رہتی اور یہ دودھ چوس جاتا ہے۔

یربوع (جنگلی چوہا) ہمیشہ اپنا بل سخت زمین میں بناتا ہے

چوہے کی طرح ایک جانور ہے جس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ اس کو یربوع اور جنگلی چوہا کہتے ہیں۔ اس یربوع کی یہ بات ہے کہ وہ ہمیشہ اپنا بل کدوہ یعنی سخت قسم کی زمین میں بناتا ہے۔ بعض کو طویل رکھتا ہے اور بعض کو آنے جانے کا راستہ بناتا ہے...... اور بعض کو ایسا بناتا ہے کہ باہر کی طرف اس سے دیکھ سکے۔ اور بعض اس لئے ہوتا ہے کہ اس میں سے اندر کی مٹی باہر نکال پھینک دے...... اور یہ سب اس کے گھر ہیں۔ جن کے راستے چھوٹے رکھتا ہے تو جب بھی کسی خطرے کا احساس کرتا ہے دوسرے راستہ سے نکل جاتا ہے...... اور اس کو اپنی ذات کے بارے میں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بہت بھولنے والا ہے۔ اپنا بھٹ ہمیشہ کسی ٹیلے یا پتھر کی چٹان یا درخت کے پاس ہی بناتا ہے تاکہ اگر وہ اپنی غذا کی جستجو یا کسی خطرہ کی وجہ سے بھٹ سے دور نکل جائے تو آسانی کے ساتھ پھر وہاں واپس آ جائے۔

ہرن ہمیشہ اپنی کھوری میں پچھلے پاؤں داخل ہوتا ہے

ہرن ہمیشہ اپنی کھوری میں پچھلے پاؤں داخل ہوتا ہے اور اپنی آنکھوں کو باہر کی طرف رکھتا ہے تاکہ اپنی ذات کو اور بچہ کو اگر کوئی خطرہ واقع ہو سکتا ہو تو اس کا علم ہو جائے۔

مادہ بجو کا طریقۂ پیدائش

مادہ بجو ساٹھ انڈے دیتی ہے پھر جس سوراخ میں انڈے دیتی ہے، اس سوراخ کا دروازہ بالکل بند کر دیتی ہے اور اس کو چالیس دن بند چھوڑے رکھتی ہے...... پھر کھود کر راستہ کھول دیتی ہے تو بیضے پھٹ چکے ہوتے ہیں۔

گِدھ بہت حریص ہوتا ہے

گِدھ بہت حریص ہے۔ جب مردار گوشت سے خوب سیر ہو جاتا ہے تو اڑنے کی قوت نہیں رہتی جب اڑنا چاہتا ہے تو متعدد بار کودتا رہتا ہے...... اور اس میدان کے گرد جہاں مردار پر گرا تھا چند بار کودتا ہوا گھومتا ہے...... پھر آہستہ آہستہ چکر باندھ کر اپنے کو ہوا میں اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہوا کی بڑی مقدار اس کے جسم کے نیچے آ جائے...... پھر بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔

سید تاج الدین شیر سوار:

☆ آپ رحمہ اللہ کا مزار نارنول میں ہے۔ آپ رحمہ اللہ شیخ قطب الدین منور ہانسوی کے مرید تھے۔ نارنول کے پہاڑوں میں آپ رحمہ اللہ نے بے انتہا ریاضت کی اور اتنا ریاض کیا کہ چرند و پرند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطیع ہو گئے، درندے اور چڑیاں آپ رحمہ اللہ سے مانوس ہو گئیں۔ کہتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ جب اپنے پیر و مرشد سے ملنے ہانسی جانا چاہتے تو جنگل کے ایک شیر کو پکڑ کر اس پر سوار ہو جاتے اور سانپ کو ہنٹر بنا لیا کرتے تھے۔ اور جب شہر ہانسی کے قریب پہنچتے تو شیر اور سانپ کو شہر کے باہر چھوڑ کر پیدل پیر و مرشد کے پاس حاضر ہو جاتے تھے۔

کتوں کی دعوت

☆ شیخ احمد اودھ میں اپنے ساتھ ایک کتیا رکھتے تھے۔ اس نے بچے دیئے تو شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بچے دینے پر شہر بھر کے رئیس، حاکم اور عوام کو دعوت دی اور انہیں کھانا کھلایا...... دوسرے دن شیخ جمال گوجر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی کہ آپ نے شہر بھر کو مدعو کیا لیکن مجھے کیوں نہیں بلایا...... تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا

کتیا کی دعوت میں شہر کے کتوں کو بلایا تھا کیونکہ ”الدنیا جیفة و طالبها كلاب“ (دنیا مردار ہے اور کتے اس کے طلب گار ہیں) اور تمہارا شمار آدمیوں میں ہے اس لیے تم کو کیوں بلاتا۔

ابن عرس (نیولے) کی ذہانت کا عجیب وغریب واقعہ:

☆ نیولا طبعاً چور ہوتا ہے۔ چنانچہ جب اس کو سونا چاندی کی کوئی شے نظر آجاتی ہے تو اسکو اٹھا کر اپنے بل میں لے جاتا ہے۔ چوری کرنے کے ساتھ ساتھ یہ ذہین بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکور ہے کہ ایک شخص نے نیولے کا ایک بچہ پکڑا اور اس کو پنجرے میں بند کر دیا اور پنجرے کو ایسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اس کی ماں اس کو دیکھ سکے۔

چنانچہ جب ماں نے اپنے بچے کو پنجرے میں بند دیکھا تو اپنے بل میں گئی اور ایک دینار لے کر آئی اور اس کو پنجرے کے پاس رکھ دیا۔ گویا یہ اس کے بچے کی رہائی کا فدیہ تھا اور رہائی کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اس شخص نے پنجرہ نہیں کھولا۔ چنانچہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد دوبارہ اپنے بل میں گئی اور ایک دوسرا دینار لا کر پہلے دینار کے برابر میں رکھ دیا اور پھر انتظار کرنے لگی۔ مگر جب اس کا بچہ رہا نہ ہوا تو پھر اپنے بل میں گئی اور ایک تیسرا دینار لا کر پہلے دو دیناروں کے برابر رکھ دیا۔

غرض اس طرح اس نے پانچ دینار لا کر جمع کر دیئے مگر اس پر بھی اس کا بچہ رہا نہ ہوا تو وہ پھر اپنے بل میں گئی اور خالی تھیلی لا کر ان دیناروں کے پاس رکھ دی۔ گویا یہ اس بات کا اظہار تھا کہ اب کوئی دینار نہیں ہے۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب بچہ رہا نہ ہوا تو وہ دیناروں کی طرف لپکی۔ مگر شکاری نے بھاگ کر دینار اپنے قبضے میں کئے اور پنجرہ کھول کر بچے کو رہا کر دیا۔

(الصیانہ، اکتوبر ۱۹۹۶ء، ص ۴۸)

حضرت نوح علیہ السلام اور سانپ بچھو سے حفاظت:

☆ شیخ ابوالقاسم القشیری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بعض دیگر تفاسیر سے نقل کیا ہے کہ سانپ اور بچھو حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کو بھی کشتی میں سوار کر لیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو سوار نہیں کروں گا، کہ تم انسان کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ، آپ ہمیں سوار کر لیں، ہم عہد کرتے ہیں کہ جو آپ کو یاد کرے گا، ہم اسے نہیں ستائیں گے۔ لہٰذا جو شخص صبح

شام یہ آیت پڑھ کر اپنے جسم پر دَم کرے گا سانپ، بچھو سے امن میں رہے گا۔

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ○ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ○

(ماہنامہ الصیانہ، اکتوبر ۱۹۹۶ء، ص ۵۳)

بلی کی نگاہ کا اثر

بلی چوہے کو چھت میں دیکھتی ہے تو اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دیتی ہے گویا اس کو نیچے اترنے کا اشارہ کر رہی ہے۔ بار بار ایسا ہی کرتی ہے تو وہ واپس آجاتا ہے اور وہ ایسا اپنی نگاہ کا اثر ڈالنے کے لئے کرتی ہے اور اس وقت تک کرتی رہتی ہے کہ وہ گر پڑے (یہ ضروری نہیں کہ تمام اقسام ایسا ہی کیا کرتی ہوں۔ ایسی کوئی خاص قسم ہوگی...... مترجم)

شیر کا بکری کو شکار کرنا

شیر اکثر اوقات بکری کو اپنے پنجہ سے تھام کر بائیں پنجہ سے اس کا سینہ پھاڑتا ہے اور اس کو اس کے پچھلے حصے پر جھکا لیتا ہے...... تو اس کے خون کی دھار اس کے منہ میں جانے لگتی ہے...... گویا وہ کسی فوارہ کے پاس کھڑا ہے۔ یہاں تک کہ جب پی لیتا ہے اور اس کو خون سے خالی کر دیتا ہے تو پھر اس کا پیٹ پھاڑتا ہے۔

مچھر خون کا عاشق ہے، مچھر کی زندگی خون میں ہے

مچھر جب اپنے رزق کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ پہچانتا ہے کہ اس کو جو چیز زندہ رکھنے والی ہے وہ خون ہے تو جب بھینسے کو دیکھتا ہے...... جانتا ہے کہ اس کی جلد کے نیچے اس کی غذا ہے تو اس پر جا پڑتا ہے اور اپنی سونڈ اس میں چبھو دیتا ہے اور اپنے ہتھیار کے پہنچا دینے پر بھروسہ رکھنے والا ہے۔

شہباز شکار کی جستجو کی پرواہ نہیں کرتا

شہباز شکار کی جستجو کی پرواہ بھی نہیں کرتا، بلکہ کسی اونچے مقام پر ٹھہر جاتا ہے۔ جب کوئی جانور شکار کرتا ہے تو اس پر دفعتہً ٹوٹ پڑتا ہے، جب وہ اس کو دیکھتا ہے تو اس کی ہمت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ بھاگ نکلے اور شکار کو اس کے ہاتھ میں چھوڑ جائے۔

اسی طرح سانپ اپنے رہنے کے لئے جگہ نہیں کھودتا اور اس کا کوئی اہتمام نہیں کرتا بلکہ دوسرے

جانوروں کی کھودی ہوئی جگہ (بل) میں گھس جاتا ہے اور اس میں رہنا شروع کر دیتا ہے تو وہ جانور اس جگہ سے بھاگ جاتا ہے۔

بارہ سنگھے کی ذہانت

بارہ سنگھے کے سینگ ہر سال گر جاتے ہیں تو جب وہ جانتا ہے کہ اب اس کا ہتھیار جاتا رہا تو درندوں کے خوف سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اور جب وہ ایک ہی مقام میں ٹھہرا رہتا ہے تو موٹا ہو جاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ موٹا ہونے کی وجہ سے اس کی حرکت سست ہو چکی ہے۔ اس لئے چھپے رہنے کی اور زیادہ کوشش کرتا ہے۔ پھر جب اس کے سینگ نکل آتے ہیں تو دھوپ اور ہوا میں آتا ہے اور حرکت اور دوڑ شروع کرتا ہے تا کہ چربی پگھل جائے اور گوشت کم ہو جائے۔ پھر جب اس کے سینگ پورے پختہ ہو جاتے ہیں تو اپنی پچھلی عادت پر لوٹ جاتا ہے......اور یہ جانور سانپوں کو کھاتا ہے تو اس کو سخت پیاس لاحق ہوتی ہے تو وہ پانی کے گرد پھرتا ہے مگر پیتا نہیں اور پانی سے صرف اس وجہ سے رکا رہتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ پانی زہروں کو جسم میں پھیلا دیتا ہے پھر ہلاکت جلد واقع ہو جاتی ہے۔

شہد کی مکھیاں اپنا علاج جنگلی شاہترہ سے کرتی ہیں

شہد کی مکھیوں کے چھتے سیلابوں کے جھاگ سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور سیہ اور نیولا جب افعی اور دوسرے زہریلے سانپوں سے لڑ کر ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں تو یہ دونوں اپنا علاج جنگلی شاہترہ سے کرتے ہیں۔

شہباز اپنے جگر کا علاج خرگوش اور لومڑی کے جگر سے کرتا ہے

شہباز کو جب جگر کی تکلیف ہوتی ہے تو وہ خرگوش اور لومڑی کا جگر کھاتا ہے اور اس طرح کرتا ہے کہ ان کو اٹھا کر ہوا میں لے جاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔ چند بار ایسا کر کے صرف جگر نکال کر کھاتا ہے اور اس سے تندرست ہو جاتا ہے۔

چوہا بچھو کو مار دیتا ہے

جب چوہے اور بچھو کو ایک شیشے کے برتن میں بند کر دیا جائے تو چوہا بچھو کے ڈنک کی سُمّیّت کاٹ دیتا ہے۔ اب اس کے شر سے بے خوف ہو کر جس طرح چاہتا ہے مار دیتا ہے۔

ریچھنی کی ذہانت

جب ریچھنی بچہ دیتی ہے تو وہ اس وقت گوشت کی ہنڈیا جیسا ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کچھ نظر نہیں آتے تو اس کو چیونٹیوں کے چمٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے چند دنوں تک ہوا میں اٹھائے ایک جگہ سے دوسری جگہ لئے پھرتی ہے، یہاں تک کہ اس میں سختی آ جائے۔

مچھلی کی جال سے نکلنے کی کوشش

مچھلی جب جال میں پھنس جاتی ہے اور نکل نہیں سکتی تو وہ جانتی ہے کہ اب بچنے کی کودنے کے سوا اور کوئی صورت نہیں تو بقدر نیزے کے اچھل جاتی ہے۔ پھر کوشش کرنے لگتی ہے اور بقدر دس ہاتھ اچھل جاتی ہے جس سے جال پھٹ جاتا ہے۔

چیتے کی ذہانت

چیتا جب موٹا ہونے لگتا ہے تو جانتا ہے کہ (اب موسمی اثر سے) مجبور ہو گیا ہے اور یہ کہ اس کی حرکت سست پڑ گئی تو اپنے آپ کو چھپانے کی پوری کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ زمانہ گزر جائے جس میں چیتے موٹے ہو جاتے ہیں۔

کیڑے کا کلام:

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں بیٹھے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے کہ آپ نے مٹی میں سرخ رنگ کا ایک کیڑا دیکھا۔ آپ نے دل میں سوچا کہ اللہ نے اس کیڑے کو کس لیے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو بولنے کی اجازت فرمائی تو کیڑے نے کہا اے اللہ کے نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ روزانہ دن کو ہزار بار یہ کہوں:

”سُبحَانَ اللّٰہِ وَ الحَمدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ“

(اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے)

اور رات کو ہزار بار یہ کہوں:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلِّم"

(اے اللہ نبی امی حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل اور صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما)۔

بتایئے آپ کیا پڑھتے ہیں کہ میں استفادہ کروں؟ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کیڑے کو معمولی سمجھنے پر نادم ہوئے اور اللہ سے ڈرے اور توبہ کی اور اللہ پر بھروسہ کیا۔

کھٹمل چور مچھر بہادر

مفتی محمود گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کھٹمل چور ہوتا ہے۔ چپکے سے کاٹتا ہے، اور دیکھ لیا جائے تو اتنی تیزی سے بھاگتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایران جا کر سانس لے گا۔ ہاں مچھر بہادر ہوتا ہے۔ پہلے ہی آواز (سائرن بجا کر) ہوشیار کر دیتا ہے کہ میں آ رہا ہوں۔

سانپ کو مار کر فدیہ ادا کرنا:

✿ ایک مرتبہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک سانپ نکل آیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس کو مار ڈالا۔ کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے غلطی کی ہے کیونکہ ممکن ہے یہ کوئی مسلمان جن ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حجروں میں نہ آتا۔ اس نے کہا جب وہ آیا تھا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا ستر پوشی کی حالت میں تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ دلیل سن کر متاثر ہوئیں اور سانپ کو مارنے کے فدیہ میں ایک غلام کو آزاد فرما دیا۔

(حضرت عائشہ کے سو قصے، ص ۱۰۹)

بھیڑیئے کا غیبت سے احتراز

✿ جب حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام میں ملاقات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس وہ بھیڑیا (جس پر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے کھا جانے کی تہمت لگائی تھی) مبارک بادی کے واسطے آیا۔ انہوں نے بھیڑیئے سے پوچھا کہ اتنی مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام کا حال تجھ کو معلوم تھا یا نہیں؟ اس بھیڑیئے نے کہا مجھ کو یوسف علیہ السلام کا حال اور جو کچھ ان کے بھائیوں نے ان کے ساتھ کیا سب معلوم تھا مگر آپ کے سامنے بیان نہیں کیا تاکہ غیبت اور چغل خوری نہ ہو جائے۔

ایک چیونٹی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے معافی مانگنا

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں آپ کے نیچے ایک چیونٹی آ گئی، جس سے اس کا ہاتھ مجروح ہو گیا۔ آپ تھوڑی دیر کھڑے ہو گئے اور افسوس کرتے رہے۔ حتیٰ کہ چیونٹی سوراخ میں چلی گئی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ ''اے علی! تم نے کل کیا کام کیا کہ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے تجھ پر غضب آلود ہیں''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''کس وجہ سے؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''تم نے چیونٹی کا پاؤں زخمی کر دیا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کی یاد میں سے ہے اور جب سے پیدا ہوئی ہے، ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوئی۔ سوائے اس وقت کے جب اس کا پاؤں مجروح ہوا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب میرا حال کیا ہوگا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے علی! اگر وہ چیونٹی تمہارے لئے معافی نہ مانگتی تو کام بہت مشکل تھا۔ لیکن اس نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کر دیا ہے کہ اے اللہ! تیرے نزدیک عمل کا دارومدار نیت اور ارادہ ہے، لیکن علی رضی اللہ عنہ کا اس کام میں کوئی قصد اور ارادہ نہیں تھا......تو بہتر جانتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کی معافی قبول فرمائی ہے''۔

(دلچسپ انوکھے واقعات، ص ۶۸)

دریا میں گھوڑے دوڑا دیئے

جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ دوران سفر راستہ میں دریائے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں۔ ایرانی محاصرہ سے اپنی جان بچانے کیلئے بہرہ شہر کو چھوڑ کر مدائن بھاگے۔ درمیان میں دجلہ حائل تھا۔ بھاگتے ہوئے ایرانیوں نے تمام پُل توڑ دیئے اور کشتیاں بھی ساتھ لے گئے اور مدائن میں قیام پذیر ہو گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب دجلہ کے کنارے پہنچے تو نہ تو کوئی پُل باقی تھا کہ اس کے ذریعہ دجلہ کو پار کرتے اور نہ کوئی کشتی ہی موجود تھی۔ آپ نے فوج کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ''برادرانِ اسلام! دشمن نے ہر

طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے۔ یہ مہم بھی سر کرلو، میدان صاف ہے۔'' ان کو دیکھ کر سب کی ہمت بڑھی۔ اس وقت دریا اپنی طغیانی پر تھا۔ سیلابی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ پانی جوش مار رہا تھا اور سیاہ ہو گیا تھا۔ مسلمان دریا کے کنارے پہنچ کر دشمن کی چالاکی پر متحیّر تھے۔ دوسری طرف دشمن صف بہ صف مسلمان کی بے بسی پر اندر ہی اندر خوش ہو رہے تھے۔ کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ پیش قدمی کرے۔ ایک بہادر نے لوگوں کو ڈانٹا کہ ایک بوند پانی تو ہے اس سے کیا ڈرتے ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم ابن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ایک حصہ کی قیادت سونپ دی تھی اور قعقاع ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرے حصہ کی قیادت بخش دی تھی۔ ان تمام بہادرانِ اسلام نے دریا پار کرنے کی ٹھان لی۔ سب نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ ایرانی یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ رہے تھے اور جب فرط حیرت سے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو یہ کہہ کر چلانے لگے کہ یہ جنوں کا کارنامہ ہے۔

دیواں آمدند، دیواں آمدند...... یعنی جنات آگئے، جنات آگئے...... کے نعرے بلند ہوگئے۔ تھا بھی یہ عجیب وغریب قصہ...... بقول علامہ ابن کثیر، گھوڑوں کا جسم تک نہ بھیگا۔ جب چلتے چلتے گھوڑے تھک جاتے تھے تو قدرت خداوندی سے پانی میں ٹیلا پیدا ہو جاتا تاکہ وہ اوپر آکر ذرا آرام کرلیں۔

”وكان يوما عظيما وامراً هائلا وخطبا جليلا وخارقا باهراً ومعجزةا لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خلقها اللّٰه لا صحابه لم يرمثلها فى تلك البلاد ولا فى بقعة من البقاع“

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ دریا پار کر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے:

حسبنااللّٰه ونعم الوكيل واللّٰه لينصرن اللّٰه وليه وليطهرن اللّٰه دينه وليهز من اللّٰه عدوه ان لم يكن فى الجيش بغير اوذنوب تغلب الحسنات

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور اپنے دوستوں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو غالب اور دشمنوں کو شکست دے گا۔ جب تک فوج میں بغاوت وگناہ عام نہ ہو جائے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بھی تائیدِ کلمات کے ساتھ فرماتے جاتے تھے، خدا کی قسم! جس طرح خشکی مسلمانوں کیلئے تابع بنادی گئی ہے اسی طرح دریا بھی۔ یہ جس طرح دریا میں چل رہے ہیں اسی شان سے باہر بھی نکلیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(البدایہ والنہایہ، ص ۶۵) (الفاروق، ۲۰۷) (طبری، ج ۳، ص ۱۷۳) (فتوح البلدان، ص ۲۶۳) (اللہ سے دوستی کے انعامات، ص ۳۷۶، ۳۷۷)

امام کی ستر پوشی کا انتظام

عراق کا گورنر یوسف بن عمر ثقفی بڑا ظالم حکمران تھا۔ اس نے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کو بغاوت کے جرم میں بالکل ننگے بدن پھانسی دے دی۔ خدا کی قدرت کہ ایک مکڑی نے فوراً آپ کی شرمگاہ پر جالا بن دیا۔ اس کی وجہ سے آپ کسی کو ننگے نظر نہ آئے۔ مکڑی ایک حقیر سا جانور ہے مگر اس کے شاندار کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر اس وقت جالا تن کر چھپا لیا جب جالوت بادشاہ آپ کو قتل کرنے کیلئے تلاش کر رہا تھا۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تشریف لے گئے تو غار ثور کے منہ پر جالا بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کی نظروں سے بچا لیا۔

(حوالہ تاریخ ابن خلدون) (اللہ سے دوستی کے انعامات، ص ۴۰۳)

گھوڑوں اور اونٹوں کے درمیان دوڑ کا حکم

اسلام میں مفید مقصد اور بالخصوص جہاد کی تیاری کے لئے گھوڑوں اور اونٹوں وغیرہ کے درمیان دوڑ کی اجازت دی گئی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ایسی قیود لگا دی گئی ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو، اور نہ ہی جانور کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی اور اس کی حق تلفی لازم آئے۔

❀ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَقَدْ رَاهَنَ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ، يُقَالُ لَهُ سُبْحَةُ فَسَبَقَ النَّاسَ فَبُهِشَ لِذٰلِكَ، وَأَعْجَبَهُ

(مسند احمد ، حدیث نمبر والللفظ لہٗ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں میں اپنے ''سبحہ'' نام کے گھوڑے پر مقابلہ کیا، اور تمام لوگوں پر سبقت لے گئے، اور اس کی وجہ سے آپ بہت خوش ہوئے، اور اس عمل نے آپ کو خوش کیا۔

❀ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ اَمْيَالٍ وَمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِى زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيْلٌ وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَجْرٰى فَوَثَبَ بِىْ فَرَسِىْ جِدَارًا (ترمذی ، حدیث نمبر، ابواب الجهاد، بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّهَانِ وَالسَّبَقِ، واللفظ لہٗ، بخاری، حدیث نمبر، بَاب غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مضمر گھوڑوں کی "حفیاء" سے "ثنية الوداع" تک دوڑ لگوائی، اوران دونوں کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا، اور جو گھوڑے مضمر نہیں تھے، ان کی "ثنیۃ الوداع" سے "مسجد بنی زریق" تک دوڑ لگوائی، اوران دونوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی دوڑ میں شریک تھا، اور میرا گھوڑا مجھے لے کر ایک دیوار پھلانگ گیا تھا۔

تَشْرِیح مضمر سے دبلے (چست و چھریرے بدن کے سدھائے ہوئے) گھوڑے مراد ہیں، جو زیادہ تیز دوڑتے ہیں، اس لئے ایسے گھوڑوں کی دوڑ زیادہ فاصلہ تک کرائی گئی، جو کہ چھ میل کا فاصلہ تھا، اور جو گھوڑے غیر مضمر تھے، یعنی موٹے تھے، انہیں بھاگنے میں دشواری ہوتی ہے، اور تیز نہیں دوڑ پاتے، اس لئے ان کی دوڑ کم فاصلے تک کرائی گئی، جو کہ ایک میل کا فاصلہ تھا۔

معلوم ہوا کہ ایک تو جانوروں کی دوڑ میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ دوڑ کا یہ مقابلہ ایک جنس کے جانوروں اور ان میں بھی ایک نوعیت کے جانوروں کے درمیان ہونا چاہیے، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ دوڑ کا فاصلہ جانوروں کے تحمل کے مطابق ہونا چاہیے۔

اس میں جانوروں کے حقوق کی رعایت اس طرح کی گئی کہ ان کے تحمل سے زیادہ مشقت نہ ڈالی جائے، اور اس محدود دوڑ کا مقابلہ بھی مفید غرض پر مبنی ہو، خالی کھیل وتماشا مقصود نہ ہو۔

اور جانوروں کی دوڑ کا یہ مقابلہ جانور پر زیادتی کے علاوہ کئی گناہوں کا بھی سبب بن سکتا تھا، اس لئے شریعت نے ہر قسم کے مفاسد کا سدِّ باب کر دیا۔

❀ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ عَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ أَفْسَدَ اِمْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ أَجْلَبَ عَلَى الْخَيْلِ يَوْمَ الرِّهَانِ

(مسند ابو یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر [illegible])

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں، جو غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے، اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عورت اور اس کے شوہر کے تعلقات کے درمیان فساد و بدمزگی پیدا کرے، اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو مقابلہ کے دن گھوڑے پر جلب کرے۔

گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں جلب کے معنیٰ یہ ہیں کہ گھوڑے کے پیچھے انسان یا کسی اور چیز کو رکھا جائے ،تا کہ وہ گھوڑے کو آواز سے یا کسی اور طرح ڈرا کر تیز دوڑنے پر ابھارے۔

اس سے اس لیے منع کیا گیا کہ اس میں ایک تو دوسرے مقابل کے ساتھ زیادتی ہے، اور اسی کے ساتھ جانور کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ اس کو تحمل سے زیادہ مشقت میں ڈالنا لازم آتا ہے۔

گھوڑوں وغیرہ کی دوڑ چونکہ جہاد کے لیے معین ومددگار ہے، اس لیے یہ مقابلہ ایک تو انہی جانوروں کے درمیان ہونا چاہیے، جو جہاد میں استعمال اور جہاد کے لیے معین ہوتے ہیں، اور دوسرے کھیل ،تماشے یا روپیہ پیسہ کے لالچ اور اپنی شہرت کی غرض پر مبنی نہیں ہونا چاہیے۔

البتہ فتح حاصل کرنے والے کے لیے شریعت نے خود ایسے طریقہ پر حوصلہ افزائی اور **تشجیع** کا انتظام کر دیا ہے کہ حرام خوری کا بھی سدِّ باب ہو گیا، جس کی وجہ سے یہ عمل صرف کھیل تفریح اور گناہ کے بجائے عبادات میں داخل ہو گیا۔

❀ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا سَبَقَ اِلَّا فِيْ نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ (ترمذی، وقال هَذَا حَدِيث حَسَن، حديث نمبر [illegible] ابواب الجهاد، بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّهَانِ وَالسَّبَقِ، واللفظ لهٗ، سنن أبی داؤد، حديث نمبر [illegible]، كتاب الجهاد، باب في السَّبق)

ترجمہ:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقابلہ تین چیزوں میں ہے، یا تو تیر اندازی میں، یا اونٹ دوڑانے میں، یا گھوڑا دوڑانے میں۔

اور ہمارے فقہائے کرام نے بعض دوسری روایات کے پیش نظر پیدل دوڑنے کے مقابلہ کو بھی اس میں شامل کیا ہے، کیونکہ وہ بھی جہاد کے لیے معین ہے، اور اس طرح مقابلہ کی کل چار قسمیں بن جاتی ہیں۔

ایک گھوڑ دوڑ، دوسرے اُونٹوں کی دوڑ، تیسرے تیر اندازی (بندوق وغیرہ کی نشانہ بازی بھی اس میں شامل ہے) چوتھے پیدل دوڑ (تیراکی بھی اس میں شامل ہے)۔

اور عرب میں چونکہ اُونٹوں اور گھوڑوں کا عام رواج تھا، اس لیے مذکورہ احادیث میں ان دونوں کا ذکر کیا گیا، ورنہ گھوڑے کے حکم میں خچر اور گدھا شامل ہیں، اور اُونٹ کے حکم میں ہاتھی شامل ہے، کیونکہ یہ جانور بھی جہاد کے لیے معین ہوتے ہیں، بعض اوقات ان پر سوار ہو کر جہاد کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔

اور جانوروں کی اس دوڑ میں اگر ہارنے اور جیتنے والے دونوں کی طرف سے یہ طے ہو کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنی رقم دے گا، تو یہ شریعت کی رُو سے جوئے اور قمار میں داخل ہے، اس لیے حرام ہے۔

البتہ اگر دونوں طرف سے شرط نہ ہو، بلکہ کسی ایک کی طرف سے ہو، مثلاً ایک فرد دوسرے کو کہے کہ اگر آپ آگے بڑھ گئے، تو میں اتنا انعام دوں گا، مگر دوسرے فرد کی طرف سے اس کے خلاف ہونے پر کچھ مشروط نہ ہو، تو پھر یہ جوئے میں داخل نہیں، بلکہ انعام میں داخل ہے، اور حلال ہے۔

اور اسی طرح اگر دوڑ لگانے والے فریقین کے بجائے کسی تیسرے شخص کی طرف سے (خواہ وہ حکومت ہو یا کوئی اور) فتح یاب ہونے والے کے لیے انعام مقرر کیا جائے، تو بھی جائز ہے، کیونکہ یہ صورت بھی جوئے میں داخل نہیں، بلکہ انعام میں داخل ہے، اور حلال ہے۔

البتہ اگر دو کے بجائے تین افراد مقابلہ میں شریک ہوں، تو پھر تیسرے فرد کے شریک ہونے کی وجہ سے دو افراد کے درمیان طرفین سے شرط لگانے کے جائز ہونے کا احادیث و روایات سے ثبوت ملتا ہے۔

❀ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ يَعْنِىْ وَهُوَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُّسْبَقَ فَلَيْسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ أَمِنَ أَنْ يُّسْبَقَ فَهُوَ قِمَارٌ

(ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۵۸۱، کتاب الجهاد، باب فی الجلب علی الخیل فی السباق، واللفظ لہ، ابنِ ماجۃ، حدیث نمبر ۲۸۶۷، مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۵۵۷ عن ابی ھریرۃ)

ترجمہ:...... جس آدمی نے اپنے گھوڑے کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کیا، اور اس تیسرے شخص کو پیچھے رہنے کا خطرہ نہیں (یعنی اس تیسرے کا گھوڑا بھی ان دونوں گھوڑوں کے برابر اور مساوی ہے، جس کی وجہ سے اس کے آگے بڑھنے اور اس کے پیچھے رہنے کے دونوں احتمال برابر ہیں) تو یہ جوئے میں داخل نہیں، اور اگر دو گھوڑوں کے درمیان ایسا گھوڑا داخل کیا، کہ اس کا آگے یا پیچھے رہنا متعین ہے، تو پھر جُوا ہے۔

❀ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يَّسْبِقَ فَلَا بَأْسَ وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ يُؤْمَنُ أَنْ يَّسْبِقَ فَذٰلِكُمُ الْقِمَارُ

(مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ نهيه عن ادخال فرس بين فرسين فى السبق اذ كان لم يؤمن أن يسبق)

ترجمہ:...... جس آدمی نے اپنے گھوڑے کو دو بازی والے گھوڑوں کے درمیان داخل کیا، اور اس

تیسرے شخص کو پیچھے رہنے کا خطرہ نہیں (یعنی اس تیسرے کا گھوڑا بھی ان دونوں گھوڑوں کے برابر اور مساوی ہے، جس کی وجہ سے اس کے آگے بڑھنے اور اس کے پیچھے رہنے کے دونوں احتمال برابر ہیں) تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر تیسرے نے دو گھوڑوں کے درمیان ایسا گھوڑا داخل کیا، کہ اس کا آگے یا پیچھے رہنا متعین ہے، تو پھر جوا ہے۔

یعنی تیسرے کا گھوڑا برابر ہونے کی صورت میں تیسرا فرد بھی برابر کا شریک ہے، ورنہ مقابلہ پھر بھی دو کے مابین ہی رہے گا، اور تیسرے کی شرکت صرف رسمی کہلائے گی، اس لیے دونوں طرف سے شرط لگانا جائز نہ ہوگا۔

❀ اور حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لَابَأْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ اِذَا كَانَ فِيْهَا فَرَسٌ مُحَلِّلٌ اِنْ سَبَقَ كَانَ لَهٗ السَّبْقُ، وَاِنْ لَّمْ يَسْبِقْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر [illegible] کتاب السیر، باب السباق و الرهان)

ترجمہ:......گھوڑوں کے بالعوض مقابلہ میں کوئی حرج نہیں، جبکہ تیسرا محلّل (یعنی حلال کرنے والا) گھوڑا ہو، اگر وہ تیسرا آگے نکل گیا، تو وہ انعام اسی کو ملے گا، اور اگر آگے نہیں نکلا، تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر دو کے بجائے تین افراد (مثلاً زید، عمر اور خالد) اپنے اپنے جانوروں کے ساتھ مقابلہ کریں اور تینوں کے جانور دوڑ اور مقابلہ کے اعتبار سے بظاہر برابر ہوں، تو دو افراد کے درمیان طرفین سے شرط جائز ہو جاتی ہے۔

اور اسی وجہ سے اس تیسرے شخص کو ”محلّل“ کہا جاتا ہے، کہ اس کی وجہ سے دو کے درمیان طرفین سے شرط حلال ہو جاتی ہے۔

اور اس کی صورت یہ ہے کہ دو افراد باہم یہ طے کریں کہ ہم میں سے جو بھی فتح یاب ہوا، اس کو دوسرا مثلاً ایک ہزار روپے دے گا، اور اگر تیسرا فتح یاب ہوا، تو ان دونوں کے ایک ایک ہزار روپے کا وہ تیسرا شخص مستحق ہوگا، لیکن اس کے پیچھے رہ جانے کی صورت میں اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

یہ صورت اس لیے جوئے میں داخل نہیں کہ تیسرے شخص پر کسی صورت میں بھی کچھ لازم نہیں ہو رہا، اگرچہ فتح یاب ہونے کی صورت میں اس کو دوسروں سے حاصل ہو رہا ہے، تو یہ صورت ایسی ہوگئی، جیسا کہ

صرف ایک طرف سے شرط طے ہو۔

پھر شریعت نے جوئے اور حرام خوری کے حیلے سے بچنے کے لیے یہ بھی قید لگا دی کہ تیسرے شخص کا گھوڑا دوڑ میں پہلے دونوں کے مقابلے اور ٹکر کا ہونا چاہیئے۔

اور آج کل جو گھوڑ دوڑ رائج ہے، اس میں شریعت کے ان اصولوں کا لحاظ نہیں ہوتا، اور اس میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، جو کہ حرام ہے۔

مسئلہ:……بیلوں، کتوں اور کبوتروں وغیرہ کے درمیان دوڑنے اور اُڑنے کا مقابلہ شریعت کی رُو سے درست نہیں، کیونکہ یہ ایک کھیل تماشہ ہے، اور جہاد وغیرہ کی تیاری سے اس کا تعلق نہیں، اور اگر اس کے ساتھ جانوروں کو بے جا ایذاء وتکلیف پہنچانا اور اس میں جوئے بازی اور فخر و تفاخر جیسی چیزیں بھی شامل ہو جائیں، تو پھر یہ گناہ در گناہ ہے۔

مسئلہ:……آج کل جانوروں کی دوڑ میں اولاً تو جہاد کا مقصد پیشِ نظر نہیں ہوتا، بلکہ کھیل وتفریح، فخر و تفاخر یا مال کا ناجائز طریقہ پر حصول پیشِ نظر ہوتا ہے، دوسرے ان میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، تیسرے جانوروں کے تحمل سے زیادہ فاصلہ مقرر کیا جاتا ہے، چوتھے جانوروں کو دوڑانے کے لیے ان پر زور وزبردستی کی جاتی ہے، اور ان کو ایذاء پہنچائی جاتی ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جانوروں پر بچوں کو بٹھا دیا جاتا ہے، جن کی چیخ وپکار سے جانور تیز دوڑتے ہیں، اس قسم کی سب صورتیں شریعت کی رُو سے ناجائز وحرام ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل مختلف ریس کورس میدانوں میں جو گھوڑ دوڑیں ہوتی ہیں، ان میں شرعی حدود کا لحاظ نہیں ہوتا، لہٰذا ان میں حصہ لینا اور دیکھنا سب گناہ ہے۔

پرندے کا تلاوت کرنا:

❀ شیخ امام تقی الدین محمد صائغ مصری جو تجوید کے استاد تھے۔ انہوں نے ایک روز صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی ”وَتَفَقَّدَ الطَّیرَ فَقَالَ۔ مَالِیَ لَآ اَرَی الھُدھُدَ“…… اور اس آیت کو بار بار پڑھا۔ پس اسی دوران میں ایک پرندہ اترا اور شیخ کے سر پر بیٹھ گیا اور آپ کی تلاوت سننے لگا حتیٰ کہ شیخ نے نماز مکمل کر لی۔ نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا تو وہ ہدہد تھا۔ سبحان اللہ! (تُحفۂ حُفَّاظ، ص۲۴۶)

* * *

ایک پرندے کا ولی اللہ کی اطاعت کرنا:

❀ خلیفہ ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا، جو عین شباب میں دنیا کو لات مار کر ولی عہدی اور تخت سے برطرف ہو کر عبادت الٰہی میں اس طرح مصروف ہوا تھا، جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب مال لٹا کر ایک کمبل باندھ لیا تھا اسی طرح وہ جوان صالح بھی کمبل پوش ہوئے تھے۔ جب ان کا گزر قبرستان میں ہوتا تو کہتے۔ اہل قبور تم بھی ہم سے پہلے دنیا میں تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ دنیا نے تم کو نجات دی ہو۔ دنیا کو چھوڑ کر تم یہاں آئے ہو۔ خدا ہی جانے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا اور اس کی طرف سے تم کو کیا کہا گیا ہو۔ یہ فرما کر بہت روتے۔

ایک دن یہ کمبل پوش اپنے باپ کے دربار میں تشریف لے گئے۔ جب کہ دربار کے سب وزاراء امراء حاضر تھے۔ اہل دربار کی آرائش وزیبائش کا کیا کہنا تھا۔ صاحبزادے کے بدن پر کمبل کا کرتہ اور سر پر کمبل کی ٹوپی کو دیکھ کر کہنے لگے...... کہ انہوں نے امیر المؤمنین کی عزت کرکری کر دی ہے۔ کیا خوب ہوتا کہ امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کرتے...... اور یہ اپنی حالت پر آتا۔ یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا...... اے صاحبزادے! تو نے مجھے دنیا میں انگشت نما یعنی رسوا کر دیا۔ یہ سن کر سوائے خاموشی کے لب نہ ہلایا...... اور اِدھر اُدھر نظر کو دوڑایا...... تو ایک جنگلی پرندہ دربار کے محل کے کنگرہ پر بیٹھا نظر آیا۔ جانور کو مخاطب کر کے فرمایا...... اے جانور تجھے پالنے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کہ میرے ہاتھ پر آ بیٹھ۔ یہ سن کر وہ وحشی پرندہ فوراً صاحبزادہ کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔

پھر فرمایا کہ اے جانور تو اپنی جگہ پر جا...... وہ وہیں محل کے کنگرہ پر چلا گیا۔ پھر دوبارہ صاحبزادہ نے فرمایا...... تجھے خدا کی قسم ذرا امیر المؤمنین کے ہاتھ پر بھی آ جا۔ مگر وہ جانور نہیں آیا...... اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔ شاہزادہ نے خلیفہ ہارون الرشید سے کہا...... اے خلیفہ! آج تو نے مجھے اولیاء کی جماعت میں رسوا کر دیا...... یعنی حبِ دنیا کی وجہ سے درجہ صلحاء سے گر گیا...... کہ پرندے بھی تجھ سے نفرت کرتے ہیں...... مجھے تجھ سے ایسی عار لاحق ہوئی...... جیسے کسی مسلمان کا باپ بے دین ہوتا ہے۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی، ص ۳۹۷ تا ۳۹۸)

بند پتھر میں روزی کا غیبی نظام

حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی صاحب دامت برکاتہم نے ایک وعظ میں فرمایا کہ: ہمارے ایک دوست MBBS ڈاکٹر تھے۔۔ وہ ایک مرتبہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر سوات کے علاقے میں سیر کرنے کیلئے

گئے۔ وہاں ایک جگہ پر گول سا خوبصورت پتھر پڑا دیکھا...... انہیں اچھا لگا۔ بیوی نے بھی کہا کہ اس کا وہی رنگ ہے، جو ہمارے ڈرائنگ روم کے پینٹ کا رنگ ہے، اس لئے ہم اسے لے جاتے ہیں، ڈرائنگ روم میں سجائیں گے۔ ان بیچاروں کو کلر میچنگ سے فرصت نہیں ملتی۔ خاوند نے کہا بہت اچھا۔ وہ اٹھا کے اس کو لے آئے اور ڈرائنگ روم میں سجا دیا۔ دو سال وہ پتھر ان کے گھر میں پڑا رہا۔ ایک دن وہ ڈاکٹر صاحب اس پتھر کو اٹھا کر دیکھنے لگے۔ اچانک وہ پتھر اس کے ہاتھ سے نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس نے کیا دیکھا کہ پتھر کے بالکل درمیان میں ایک خلاء ہے اور خلاء کے اندر ایک کیڑا ہے۔ جب پتھر ٹوٹا تو کیڑے نے چلنا شروع کر دیا۔ اب بتائیں کہ بند پتھر میں اس کیڑے کو کس نے رزق عطا کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک سال ٹڈیاں کم ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹڈیوں کے بارے میں بہت پوچھا لیکن کہیں سے کوئی خبر نہ ملی۔ وہ اس سے بہت پریشان ہوئے، چنانچہ انہوں نے ایک سوار یمن بھیجا، دوسرا شام اور تیسرا عراق بھیجا تاکہ یہ سوار پوچھ کر آئیں کہ کہیں ٹڈی نظر آئی ہے یا نہیں۔ جو سوار یمن گیا تھا وہ وہاں سے ٹڈیوں کی ایک مٹھی لے کر آیا اور لا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈال دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ٹڈیوں کو دیکھا تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار مخلوق پیدا کی ہے، چھ سو (۶۰۰) سمندر میں اور چار سو (۴۰۰) خشکی میں اور ان میں سے سب سے پہلے ٹڈی ختم ہو گی۔ جب ٹڈیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر اور مخلوقات بھی ایسے آگے پیچھے ہلاک ہونی شروع ہو جائیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔

(مشکوٰۃ، ص ۴۷۱...... حیاۃ الصحابہ: ۸۲/۳)

قشیری کا گھوڑا:

❀ کسی نے قشیری رحمہ اللہ کو ایک گھوڑا بطور ہدیہ دیا تھا۔ اسی پر سواری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بیس سال تک اس گھوڑے کے سوا کسی اور گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے۔ آپ کی وفات پر اس گھوڑے نے چارہ کھانا چھوڑ دیا اور ایک ہفتہ کے بعد مر گیا۔ (رسالۂ قشیریہ، ص ۱۵)

نماز فوت ہو جانے کی تاب نہ لا سکے

جب سلیمان بن داوٗد علیہ السلام اپنے گھوڑوں میں مگن (مصروف) ہو جانے کی وجہ سے نماز عصر ادا نہ کر سکے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو اس صدمہ کی تاب نہ لا سکے۔ انہوں نے اپنے اسپان باوفاؤں...... (قیمتی و نایاب گھوڑوں) کو کاٹ کر رکھ دیا تو اس کے عوض، اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے بادِ صبح گاہی (ہواؤں کو) تابع فرمان کر دیا کہ ان کے دوش توانا پہ سوار ہو کر جہاں چاہیں جائیں۔

(دلچسپ انوکھے واقعات، ص ۱۴۳)

شہد کی مکھیاں اور قرآن مجید

❀ ...... ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمالیں۔ جس کے راوی الحاج سید امین گیلانی ہیں۔ ایک جلسہ عام میں شاہ جی (حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری) رحمہ اللہ نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ مجمع جم کر سن رہا تھا کہ ایک طرف سے شہد کے چھتے سے شہد کی مکھیاں آئیں اور وہ جلسہ گاہ میں لوگوں کے سروں پر منڈلانے لگیں۔ لوگ مکھیوں کو دیکھ کر بھاگنے لگے تو شاہ جی رحمہ اللہ نے گرجتی آواز میں کہا۔

''لوگو بیٹھ جاؤ۔ یہ بھی قرآن سننے آئی ہیں یہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گی۔'' اس طرح شاہ جی تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہے اور شہد کی مکھیاں منڈلاتی رہیں۔ حتیٰ کہ جب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاوت ختم کی تو شہد کی مکھیاں بھی خود ہی چلی گئیں۔

(تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت ص ۲۷۷)

حکماء کی زبانوں پر حیوانات کے متعلق مقولے

عرب کا مقولہ احذر من غراب (کوّے سے زیادہ محتاط)

عرب کا مقولہ ہے...... **احذر من غراب** (کوّے سے زیادہ محتاط) کہتے ہیں کہ کوّے نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تجھ کو نشانہ بنایا جائے تو جگہ چھوڑ دے۔ یعنی نشانہ سے بچ۔ اس نے کہا ابا جان میں نشانہ بننے سے پہلے ہی بچ نکلوں گا۔

لومڑی کی ذہانت اور چالاکی

شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیر بیمار ہو گیا تو اس کی مزاج پرسی کے لئے درندے آئے بجز لومڑی کے۔ بھیڑے نے کہا اے بادشاہ آپ بیمار ہوئے تو مزاج پرسی کے لئے سب ہی درندے حاضر ہوئے مگر لومڑی نہیں آئی۔ شیر نے کہا جب وہ آئے تو ہمیں یاد دلانا۔ اس کی اطلاع لومڑی کو بھی ہوگئی تو وہ آئی۔ اس سے شیر نے کہا او لومڑی میں بیمار ہوا تو میری مزاج پُرسی کے لیے تیرے سوا سب آئے۔ اس نے کہا مجھے بادشاہ کی بیماری کی اطلاع مل گئی تھی تو میں اسی وقت بیماری کی دوا ڈھونڈنے میں لگ گئی۔ شیر نے کہا پھر تو کسی نتیجہ پر پہنچی؟ لومڑی نے کہا کہ مجھے بتایا گیا کہ بھیڑیئے کی پنڈلی میں ایک مہرہ ہے وہ نکال لینا چاہیے (اس کا کھانا مفید ہوگا)......تو شیر نے بھیڑیئے کی پنڈلی پر پنجہ مارا اور لومڑی سِرک گئی اور نکل کر راستہ پر بیٹھ گئی۔ جب ادھر سے بھیڑیا اسی حالت میں گزرا کہ اس سے خون جاری تھا تو اس سے لومڑی نے کہا کہ اے لال موزے والے! جب تو آئندہ بادشاہ کا ہم نشین بنے تو اس کا دھیان رکھ کہ تیرے سَر میں سے کیا نکل رہا ہے۔

چنڈول کی شکاری کو نصیحت

شعبی رحمہ اللہ نے یہ حکایت سنائی کہ ہم سے کہا گیا کہ ایک شخص نے چنڈول (ایک چڑیا جس کے سر پر کلغی کی طرح کا ابھار ہوتا ہے) کا شکار کیا۔ جب وہ اس کے ہاتھ میں آگئی تو اس نے کہا تو میرے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تجھے ذبح کر کے کھاؤں گا۔ اس نے کہا نہ کسی مرض کا علاج ہوں اور نہ (اپنے تھوڑے سے گوشت سے) کسی کا پیٹ بھر سکتی ہوں۔ لیکن میں تجھے تین ایسے کلمات سکھا سکتی ہوں جو میرے کھانے سے زیادہ تجھے نفع دیں گے۔ ان میں سے ایک تو ابھی تیرے ہاتھ میں ہی سکھا دوں گی اور دوسرا درخت پر اور تیسرا پہاڑ پر جا کر۔ اس نے کہا: پہلا بیان کر اس نے کہا جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہی اس پر افسوس نہ کرنا۔ پھر وہ درخت پر پہنچ گئی تو شکاری نے کہا اب دوسری بات بیان کر تو اس نے کہا کہ نہ ہونے والی بات کا کبھی یقین نہ کرنا۔ جب وہ پہاڑ پر پہنچ گئی تو بولی کہ او بدنصیب اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پپوٹے میں سے ایسے دو موتی نکلتے جن میں سے ہر ایک کا وزن بیس مثقال ہے یعنی تقریباً سات تولہ۔ یہ سن کر شکاری اپنے ہونٹ چبانے لگا اور متأسّف ہوا یعنی افسوس کرنے لگا۔ پھر شکاری نے کہا اچھا وہ تیسری بات بیان کر۔ تو اس نے کہا تو نے پچھلی دو باتیں تو ابھی بھلا دیں اب تیسری کیا کہوں۔ کیا میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ جو چیز ہاتھ سے جاتی رہے

اس پر افسوس نہ کرنا۔ میں اور میرے پر سب مل کر بھی مثقال نہیں ہو سکتے اور تو نے اس کا یقین بھی کر لیا اور ہاتھ سے نکل جانے والی چیز پر افسوس بھی کیا۔ یہ کہا اور اڑ کر چلتی ہوئی۔

تیرے بعد مجھے کوئی ریا کار دھوکہ نہ دے (ایک محاورہ)

عثمان بن عطاء نے اپنے والد سے نقل کیا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے عام آمد و رفت سے ایک طرف ایک جال لگایا تو ایک چڑیا نیچے اتری اور جال کی طرف چل کر جال سے کہنے لگی۔ کیا بات ہے میں تجھے راستہ سے ایک طرف ہٹا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ اس نے کہا میں لوگوں کے شر سے الگ رہنا چاہتا ہوں۔ چڑیا نے کہا کیا بات ہے میں تجھے بہت دبلا دیکھ رہی ہوں۔ جال نے کہا مجھے عبادت نے گھلا دیا۔ چڑیا نے کہا یہ تیرے کندھوں پر رسی کیسی ہے؟ جال نے کہا تارک الدنیا اور زاہدوں کا لباس تو ٹاٹ اور کمبل ہی ہوتا ہے۔ چڑیا نے کہا یہ تیرے منہ میں بیج کیسے ہیں؟ جال بولا کہ یہ میں نے مسافروں اور محتاجوں کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ چڑیا نے کہا مسافر اور محتاج تو میں بھی ہوں۔ جال نے کہا لے لے۔ پھر چڑیا نے اپنا سر جال میں دے دیا اور اس نے چڑیا کی گردن پکڑ لی۔ تو چڑیا چلائی۔ سیق سیق (دھوکہ دیا گیا دھوکہ دیا گیا) پھر کہا (خدا کرے) تیرے بعد مجھے کوئی ریا کار قاری دھوکہ نہ دے۔ مجاہد نے کہا یہ ایک ضرب المثل ہے۔ جس کی طرف آخر زمانہ کے ریا کار قاریوں کی طرف اللہ عزوجل نے اشارہ کیا ہے۔

مالک بن دینار نے کہا ہے کہ اس زمانہ کے قاری اس شخص کی مانند ہیں جس نے جال کھڑا کیا اور اس میں گیہوں ڈال دیئے۔ پھر ایک چڑیا آئی اور کہنے لگی کہ کس چیز نے تجھے مٹی میں ملا دیا؟ جال نے کہا تواضع نے۔ چڑیا نے کہا تو ایسا دبلا کیوں ہو گیا؟ جال نے کہا طویل عبادت کرنے سے۔ چڑیا نے کہا یہ تجھ میں گیہوں کیوں رکھے ہیں؟ جال نے کہا یہ میں نے روزہ داروں کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ چڑیا نے کہا کہ تو بہت ہی اچھا بزرگ ہے۔ جب مغرب کا وقت ہوا تو چڑیا دانہ لینے کے لئے آئی تو جال نے اس کا گلا دبا لیا تو چڑیا نے کہا کہ عبادت گزار لوگ اسی طرح گلا دبا لیا کرتے ہیں جیسا تو دبا رہا ہے پھر تو آج کے عابدوں میں خیر مفقود ہوگئی

بے انصاف بھیڑیئے کے سر نے مجھے اچھا فیصلہ کرنا سکھایا

معافی بن زکریا نے حکایت بیان کی کہ کہتے ہیں ایک شیر اور بھیڑیا اور لومڑی ساتھی بن گئے اور

شکار کے لئے نکلے تو انہوں نے گدھے، ہرن اور خرگوش کا شکار کیا۔ تو شیر نے بھیڑیئے سے کہا کہ شکار کی تقسیم تو کر دے۔ تو اس نے کہا یہ تو بالکل کھلی ہوئی بات ہے۔ گدھا تیرا ہے اور خرگوش ابو معاویہ یعنی لومڑی کا اور ہرن میرا۔ تو شیر نے پنجہ مار کر اس کی کھوپڑی جدا کر دی۔ پھر لومڑی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا خدا اسے ہلاک کرے تقسیم کے بارے میں یہ کس قدر جاہل واقع ہوا۔ پھر کہا یہ کام تو کر۔ لومڑی نے کہا کہ اے ابو الحارث (یعنی شیر) بالکل واضح بات ہے۔ گدھا آپ کے ناشتہ کے لئے ہے اور ہرن رات کے کھانے کے لئے اور خرگوش درمیان میں کھا لیجئے۔ شیر نے کہا ارے کمبخت کتنا اچھا فیصلہ تو نے کیا۔ یہ فیصلہ تجھے کس نے سکھایا؟ لومڑی نے کہا بے انصاف بھیڑیئے کا سر میرے سامنے ہے۔ (اسی نے سکھایا)

میں اپنی ذات کے لئے دوڑتا ہوں اور کتا اپنے مالک کے لئے

حکماء نے امثال میں ذکر کیا ہے کہ بھیڑیئے سے پوچھا گیا کہ کیا بات ہے کہ تو کتے سے زیادہ تیز دوڑتا ہے۔ اس نے کہا اس لئے کہ میں اپنی ذات کے لئے دوڑتا ہوں اور کتا اپنے مالک کے لئے۔

بِجُو اور لومڑی کے درمیان گوہ کا فیصلہ

ابو ہلال عسکری نے بیان کیا۔ عرب کا مقولہ ہے کہ ایک بِجُو کو کھجور مل گئی۔ پھر اس سے لومڑی نے جھپٹ لی تو بِجُو نے لومڑی کے تھپڑ مارا۔ دونوں فیصلہ کرانے کے لئے گوہ کے پاس گئے۔ گوہ نے کہا اے ابا الحسل (لومڑی کی کنیت) تم سننے والے کو پکار رہے ہو یعنی کہو میں بخوشی سنوں گی۔ بِجُو نے کہا ہم تیرے پاس ایک فیصلہ کرانے آئے ہیں۔ گوہ نے کہا اس گھر کے فیصلے حکمت بھرے ہی ہوتے ہیں۔ بِجُو نے کہا میں نے ایک کھجور چگی تھی۔ گوہ نے کہا میٹھا پھل لیا تھا۔ بِجُو نے کہا اس کو لومڑی نے لے لیا۔ گوہ نے کہا ایک بدکردار نے اپنے نفس کو لذت پہنچائی۔ بِجُو نے کہا تو میں نے اس کو تھپڑ مارا۔ گوہ نے کہا تو نے اپنے نفس کو تسکین دی اور بڑا ظالم تو پہل کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ بِجُو نے کہا پھر اس نے بھی تھپڑ مارا۔ گوہ نے کہا: ایک آزاد نے اپنے نفس کی مدد کرنا چاہی۔ بِجُو نے کہا ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ گوہ نے کہا: کر چکی ہوں۔

عرب حکماء کے ایک مقولہ کی توجیہ میں ایک عالم کی ذہانت

عرب کے حکماء کا قول ہے ”مخاطب سے دو باتیں بیان کرو۔ پھر اگر وہ نہ سمجھے تو (فاربعة) یعنی

چار۔ عسکری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ دو باتیں نہیں سمجھا تو قیاس کے قریب یہ بات ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو چار کو بھی نہ سمجھے گا۔ عسکری نے کہا بعض علماء نے کہا کہ'' کہ لفظ (فاربعة نہیں) فاربع ہے۔ یعنی فامسك (تو روک لے آگے مت بول) اور وہ (یعنی پہلی توجیہ) غلط ہے۔ (اس مقولہ میں اس عالم کی ذکاوت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ خوب سمجھے)۔

مچھلی کا چیل کو ذہانت سے بھرپور جواب

کہتے ہیں کہ ایک چیل نے مچھلی کا شکار کیا۔ پھر اس کو نگلنے کی کوشش کی۔ مچھلی نے کہا ایسا نہ کرنا۔ اگر تو نے مجھے کھا لیا تو میں تیرا پیٹ نہیں بھر سکتی۔ لیکن تو مجھ سے جس چیز کی چاہے قسم لے لے میں تیرے پاس روزانہ ایک مچھلی لاتی رہوں گی۔ چیل نے اسے قسم دلانے کے لئے منہ کھولا تو منہ سے نکل کر تیرتی ہوئی نکل گئی تو چیل نے کہا واپس آ۔ تو مچھلی نے کہا میں نے پہلے تیرے پاس آ کر کون سی خیر دیکھی تھی کہ اب لوٹ کر آؤں۔

شیر اور ریچھ کا رہائی کے لیے آدمی کو نہ کھانا:

ایک شخص ایک میدان میں تھا۔ اس کے سامنے شیر آ گیا تو یہ اس سے بھاگا اور ایک گہرے گڑھے میں جا گرا تو اس کے پیچھے شیر بھی اس میں گر گیا۔ دیکھا تو اس میں ایک ریچھ بھی موجود تھا۔ اس سے شیر نے کہا کہ تو یہاں کب سے ہے؟ اس نے کہا کئی دن سے اور مجھے بھوک نے مار ڈالا۔ شیر نے کہا میں اور تو دونوں اس کو کھا لیں گے تو دونوں کا پیٹ بھر جائے۔ ریچھ نے کہا جب دوبارہ بھوک لگے گی پھر ہم کیا کریں گے اور مناسب یہ ہے کہ ہم اس آدمی سے حلف کر لیں کہ ہم اس کو نہیں ستائیں گے تاکہ یہ ہماری اور اپنی رہائی کی کوئی تدبیر کرے، کیونکہ یہ ہماری نسبت حیلہ نکالنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے...... تو دونوں نے آدمی سے حلف کیا۔ اب وہ شخص کوئی رہائی کی صورت نکالنے میں لگا تو اس کو ایک طرف سے کچھ روشنی نظر آئی۔ اس نے اس طرف سے سوراخ بڑھانا شروع کیا اور فضا تک راستہ بنا لیا تو خود بھی آزاد ہو گیا اور ان کو بھی آزاد کر دیا۔

باز اور مرغ کا مناظرہ

ایوب المرزبانی منصور کا وزیر تھا۔ جب منصور اس کو طلب کیا کرتا تھا تو سکڑ جاتا اور گھبرا جاتا تھا۔ پھر جب اس کے پاس سے واپس آتا تو اس کا رنگ بحال ہو جاتا۔ بعض لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو دیکھتے ہیں

کہ باوجود اس بات کے کہ آپ کی باریابی امیر المومنین کے یہاں بکثرت ہوتی ہے۔ اور امیر المومنین آپ سے مانوس بھی ہیں، جب آپ ان کے حضور میں جاتے ہیں تو متغیر ہو جاتے ہیں۔

ایوب نے کہا اس بارے میں میری اور تمہاری مثال ایک باز اور مرغ کی سی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے سے مناظرہ کیا۔ باز نے مرغ سے کہا میں نے تجھ سے زیادہ بے وفا نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کیسے؟ باز نے کہا تو انڈے کی صورت میں لیا گیا۔ تیرے مالک نے تجھے سینے کا انتظام کیا اور ان کے ہاتھوں میں تو بچہ بن کر نکلا۔ پھر انہوں نے اپنی ہتھیلیوں سے تجھے کھلایا۔ یہاں تک کہ تو بڑا ہو گیا تو ایسا بن گیا کہ تیرے پاس بھی اگر کوئی آئے تو ادھر ادھر اڑتا اور چیختا پھرتا ہے۔ اگر تو کسی اونچی دیوار پر جا بیٹھتا ہے تو وہاں تو مدتیں گزار دیتا ہے۔ وہاں سے اڑ کر تو دوسری دیوار پر پہنچ جاتا ہے اور میں پہاڑوں سے ایسے حال میں پکڑا جاتا ہوں کہ میری عمر بھی بڑی ہوتی ہے اور مجھے تھوڑا سا ہی کھلایا جاتا ہے اور ایک ایک دو دن تک بندش میں بھی رہتا ہوں۔ پھر جب شکار پر چھوڑا جاتا ہوں تو اکیلا ہی اڑتا ہوں۔ مگر پکڑ کر مالک کے پاس لے آتا ہوں۔ اب مرغ بولا کہ تیری دلیل بے کار ہے۔ یاد رکھ اگر تو سیخ پر چڑھے ہوئے کبھی دو باز بھی دیکھ لیتا تو کبھی ان کے پاس لوٹ کر نہ آتا۔ اور میں ہر وقت سیخوں کو مرغوں سے بھری ہوئی دیکھتا ہوں مگر پھر بھی ان کے ساتھ رات بسر کر لیتا ہوں۔ تو میں تجھ سے زیادہ وفادار ہوں۔

ابو ایوب (اس کا نام سلیمان بن ابی مجالد تھا، ابو ایوب کنیت)۔ اس غریب کو جس خوف کا اس نے ذکر کیا ہے اس کا سامان کرنا پڑا...... باوجود اس کے کہ خلافت سے قبل منصور پر اس کے احسانات تھے۔ ۱۵۴ھ میں منصور نے اس کے اموال ضبط کر لئے اور تکلیف پہنچا کر قتل کر ڈالا۔ ۱۲ مترجم)

نے یہ قصہ سنا کر کہا۔ لیکن اگر تم منصور کی عادات کو اس قدر پہچانتے جس قدر میں پہچانتا ہوں تو اس کی طلبی کے وقت تمہارا حال میرے سے بھی زیادہ خراب ہوتا۔

ہرن اور بِجُو کا مکالمہ

کہتے ہیں کہ ایک بِجُو نے ہرن کو گدھے پر چڑھے ہوئے دیکھا تو ہرن سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ بٹھا لے تو اس نے بٹھا لیا۔ اس نے بیٹھ کر کہا تیرا گدھا کیسا اچھا ہے۔ پھر تھوڑا سا چلنے کے بعد کہا تیرا گدھا اچھا ہے۔ ہرن نے کہا اچھا اتر۔ اس سے پہلے کہ تو یہ کہے کہ میرا گدھا کیسا اچھا ہے۔

لومڑی کی چالاکی

کہتے ہیں کہ ایک بِجُو نے لومڑی کو شکار کیا تو لومڑی بولی کہ اُمّ عامر (لومڑی کی کنیت) کے ساتھ احسان کر۔ تو اس نے کہا کہ میں تجھے دو میں سے ایک بات کا اختیار دیتا ہوں (ایک کو ان میں سے پسند کر کے مجھے بتا) یا یہ کہ میں تجھے خود کھالوں یا (کسی اور کو) کھلا دوں۔ لومڑی نے کہا کیا تجھے یاد ہے وہ اُمّ عامر (لومڑی) جس نے اپنے گھر میں تجھ سے نکاح کیا تھا۔ تو بِجُو نے کہا کب کیا تھا۔ یہ بات کرتے ہی اس کا منہ کھلا تو لومڑی چھوٹ کر صاف بھاگ گئی۔

پرندوں کی دعوت میں قنیرہ کا حیلہ

ایک پرندے نے ولیمہ کیا اور اپنے بعض بھائیوں کو مدعو کرنے کے لئے قاصد روانہ کئے۔ ایک قاصد نے غلطی کی اور وہ لومڑی کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کہا کہ تمہارے بھائی نے تم کو دعوت دی ہے۔ لومڑی نے کہا سر آنکھوں پر۔ قاصد نے واپس آ کر منظوریٔ دعوت کی اطلاع دی تو تمام پرندے گھبرا گئے اور انہوں نے کہا تو نے ہمیں ہلاک کر ڈالا اور ہمیں موت کے سامنے پیش کر دیا...... تو قنیرہ نے کہا۔ میں ایک حیلہ سے اس کو تمہارے سر سے ٹالے دیتی ہوں۔ قنیرہ نے جا کر لومڑی سے کہا کہ تمہارے بھائی نے سلام کے بعد یہ کہا کہ ولیمہ پیر کے دن ہوگا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کس جماعت کے ساتھ بیٹھنا پسند کریں گی۔ آیا سَلُوقی کتوں کے ساتھ یا کُردی کتوں کے ساتھ۔ یہ سن کر لومڑی گھبرا گئی اور کہنے لگی کہ میرے بھائی کو میری طرف سے سلام کہہ دو اور کہہ دینا کہ ابوالسرور نے (نر لومڑی کی کنیت) سلام کے بعد یہ کہا کہ مجھ پر ایک نذر کا پورا کرنا مقدم ہے جو ایک عرصہ سے جاری ہے۔ میں پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتی ہوں۔

ایک بکرا اور ایک مَشک (بُو کا) کی باتیں

ابو عمیر الصوری نے کہا:...... ایک بکرا ایک مشک (بُو کے) کے پاس سے گزرا پھر اس کو دیکھ کر بھاگا ...... تو مشک (بُو کے) نے اس سے کہا تو مجھ سے بھاگتا ہے میں کبھی تیرے ہی مانند تھی اور میرے ہی مانند تو بھی ہو جائے گا۔

* * *

میں تجھ سے بھلائی نہیں چاہتا (بس) مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہ

ابو سلیم الخطابی نے بیان کیا کہ عرب کی امثال میں سے یہ قول بھی..... **لا ارید ثوابك اکفنی عذابك** (میں تجھ سے بھلائی نہیں چاہتا (بس) مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہ)...... ایسا ہی کوئی شاعر کا قول ہے

كفانی الله شرك يا خليلی
فاما الخير منك فقد كفانی

(ترجمہ) اے میرے دوست! اللہ مجھے تیرے شر سے بچالے۔ رہا تیری طرف سے خیر کا پہنچنا تو اس سے تو نے (پہلے ہی) مجھے بچا رکھا ہے (مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں۔ مترجم)

عربی ضرب المثل

ابو سلیمان نے کہا: اسی کی نظیر ہے عرب کا مقولہ ”**يدك عنی وانا فی عافية**“ اپنا ہاتھ مجھ سے دور رکھ میں عافیت میں ہوں۔ اور اس کی اصل یہ ہے جو اس سلسلہ کی ایک بات ہے...... جو باتیں لوگ جانوروں کی زبان کی طرف منسوب کر کے کیا کرتے ہیں کہ ایک چوہا چھت سے گرا تو بلی اس کو اٹھنے پر سہارا دینے کے حیلہ سے یہ کہتی ہوئی کامیاب ہونا چاہتی تھی ”**بسم الله عليك**“ (بسم اللہ میں ابھی پہنچی)...... تو چوہے نے کہا ”**يدك عنی وانافی عافية**“ کہ اپنا دست شفقت دور ہی رکھئے میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بخشو بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔

غداری کا زہر سب سے زیادہ نقصان دہ ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن الحسین الواعظ سے سنا۔ وہ یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ایک سپیرے پر ہوا جو ایک سانپ کو پکڑنے کے لئے روک رہا تھا۔ تو سانپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے روح اللہ اس سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ مجھ سے باز نہ رہا تو میں اس پر ایسی سخت ضرب لگاؤں گا کہ اس کے پرخچے اڑا دوں گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزر گئے۔ پھر دیکھا کہ سانپ سپیرے کی ٹوکری میں آ چکا تھا تو سانپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو ایسا اور ایسا نہیں کہہ رہا تھا اب تو کیسے اس کے ساتھ ہو گیا؟ تو اس نے کہا اے روح اللہ! اس نے مجھ سے حلف کر لیا ہے کہ اتنے دنوں کے بعد رہا کر دے گا تو اگر اس نے میرے ساتھ غداری (بدعہدی) کی تو اس غداری کا زہر اس کو میرے زہر سے بھی زیادہ نقصان دینے والا ہوگا۔ (لطائف علمیہ، ص ۳۹۴ تا ۴۱۶)

بھلا کیا خرابی ہے:

ایک کتے نے شیر سے درخواست کی اے درندوں کے بادشاہ میرا نام اچھا نہیں ہے۔ اسے کسی اچھے نام سے تبدیل کر دیجئے۔ شیر نے کہا: تمہارے اندر خیانت کا مرض ہے۔ اس لیے تمہارے لیے یہی نام مناسب ہے۔ کتے نے کہا مجھے آزما کر دیکھ لیجئے۔ شیر نے اُسے ایک گوشت کا ٹکڑا دے کر کہا۔ کل تک اس کی حفاظت کرو۔ میں تمہارے لیے اچھا سا نام سوچتا ہوں۔ جب کتے کو بھوک لگی تو گوشت کی طرف دیکھا۔ پہلے تو صبر کرتا رہا۔ لیکن جب نفس کی خواہش کا غلبہ ہوا تو کہنے لگا میرے نام میں بھلا کیا خرابی ہے۔ کتا بہت اچھا نام ہے۔ یہ کہہ کر گوشت کھانے لگا۔

فائدہ:...... پست حوصلہ آدمی کی یہی مثال ہے کہ وہ کم مرتبے پر قناعت کرتا ہے اور فوری خواہشات کو بعد میں حاصل ہونے والے فضائل اور مراتب پر ترجیح دیتا ہے۔

(بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۱۷۹، ص ۱۱)

پرندوں پر حکم:

عدن کا ایک جوہری اندلس پہنچا تو اُس کے پاس سرخ رنگ کی ایک تھیلی تھی۔ اس تھیلی میں قیمتی ہیرے جواہرات تھے۔ جوہری ان ہیروں کو سلطان منصور کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا تھا۔ ایک دن وہ سلطان کے پاس گیا اور انہیں وہ ہیرے دکھائے۔ سلطان منصور ہیرے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہ یقیناً نایاب ہیرے تھے۔ اس نے بہت سے ہیرے جوہری سے خرید لیے۔ جوہری کو بہت فائدہ ہوا۔ پھر ایک دن وہ اپنے وطن واپس جانے کے ارادے سے چلا۔ قرطبہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک دریا بہتا تھا۔ جوہری جب وہاں پہنچا تو اس کا دل دریا میں نہانے کو چاہا۔ اُس نے کپڑے اتار کر ایک طرف رکھ دیئے۔ سرخ تھیلی بھی ان کے ساتھ ہی رکھ دی۔ اُسے نہاتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ ایک چیل کہیں سے آئی اور سرخ تھیلی اُٹھا کر اُڑ گئی۔ یہ دیکھ کر جوہری کی تو جان ہی نکل گئی۔ وہ جلدی سے دریا سے باہر نکلا۔ کپڑے پہنے اور شور مچانے لگا۔ اُس کا شور سن کر بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ جب اُنہیں صورتِ حال کا علم ہوا تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا: یہ معاملہ سلطان منصور کے سامنے پیش کرو۔ جوہری نے کہا: میں اُن سے کیا کہوں گا۔ کسی چور نے یہ حرکت کی ہوتی تو ایک بات بھی تھی۔ اب ایک چیل کے بارے میں اُن سے کیا کہوں گا۔ وہ بھلا کیا کر سکیں گے۔ لوگوں نے کہا: تم اُن سے

جا کر ساری کہانی کہہ دو۔ شاید بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔

آخر جوہری روتا پیٹتا سلطان منصور کے دربار میں پہنچا۔ ساری بات سن کر سلطان نے اُسے تسلی دی اور کہا: یہ بتاؤ چیل کس طرف گئی تھی۔ جوہری نے وہ سمت بتا دی جس طرف چیل اُڑ کر گئی تھی۔ سلطان منصور نے اُس کی بات سن کر اپنے خاص کارندوں کو بلوایا اور ان سے پوچھا: تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس کی حالت تین چار دن ہی میں بدل گئی ہو۔ یعنی کہیں سے اُس کے پاس اچانک پیسہ آ گیا ہو۔

ایک آدمی نے کہا:

’’میں ایک ایسے مزدور آدمی کو جانتا ہوں جو محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا، لیکن اب اچانک اُس نے اپنے بچوں کے لیے نئے نئے کپڑے سلوا لیے ہیں۔ یہی نہیں اُس نے سواری کے لیے ایک خچر بھی خرید لیا ہے۔ یہ سن کر سلطان منصور نے فوراً اُس مزدور کو بلوایا۔ اُس نے مان لیا کہ اُسے چیل کے پنجوں سے گری ہوئی تھیلی ملی تھی، جس میں بہت سی دولت تھی۔ پھر اُس نے وہ تھیلی نکال کر سلطان کے سامنے رکھ دی اور کہا: حضور میں نے اس میں سے دس دینار خرچ کیے ہیں۔ سلطان نے جوہری سے کہا: اپنی تھیلی دیکھ لو اور بتاؤ، کیا یہ مزدور ٹھیک کہہ رہا ہے؟ سلطان منصور کے کہنے پر جوہری نے تھیلی دیکھی اور مزدور کی بات کی تصدیق کر دی۔ پھر اُس نے کہا حضور میں دس دینار اسے معاف کرتا ہوں۔ سلطان منصور نے کہا کہ معاف کرنے کا حق تو ہمارا ہے۔ پھر اُس نے اپنے پاس سے دس دینار جوہری کو دیئے کہ اُس کا نقصان پورا ہو جائے، دس دینار مزدور کو دیتے ہوئے کہا: اگر تم تھیلی ملتے ہی ہمارے پاس آ جاتے تو ہم تمہیں مالا مال کر دیتے۔ اُدھر جوہری کو اپنا پورا مال مل چکا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اُس نے سلطان منصور کو بے شمار دعائیں دیں اور یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ میں اپنے وطن کے لوگوں سے کہوں گا۔ اندلس کے بادشاہ کا حکم انسانوں ہی پر نہیں پرندوں پر بھی چلتا ہے۔ (بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۸۷، ص ۱۰)

امن کا نغمہ:

شکاری جنگل میں کیا گھسے کہ چوریاں شروع ہو گئیں۔ بطخ کے انڈے چوری ہونے کے بعد پہاڑی طوطے کے بچے غائب ہوئے۔ غرض کسی کا کچھ چوری ہوتا تو کسی کا کچھ۔ اس صورتِ حال نے اس جنگل کے باسیوں میں خوف و ہراس اور بے چینی پیدا کر دی۔ ہر کوئی سہما سہما اور اداس رہنے لگا۔ یہ وہی جنگل تھا جہاں

ہریالی ہی ہریالی تھی۔ پانی کے جھرنے، سبز پوش پہاڑیاں، لمبے لمبے گھنے اور جھومتے درخت، خوشبودار پودے، وہ کون سی نعمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس جنگل میں پیدا نہیں کی تھی۔ تمام چرند پرند اور خونخوار جانور مل جل کر رہتے تھے۔ کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔ سب ایک تھے، کہیں ہرنوں کی ٹولیاں چوکڑیاں بھرتی نظر آتیں، تو کہیں بی بطخ اپنے بچوں کو تیرنا سکھا رہی ہوتی، کہیں مینا اپنی سریلی آواز میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کر رہی ہوتی، تو کہیں فاختہ امن کا نغمہ سناتی دکھائی دیتی۔ جنگل کے سب باسی ایک دوسرے سے خوش تھے۔ کسی کو کسی سے شکایت نہیں تھی، بلکہ اُن کے اتحاد و اتفاق اور یک جہتی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ برسات کے دنوں میں تو اس جنگل کا حسن دیکھنے کے لائق ہوتا تھا۔ درخت اپنے لباس تبدیل کر لیتے تھے۔ خوشبوئیں نکھر جاتیں۔ آبشاروں کا حسن اپنے جوبن پر ہوتا تھا۔ لیکن اب یہاں کی رونقیں اور خوشیاں جیسے روٹھ گئیں تھیں۔ ہر ایک کے لبوں پر یہی سوال تھا کہ اب کیا ہوگا؟

ایک دن کوے میاں سنہری چڑیا سے ملنے اُس کے گھر گئے۔ وہ موجود نہیں تھی۔ کوے میاں واپس لوٹ آئے۔ ایک بندر نے انہیں آتے جاتے دیکھ لیا۔ وہ بڑا خراب بندر تھا۔ اسے اس جنگل کا امن و سکون ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ وہ چاہتا تھا یہاں لڑائیاں ہوں، جھگڑے ہوں۔ وہ موقعے کی تاک میں تھا۔ کوے میاں کو آتے جاتے دیکھ کر اُس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ وہ سنہری چڑیا کے پاس گیا اور بولا۔ کوے میاں آپ کی غیر موجودگی میں آپ کے گھر آتے ہیں۔ مجھے ان کی نیت ٹھیک نہیں لگتی۔ وہ یقیناً آپ کے انڈوں اور بچوں کو ہڑپ کرنے کے چکر میں ہیں۔ سنہری چڑیا بندر کی باتیں سن کر حیران رہ گئی۔ وہ کوے میاں سے بدظن ہو گئی۔ اس نے بندر کی باتوں کے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ چپکے سے وہاں سے چلی گئی۔ بندر نے پورے جنگل میں جیسے آگ لگا دی۔ ہر ایک کو دوسرے سے بدظن کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اس جنت نظیر جنگل میں جھگڑے شروع ہو گئے۔ یہ ساری صورتِ حال دیکھ کر پانی کے چشمے، پھول، پودے اور درخت جانوروں اور پرندوں کی کم عقلی پر حیران و پریشان تھے۔

اُدھر شکاریوں کو موقع مل گیا۔ وہ اس خوبصورت جنگل کو اجاڑنے پر تل گئے۔ امن کی علامت بی فاختہ کو معلوم تھا کہ اس ساری خرابی کا ذمہ دار صرف اور صرف بندر ہے۔ اس نے جنگل کو دوبارہ امن و سلامتی کی جگہ بنانے کا عزم کیا اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ وہ ایک ایک کے پاس جاتی

اور یہ دکھ بھرا نغمہ سناتی۔

میرے پیارو ہوش کرو جامِ محبت نوش کرو
آؤ محبت عام کریں مل کر اچھے کام کریں
تم نہ لڑنا بھڑنا کبھی دشمن سے نہ ڈرنا کبھی

بی فاختہ کے اس نغمے میں بڑا درد تھا۔ جس نے اسے سنا اثر لیا اور یوں فاختہ کی محنت رنگ لائی۔ اتحاد و اتفاق لوٹ آیا۔ محبت لوٹ آئی، خوشیاں چلی آئیں۔ وہ ایک ہو گئے اور جب کوئی قوم ایک ہو جاتی ہے تو بڑی سے بڑی آفت بھاگ جاتی ہے۔ اور یہی کچھ جنگل میں گھسنے والے شکاریوں اور بندر کے ساتھ ہوا۔ اتحاد کی برکت سے انہوں نے شکاریوں پر زبردست حملہ کیا اور انہیں زخمی کر دیا۔ انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اب وہ سب بندر کے پاس پہنچے۔ اسے جنگل بدر کیا، اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے بعد سب جانور اور چرند پرند ایک دوسرے کے گلے ملے۔ سابقہ غلطیوں کی معافی مانگی اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ایک بار پھر ان میں محبت پیدا کر دی تھی اور ان کے دشمنوں سے انہیں نجات دی تھی۔ قوم جب متحد ہو جائے تو یہی ہوتا ہے۔ (بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۱۷، ص ۱۱)

حیواناتِ متحدہ:

جنگل کے باسیوں کا جنگل کی لمبی چوڑی زمین پر رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ جب بھی سیر کے لیے نکلتے تاک میں بیٹھے ہوئے بھیڑیئے اُن پر حملہ کر دیتے۔ اُن کے کئی ساتھی اُن کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتے اور ایسا روز کا معمول تھا۔ وہ جب کبھی پانی پینے کے لیے جنگل کی اکلوتی ندی کا رخ کرتے، کوئی چیتا آ دھمکتا اور اُن کا خون پی جاتا۔ اگر وہ اپنے گمشدہ بچوں کو تلاش کرنے نکلتے تو شیر کی دھاڑ اُنہیں اُن کے ارادوں سے باز رکھتی۔ غرض وہ اس صورتِ حال سے بہت پریشان تھے۔ وہ ان ظالموں سے آزادی چاہتے تھے۔ چنانچہ اسی مقصد کے لیے وہ کبھی کبھی اجلاس بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ وہ ان اجلاسوں میں دشمن کے خلاف مشترکہ حکمتِ عملی اپنانے پر زور دیتے، مگر یوں لگتا تھا جیسے اُن کا یہ خواب کبھی پورا ہونے والا نہیں ہے۔

ایک ایسے ہی اجلاس کے دوران انہوں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا بڑے مزے سے اُن کی طرف چلا آ رہا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ بھیڑیئے کی آمد موت سے کم نہیں۔ یوں موت کو سامنے دیکھ کر اُن کی سٹی گم ہو گئی۔ وہ

خوفزدہ ہو گئے۔ اُدھر بھیڑیا دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ آج تو اسے ہر طرح کے کھانے کی چیز مل جائے گی۔ گویا قسم قسم کے کھانوں کا مزا آ جائے گا۔ وہ خوشی خوشی ”دسترخوان“ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ قریب جا کر اس نے غرور بھرے انداز میں ایک نظر مجمعے پر ڈالی اور شکار کا انتخاب کرنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے پہلے شکار پر حملہ کرتا ۔ ایک کمزور سی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ دوسروں کو ہمیشہ کی نیند سلانے والے آج ہم سے اپنی موت کا پیغام لے لے۔ یہ سن کر بھیڑیئے نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو اسے ایک چھوٹا سا بندر نظر آیا۔ وہ بندر اپنے سے کئی گنا بڑے وجود کو للکار رہا تھا۔ اسے دیکھ کر بھیڑیئے کی ہنسی چھوٹ گئی۔ جب اس کی ہنسی تھمی تو اس نے یہ کہتے ہوئے اس کمزور بندر پر چھلانگ لگائی کہ آج تو ہرن کا گوشت کھانے کو جی چاہ رہا تھا۔ تمہیں موت پہلے چاہیے تو ٹھیک ہے، پہلے تمہاری خواہش پوری کیے دیتا ہوں۔ لیکن وہ بندر اس کی امید سے زیادہ تیز نکلا۔ وہ اچھل کر سب سے اونچے درخت کی سب سے اوپر والی شاخ پر جا بیٹھا۔ اپنا وار خالی جاتے دیکھ کر بھیڑیا بہت تلملایا۔ اُدھر بندر اسے منہ چڑا رہا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ وہ بندر پر دوبارہ حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ ایسے میں ایک چیل کہیں سے آئی اور اس کی آنکھ میں ایسی زوردار ٹھونگ ماری کہ اسے دن میں تارے دکھائی دینے لگے۔

پھر اس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ غضبناک ہو کر دوسرے جانوروں پر ٹوٹ پڑا۔ اس کا حملہ اس قدر خوفناک اور دہشتناک تھا کہ پرامن اجلاس میں بھاگ دوڑ شروع ہو گئی۔ وہ سب سے پہلے اپنی جان کے اصول پر عمل کرتے ہوئے محفوظ مقام کی طرف جانے لگے، بھاگتے ہوئے کوئی بندر کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا، تو کوئی اپنی قسمت کا رونا رو رہا تھا۔ کوئی کہہ رہا تھا جلتی پر تیل تو چیل کی بچی نے چھڑکا۔ غرض سب اپنے اپنے انداز میں ان بیوقوفوں کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے، جنہوں نے مفت کی مصیبت مول لے لی تھی۔

اس افراتفری کے عالم میں کچھ سر پھرے آگے بڑھے۔ انہوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھیڑیئے کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان کی دیکھا دیکھی باقی جانوروں کو بھی ہمت ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارے جانور ان کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرنے لگے۔ اور یوں ان کی شدید خواہش پوری ہو گئی اور وہ ”حیواناتِ متحدہ“ کی سی صورت پیش کرنے لگے۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ بھیڑیئے پر بڑی منصوبہ بندی سے حملے ہو رہے تھے۔ ایک طرف سے بارہ سینگوں کا دستہ آگے بڑھتا، تو دوسری طرف سے جنگلی بیل اسے

ٹکریں مارتے تھے۔ زیبروں نے بھی اسے لاتیں رسید کیں۔ شرارتی بندر اس کی پیٹھ پر چڑھ گئے اور ڈنڈوں سے اس کی مرمت کرنے لگے۔ بن مانس نے آگے بڑھ کر پنجہ مار کر بھیڑیئے کو دوسری آنکھ سے بھی محروم کر دیا۔ ادھر بھیڑیا بھی بڑا کائیاں تھا، وہ بھی اپنا کام کرتا رہا، لیکن کب تک، آخر تھک کر گرا تو اس کے خون سے زمین رنگین ہوگئی۔ ادھر بہت سے جانور زخموں سے چور چور تھے۔ ان میں سے دو ایک تو جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے تھے لیکن ان ساری تکالیف کے باوجود ان کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی۔ انہوں نے ایک ظالم کو اس کے بُرے انجام تک پہنچا دیا تھا۔

(بچوں کا اسلام، شمارہ نمبر ۸۵، ص ۱۶)

لسانِ عشق معذور ہوتی ہے:

❀ ایک پرندہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مادہ سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ مل جائے تو میں تجھ کو ملک سلیمان دے دوں گا۔ یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے سن لی کیونکہ وہ منطق الطیر کے عالم تھے۔ فوراً اس پرندہ کو بلایا اور فرمایا نالائق یہ کیا گستاخی تھی۔ آپ میرا ملک دینے والے کون ہوتے ہیں؟ اس نے کہا اے نبی اللہ! میں عاشق ہوں اور لسان عشق معذور ہوتی ہے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا قصور معاف کیا۔

فائدہ اس طرح یہ عشاق بھی وہاں معذور شمار ہوں گے۔ مگر ہر شخص کی زبان، زبانِ عشق نہیں۔ تم ناز سے کام نہ لو اور عاشق کی نقل نہ کرو وہ تو اپنے کو مٹا کر فنا کر کے ناز کر رہا ہے، اس کو حق ہے تم کو یہ حق نہیں ہے کیوں کہ تم اپنے کو باقی رکھ کر ناز کرتے ہو۔

(امثال عبرت، ص ۳۵۶)

کیڑے کا ذکر اللہ کرنا:

☆ حضرت داؤد علیہ السلام ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ آپ علیہ السلام نے ایک کیڑے کو دیکھا جو مٹی میں جا رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس کو اٹھا لیا۔ تو اس کیڑے نے تنبیہ کے طور پر کہا کہ اے داؤد علیہ السلام تو بھی مخلوق ہے، میں بھی مخلوق ہوں۔ تو انسان ہے، میں ایک کیڑا ہوں۔ مگر میں ایک ہزار مرتبہ سے

زائد اللہ کا ذکر کرتا ہوں مجھے اللہ نے بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔

(خطبات دین پوری)(علامات محبت، ص ۴۲۹)

عقل سے تم کام لو دشمن اگر ہے سامنے:

ایک چراگاہ میں بہت سے خرگوش رہتے تھے اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اتفاق سے وہاں ایک شیر کا گزر ہوا۔ وہ جگہ اسے بہت اچھی معلوم ہوئی۔ وہیں رہنے لگا اور ہر روز خرگوش کو پکڑ کر کھانے لگا۔ بچارے خرگوش پریشان ہوگئے اور بچنے کی تدبیر کرنے لگے۔ سوچتے سوچتے ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ شیر سے جا کر عرض کریں کہ وہ ان میں سے باری باری روزانہ ایک خرگوش مار کر کھا لیا کرے اور باقیوں سے کچھ نہ کہا کرے۔ شیر نے ان کی یہ عرض قبول کر لی۔ انہوں نے اب یہ کیا کہ ناموں کا قرعہ روز ڈالتے۔ جس کا نام نکلتا اُسے شیر کے کھانے کے لیے بھیج دیتے۔

ایک دن ہوشیار خرگوش کا نام نکلا۔ اس نے کہا کچھ پرواہ نہیں۔ میں جا کر ایسا حیلہ کرتا ہوں کہ آج ہی ہم سب کو شیر سے چھٹکارا ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ چلا۔ ایک جگہ بیٹھ کر دیر کرنے لگا۔ یہاں تک کہ شیر کے کھانے کا وقت گزر گیا۔ دیر ہوئی تو بھوک کی وجہ سے شیر کو بڑا غصہ آیا اور وہ گرجنے لگا۔ گرج سن کر خرگوش اس کے سامنے گیا اور ہانپنے کانپنے لگا۔ شیر نے غصے میں اس سے دیر کرنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز سے جواب دیا۔

حضور کیا عرض کروں آج مجھ پر آفت آ گئی تھی۔ بڑی مشکل سے بچا ہوں، تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ایک دوسرا شیر بھی اسی میدان میں آ کر رہنے لگا ہے۔ وہ روز ہماری راہ روکتا ہے۔ آج میں حضور کے پاس آ رہا تھا کہ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ جب میں نے کہا کہ میں یہاں کے بادشاہ کی خوراک ہوں تو کیا عرض کروں کہ اس نے حضور کے لیے کیا کیا کہا۔ مگر مجھے موقع مل گیا۔ میں بھاگ آیا۔ وہ اپنے کو اس میدان کا بادشاہ بتاتا ہے اور چاہتا ہے کہ حضور کو یہاں سے باہر کر دے۔

شیر نے یہ سنا تو اسے اور بھی غصہ آیا۔ کہنے لگا کہ وہ کون دغا باز ہے، مجھے اس کے پاس لے چل۔ ابھی اس کو اس گستاخی کی سزا دیتا ہوں۔ خرگوش شیر کو ایک کنوئیں پر لے گیا اور منڈھیر پر کھڑا کر کے کہنے لگا۔ اندر دیکھئے وہ گستاخ بیٹھا ہوا ہے۔ شیر نے اندر جھانکا تو اپنا عکس اسے پانی میں دکھائی دیا۔ وہ اُسے دوسرا

شیر سمجھ کر اندر کود پڑا اور پانی میں ڈوب گیا۔

لالچ بُری بلا ہے:

کسی گاؤں میں ایک غریب بڑھیا رہتی تھی۔ جی بہلانے کو اس نے ایک بلی پال رکھی تھی، مگر غریبی کی وجہ سے اچھی طرح اُسے کھلا پلا نہ سکتی تھی۔ تھوڑا بہت جو مل جاتا اس میں بلی کا حصہ لگاتی۔

بے چاری بلی اس حال سے بسر کرتی۔ اکثر بھوکی رہتی۔ ایسی دُبلی اور کمزور ہوگئی کہ اگر کوئی چوہا کبھی پاس سے گزرتا تو اُچھل کر پکڑ نہ سکتی۔ ایک دن یہ بلی جو کوٹھے پر چڑھی تو دیوار پر ہمسایہ کی بلی دکھائی دی۔ وہ بڑی موٹی اور خوب تیار تھی۔ اپنے کو ایسا دُبلا اور اُسے موٹا دیکھ کر بلی کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ سب بلیاں اسی طرح دبلی اور کمزور ہوتی ہیں۔ پوچھنے لگی۔ بہن قربان جاؤں یہ تو بتاؤ کہ کہاں رہتی ہو اور تمہیں کون سا ایسا آرام ملتا ہے کہ اتنی موٹی اور تیار ہو رہی ہو۔

ہمسائے کی بلی نے جواب دیا میں صبح و شام ایک امیر کے گھر میں حاضر رہتی ہوں۔ جب دستر خوان بچھایا جاتا ہے تو چربی دار گوشت کا کوئی اچھا خاصا ٹکڑا جو سامنے ہوتا ہے اُٹھا کر کے لے بھاگتی ہوں اور اکیلی جگہ بیٹھ کر مزے سے کھاتی ہوں۔ بڑھیا کی بلی نے چربی دار گوشت کا نام بھی کبھی نہ سنا تھا۔ اس بے چاری کو دال روٹی کے سوا کبھی کوئی چیز ملی ہی نہ تھی۔ کہنے لگی بہت خوب میں صدقے جاؤں۔ ایک دن مجھے بھی وہاں کی سیر کراؤ اور ہو سکے تو اپنا مہمان بناؤ۔

ہمسائے کی بلی نے جواب دیا۔ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ جی چاہے تو ابھی چلو۔ اور ہاں خوب یاد آیا، وقت بھی اچھا ہے۔ دستر خوان بچھ رہا ہوگا۔ بڑھیا کی بلی یہ ہی تو اللہ سے چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ ہو لی۔ مگر قسمت کو کیا کرتی۔ امیر نے اِدھر اُدھر تیر انداز بٹھا دیئے تھے کہ بلی دکھائی دے تو فوراً تیر ماریں۔ جیسے ہی یہ دونوں وہاں پہنچیں انہوں نے تیر کا نشانہ بنایا۔

بڑھیا کی بلی کے سینے پر تیر لگا اور وہ وہیں کی وہیں رہ گئیں۔ مرتے وقت اُسے خیال آیا کہ اگر لالچ نہ کرتی اور بڑھیا کی روکھی پھیکی پر بسر کرتی تو یہ دن نہ دیکھتی۔

سچ ہے لالچ بُری بلا ہے۔

شیر کا مچھر سے معافی مانگنا:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سہانی شام ایک شیر جھاڑی کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ شکار کیئے ہوئے ہرن کا گرم گرم گوشت کھانے کی وجہ سے اُس پر غنودگی طاری تھی اور اس نے جیسے ہی انگڑائی لی تو اُسے خیال آیا تو وہ منہ ہی منہ میں بولا۔ ’’اللہ میاں کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنا طاقتور بنایا ہے کہ اس زمین پر کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ مجھ سے لڑ سکے۔ اُف یہ مچھر کتنے بدنصیب ہیں جو ہر کسی سے ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ انہیں تو کوئی بھی مسل سکتا ہے‘‘۔

قریب ہی بھنبھناتے ہوئے مچھر اپنی توہین برداشت نہ کر سکے اور بولے۔

’’میاں شیر! تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ تم، ہم سے جسم میں بڑے ہو، اس لیے طاقتور بھی ہو۔ یہ ضرور ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن پھر بھی ہم، تم سے طاقتور ہیں‘‘۔

شیر غصے سے دھاڑا۔ ’’خاموش...... چھوٹے بے وقوف مچھرو!‘‘ میں تم سب کو صرف ایک پنجے سے مسل سکتا ہوں‘‘۔

شیر کی یہ بڑبڑ مچھروں سے برداشت نہ ہو سکی اور اُن کا سردار کہنے لگا۔

’’آؤ بھائیو! اس گھمنڈی شیر کو ایسا سبق سکھائیں کہ یہ آخری دَم تک یاد رکھے کہ مچھروں کا مذاق کس طرح اُڑایا جاتا ہے‘‘۔

سردار کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ تمام مچھر، شیر پر حملہ آور ہو گئے اور جگہ جگہ سے اُسے کاٹنا شروع کر دیا۔ شیر نے اپنی پونچھ کے ذریعے مچھروں کو بھگانا چاہا۔ جب ناکام رہا تو پھر اس نے پہلے ایک پنجہ پھر دوسرا پنجہ، آخر پیٹھ کے بل الٹا ہو کر چاروں پنجے چلانے شروع کر دیئے لیکن اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑا۔ یہ ضرور ہوا کہ وہ کچھ مچھر مارنے میں کامیاب ہو گیا لیکن مچھروں کو اپنے سے دور نہ کر سکا بلکہ مچھروں کے غول کے غول اس پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اس طرح محسوس ہوتا تھا جیسے مچھروں کی بارش ہو رہی ہو۔

اب شیر اپنے منہ پر تھپڑ مار رہا تھا اور ساتھ ساتھ دانت بھی پیس رہا تھا۔ کبھی دوڑ کر ایک جھاڑی اور کبھی دوسری جھاڑی میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مچھر اُسے مسلسل ڈنگ مار رہے تھے۔

آخر شیر نے محسوس کیا کہ وہ مچھروں سے نہیں لڑ سکتا اور نہ ہی انہیں ہرا سکتا ہے تو چیختا ہوا بولنے

لگا۔ ”میرے مچھر بھائیو! مہربانی کر کے مجھے چھوڑ دو، آئندہ میں تمہارا مذاق نہیں اُڑاؤں گا۔ میں سچ کہتا ہوں، خدا کے واسطے مجھ پر ترس کھاؤ۔“

شیر کے معافی مانگنے پر مچھروں نے اُسے چھوڑ دیا اور غبار کی مانند اُس کے اوپر اُڑتے ہوئے بولے۔ ”اے شیر میاں! آئندہ کبھی بھی غرور نہ کرنا کیونکہ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے، نہ ہی کبھی اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنا کیونکہ گھمنڈی ہمیشہ منہ کے بل گرتا ہے اور نہ ہی کبھی اپنی عقل پر ناز کرنا کیونکہ سیانا کوا ہمیشہ گندگی پر بیٹھتا ہے۔“ (اصلاحی کہانیاں)

چالاک لومڑی:

ایک مرغا کسی درخت کی ایک اُونچی شاخ پر بیٹھا ہوا ککڑوکوں ککڑوکوں کر رہا تھا۔ اتفاق سے ایک لومڑی درخت کے پاس سے گزری اور ککڑوکوں کی آواز سن کر اُوپر دیکھنے لگی۔

درخت پر ایک موٹا تازہ نوجوان مرغا نظر آیا تو لومڑی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ دل میں کہنے لگی۔ ”شکار تو بہت عمدہ ہے۔ مگر اسے نیچے بلانے کی کیا ترکیب کرنی چاہیے؟“

وہ تھوڑی دیر سوچ کر مرغے سے بولی۔ ”کہو میاں مرغے، اچھے تو ہو؟“

مرغے نے جواب دیا ”مہربانی ہے۔ سناؤ تمہارا مزاج کیسا ہے؟“

لومڑی نے مسکرا کر جواب دیا ”تمہاری دعا سے ہر طرح کا آرام ہے۔ ہاں تو میں تو بھول ہی جاتی ہوں۔ میں نے آج ایک بہت ہی اچھی خبر سنی ہے۔ تمہیں کچھ معلوم ہے؟“

مرغے نے جواب دیا۔ ”کیسی خبر؟ مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔“

لومڑی نے کہا ”ارے! تمہیں ابھی تک اطلاع نہیں ملی؟ جنگل کے سب جانوروں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ایک دوسرے کو چیرنا پھاڑنا چھوڑ دیں گے اور سب آپس میں مل جل کر رہا کریں گے۔ اس لیے اب تمہیں مجھ سے ڈرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ آؤ اس درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر کچھ دیر باتیں کریں۔“

مرغا ہنس کر بولا ”نہایت اچھی خبر ہے۔ مگر وہ دیکھو سامنے کون آ رہا ہے؟“

”لومڑی نے گھبرا کر پوچھا کون ہے؟“

مرغے نے کہا ”دو شکاری کتے ہیں۔ اچھا ہوا یہ بھی آ گئے۔ اب سب مل کر باتیں کریں گے۔“

لومڑی شکاری کتوں کا نام سن کر بہت سٹ پٹائی اور ایک طرف کو بھاگنے لگی۔ مرغا ہنس کر بولا:

’’بی لومڑی‘‘ بھاگنے کیوں لگیں؟ آخر ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ ذرا دیر ٹھہرو۔ میں نیچے آتا ہوں۔ وہ کتے آ گئے۔ اب ہمیں ایک دوسرے سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آؤ بیٹھ کر باتیں کریں۔‘‘

لومڑی نے کہا: ’’نہیں نہیں۔ ہوسکتا ہے۔ ان کتوں نے بھی تمہاری طرح یہ خبر نہ سنی ہو۔

اچھا، میں پھر کسی وقت آؤں گی۔ خدا حافظ۔‘‘

یہ کہہ کر لومڑی یہ جا، وہ جا۔ (اصلاحی کہانیاں)

وفادار ہاتھی:

گھوڑے اور کتے کی انسان دوستی اور وفاداری کی کئی سچی داستانیں آپ نے کئی بار سنی ہوں گی۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے جانور انسان دوستی کے لیے مشہور ہیں لیکن آج آپ کو ایک ہاتھی کی وفاداری کی سچی کہانی پیش کرتا ہوں۔ اُس ہاتھی کا تعلق مغلیہ دورِ حکومت سے تھا اور اس ہاتھی کا نام مولا بخش تھا لیکن مغلیہ سلطنت کے آخری شہنشاہ بہادر شاہ ظفر اکثر و بیشتر شاہی تقریبات میں جانے کے لیے اسی ہاتھی پر سواری کرتے تھے اور جب بھی شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کو سواری کی ضرورت ہوتی تو سواری کے لیے حکم نامہ بنام مولا بخش لکھوا کر ملازمِ خاص کے ذریعے فیل خانہ بجھوا دیا جاتا، جہاں پر ملازم خاص مولا بخش کے پاس کھڑا ہو کر بلند آواز سے شہنشاہ کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا۔ مولا بخش شہنشاہ ہند کا حکم نامہ خاموشی اور صبر سے سنتا۔ حکم نامے کے اختتام پر سلامی دیتا۔ یہ مولا بخش کی طرف سے اعلان ہوتا کہ اس نے شہنشاہ کا حکم سن لیا ہے۔

بعد ازاں حکم کی تعمیل کے لیے مولا بخش شاہی حوض میں نہانے کے لیے روانہ ہو جاتا۔ اپنے جسم کی خوب صفائی کرتا، خوب سج دھج کر شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

یہ معمولات اسی طرح جاری رہے لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریزوں نے برصغیر پاک و ہند پر قبضہ کر لیا اور مغلیہ سلطنت کے شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر لیا گیا تو فیل خانے میں مولا بخش نے کھانا پینا ترک کر دیا جس کی فیل بان کو بڑی فکر ہوئی۔ جب فیل بان کافی کوشش کے بعد کچھ کھلانے میں ناکام رہا تو اس نے انگریز حکمرانوں کو شاہی سواری ہاتھی کے کھانے پینے چھوڑنے کی خبر دی۔ حکمرانوں نے ایک فرنگی عہدیدار کو یہ کام سونپا کہ وہ مولا بخش کو کھلانے پلانے کا انتظام کریں۔

چنانچہ حکم کے مطابق انگریز عہدیدار نے لڈوؤں اور کھوریوں کا بھرا ہوا ٹوکرا لاکر مولا بخش کے آگے رکھا لیکن مولا بخش نے غصے سے ٹوکرا سونڈ سے اٹھا کر الٹا عہدیدار پر دے مارا۔ فیل خانے سے عہدیدار جان بچا کر بھاگا اور افسرانِ بالا کے پاس پہنچ کر تمام واقعہ کہہ سنایا۔

انگریز حکمرانوں نے کافی سوچ بچار کرنے کے بعد مولا بخش کو نیلام کرنے کا فیصلہ صادر کیا اور نیلامی کی منادی کرا دی۔ وقت مقررہ پر دِلی کے میدان میں بولی شروع ہوئی۔ پہلی اور آخری بولی سکہ رائجِ الوقت دوسو پچاس روپے دِلی کے ایک پنساری کے نام ہوئی۔ جونہی بولی ختم ہوئی تو مولا بخش بیچارہ دھڑام سے زمین پر گرا کہ روح جسم کی قید سے آزاد ہوگئی۔ اس طرح مغلیہ سلطنت کا زوال اور برصغیر پاک و ہند کی غلامی پر رنجیدہ ہوکر مولا بخش ہاتھی نے اپنی زندگی ختم کر کے وفاداری پیش کی۔

(اصلاحی کہانیاں)

دو نادر مقدمے اور عجیب فیصلے یا قصہ گدھے کی حجامت بنانے کا:

عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے کا ذکر ہے کہ بغداد کی گلیوں میں ایک لکڑ ہارا لکڑیاں بیچ رہا تھا۔ اس نے یہ لکڑیاں اپنے گدھے پر لادی ہوئی تھیں۔ انہیں وہ جنگل سے بڑی محنت سے کاٹ کر اور اکٹھی کر کے لایا تھا۔ ان دنوں میں نہ سوئی گیس ہوتی تھی نہ مٹی کا تیل، لوگ لکڑیاں جلا کر اپنی ضرورت پوری کیا کرتے تھے۔

لکڑ ہارا جب شہر کی اس گلی میں پہنچا جہاں شاہی حجام کا گھر تھا تو شاہی حجام نے اسے روکا اور کہا کہ لکڑیاں اسے دی جائیں۔ لکڑ ہارا ٹھہر گیا اور حجام نے اس کی ساری کی ساری لکڑیاں خریدنے کی خواہش کی۔ بھاؤ ہو چکا تو لکڑ ہارے نے گدھے سے لکڑیاں اُتار دیں۔ حجام گدھے کے پاس کھڑا لکڑ ہارے کو لکڑیاں اتارتے دیکھ رہا تھا۔ لکڑ ہارا اپنے کام سے فارغ ہو چکا تو اس نے رقم مانگی۔ لیکن حجام نے کہا: ”تم نے ابھی پوری لکڑیاں نہیں اُتاریں۔ ابھی گدھے پر ایک لکڑی بچی ہوئی ہے۔“

لکڑ ہارا بڑا حیران ہوا۔ اس نے اپنے گدھے کی طرف دوبارہ دیکھا، لیکن اسے گدھے پر کوئی لکڑی نظر نہ آئی۔ اس نے حیرانی سے کہا۔ جناب میں نے تمام لکڑیاں اُتار دی ہیں۔ اب گدھے پر کوئی لکڑی نہیں رہی۔ حجام نے بگڑ کر کہا: ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو۔ بے وقوف واقعی گدھے پر کوئی لکڑی نظر نہیں آ رہی؟

لکڑ ہارا شاہی حجام کو سمجھاتے ہوئے بولا: ''اچھا! آپ اس کجاوے کی بات کر رہے ہیں۔ جناب بیشک یہ بھی لکڑی کا بنا ہوا ہے لیکن یہ میرے گدھے کے لیے ہے۔ اس میں تو میں لکڑیاں وغیرہ لادتا ہوں۔ یہ ان لکڑیوں کا حصہ نہیں جن کا میں نے آپ سے سودا کیا ہے۔''

لیکن حجام کو اپنے مرتبے کا بڑا غرور تھا کہ وہ خلیفہ کا حجام ہے، اس نے پھر بڑے رعب اور غرور سے کہا۔ نہیں تم نے تمام لکڑیوں کا سودا کیا تھا۔ اس لیے میں تمام لکڑیاں لوں گا۔ چاہے اس میں کجاوا بھی آئے۔ کیا کجاوا لکڑی کا بنا ہوا نہیں ہے؟

لکڑ ہارے نے بہت کہا کہ یہ کجاوا لکڑیوں میں نہیں آتا لیکن حجام نہ مانا۔ بات عدالت تک پہنچی اور معاملہ خلیفہ کے دربار میں آ گیا۔ خلیفہ نے اس انوکھے مقدمے کا فیصلہ حجام کے حق میں کر دیا۔ کیونکہ قانون کے مطابق حجام کی بات ٹھیک کہ وہ گدھے پر لدی ہوئی ہر ایک چیز لے گا۔ چونکہ کجاوا لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اس لیے وہ بھی اس میں شامل ہے، لیکن حقیقت میں سب جانتے تھے کہ یہ حجام کی چالاکی ہے۔ خلیفہ کے فیصلے کے بعد لکڑ ہارے نے اپنا کجاوا حجام کے حوالے کر دیا۔

اس واقعے کو کچھ عرصہ گزرا۔ ایک دن یہ لکڑ ہارا حجام کے مکان پر گیا اور کہا کہ اُس نے اپنے اور اپنے ساتھی کی حجامت بنوانی ہے۔ حجام نے اپنی فیس بتائی تو لکڑ ہارا اس فیس پر حجامت بنوانے کے لیے تیار ہو گیا۔ حجام نے پہلے لکڑ ہارے کی حجامت بنائی۔ اس کے بعد اُس نے کہا کہ جاؤ اپنے ساتھی کو لے آؤ۔

لکڑ ہارا گیا اور اپنے گدھے کو دکان کے اندر لے آیا۔ گدھے کو دیکھ کر حجام کو سخت غصہ آیا۔ وہ چلایا۔ ''نامعقول! کیا میں گدھے کی حجامت کرتا ہوں؟ میں اس کی حجامت ہرگز نہیں کروں گا۔''

لیکن لکڑ ہارے نے کہا ''تم نے میرے اور میرے ساتھی کی حجامت بنانے کا معاوضہ طے کیا ہے۔ یہ گدھا میرا ساتھی ہے، اس لیے تمہیں اس کی حجامت بنانا پڑے گی، ورنہ میں اپنا مقدمہ خلیفہ کے پاس لے جاؤں گا۔ حجام گدھے کی حجامت کر کے اپنی ذلت قبول کرنے کو تیار نہ ہوا اور مقدمہ خلیفہ کی عدالت میں چلا گیا۔ خلیفہ نے اس عجیب مقدمے کو سنا اور حجام سے کہا ''کیا تم نے لکڑ ہارے اور اس کے ساتھی کی حجامت بنانے کا وعدہ کیا تھا؟''

اس نے جواب دیا: ''جی ہاں حضور!''

”کیا تم نے جو معاوضہ ان دونوں کی حجامت کا مانگا تھا، وہ لکڑہارے نے تمہیں دے دیا ہے؟“

”ہاں حضور! میں نے معاوضہ لے لیا ہے“۔

خلیفہ نے اعلان کیا: ”تو پھر تمہیں گدھے کی حجامت بنانا پڑے گی“۔

حجام نے فریاد کرتے ہوئے کہا: ”لیکن حضور میں گدھوں کی حجامت نہیں کرتا۔“

”سنو حجام! تم نے پچھلے دنوں اس لکڑہارے سے لکڑیاں خریدیں تھیں تو اس وقت تم نے تمام لکڑیوں کا سودا کیا تھا لیکن لکڑہارے نے تم سے اپنے کجاوے کا سودا نہیں کیا تھا، مگر کجاوا بھی لکڑی کا بنا ہوا تھا، اس لیے قانون کے مطابق تمہاری بات مان لی گئی اور تمہیں کجاوے سمیت تمام لکڑیاں مل گئیں۔ اسی طرح تم نے لکڑہارے سے اس کے ساتھی کی حجامت بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ اب لکڑہارے کا ساتھی چاہے کوئی گدھا ہو یا انسان، تمہیں اس کی حجامت بنانا پڑے گی“۔

حجام نے بہت شور مچایا، لیکن اس کی بات نہ مانی گئی۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ”وہ اس بھرے دربار میں سب کے سامنے گدھے کی حجامت کرے۔“

حجام کو واقعی بھرے دربار میں گدھے کی حجامت بنانا پڑی۔ اس طرح اس نے چالاکی اور عیاری سے اپنے مقام کا جو ناجائز فائدہ اٹھایا تھا، اسے اس کی سزا مل گئی۔

کہتے ہیں کہ یہ ترکیب خود خلیفہ ہارون الرشید نے لکڑہارے کو بتائی تھی تاکہ حجام کو اس کے کئے کی سزا ملے۔ (دلچسپ ایمان افروز واقعات، ۱۴۶ تا ۱۴۸)

برائی کرنے والے سے احسان کرنا:

ایک شخص کا گدھا کیچڑ میں پھنس گیا۔ بہت کوشش کی لیکن اُسے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ناچار تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ سنسان جنگل، شدید سردی اور تیز بارش پہلے ہی کچھ کم مصیبت نہ تھی۔ اب گدھے کی وجہ سے اسے رات بھر وہیں بیٹھنا پڑا تو جھلاہٹ میں اپنا دماغی توازن قائم نہ رکھ سکا اور بادشاہِ وقت کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ اتفاق سے بادشاہ شکار کھیلتے کھیلتے ادھر آنکلا۔ اس شخص کی گالیاں سن کر وہیں رک گیا اور ملازموں سے کہنے لگا کہ ”یہ شخص مجھ پر کیوں اتنا غصہ نکال رہا ہے؟“

انہوں نے کہا کہ ”عالی جاہ! ایسے ناکارہ اور بے ہودہ گو کا علاج تلوار ہی کر سکتی ہے۔ حکم ہو تو اس کی

گردن اڑا دی جائے۔

عالی حوصلہ بادشاہ نے ان کا مشورہ رد کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ مصیبت انسان کو چڑچڑا اور بدمزاج بنا دیتی ہے۔ اس بے چارے کے گدھے کو کیچڑ سے نکلوایا اور انعام واکرام دے کر اس کا دل خوش کر دیا۔ اب وہ گالیوں کے بجائے بادشاہ کو دعائیں دینے لگا۔

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا

”برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے۔ اگر تو جوانمرد ہے تو برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کر“۔ (دلچسپ ایمان افروز واقعات، ص ۱۷۹)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دسترخوان پر پرندہ کا کھانا کھانا:

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خدمت میں کسی شخص نے تحفتاً کوئی پرندہ بھیجا۔ جس کو انہوں نے قبول فرما لیا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھ کر اس پرندہ کو رہا کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس پرندہ نے مجھ سے فرمایا کہ ”جنید! افسوس ہے کہ آپ تو اپنے احباب کی مناجات سے لطف اندوز ہوتے رہیں اور میں بے مونس وغم خوار آپ کے اس پنجرے میں مقید رہوں۔“

میں نے اس کی یہ درد بھری فریاد سن کر اس کو آزاد کر دیا اور وہ پرندہ جاتے وقت یہ کہہ کر اڑ گیا کہ ”جب تک کوئی پرندہ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے وہ جال کے پھندے سے آزاد رہتا ہے۔ اور جہاں ذکرِ الٰہی سے غفلت ہوئی کسی نہ کسی جال کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔

میں تو بس ایک ہی مرتبہ ذکر سے غافل ہوا تھا کہ مجھے اس کی سزا میں پنجرے کی قید میں مقید ہونا پڑا۔ ہائے افسوس ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر و بیشتر یادِ الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ حضرت جنید! میں آپ سے مستحکم وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسا نہ کروں گا۔“

اس کے بعد کبھی کبھی وہ پرندہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آتا اور دسترخوان پر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا تھا۔ چنانچہ جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی تڑپ کر زمین پر گرا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر لوگوں نے اس پرندہ کو بھی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی دفن کر

دیا اور مدت کے بعد حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ ”حضرت آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟“

تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ”اس پرندے پر رحم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی رحم فرمادیا۔ (دلچسپ اثرانگیز واقعات، ص۳۱)

بے زبان جانور کی دعا کا انعام

سبکتگین ایک غلام تھا اور اس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اس پر چڑھ کر وہ جنگل میں جایا کرتا تھا اور اگر کوئی شکار ہاتھ آجاتا تو اسی پر گزارہ کر لیتا۔

ایک دفعہ اس نے ایک ہرنی دیکھی جو اپنے بچے کے ساتھ چر رہی تھی۔ سبکتگین نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا، ہرنی تو نہ پکڑی جا سکی مگر اس کا بچہ جو ماں کے ساتھ بھاگ نہ سکا ہاتھ آ گیا۔ سبکتگین نے اسے باندھ کر زمین کے آگے رکھ لیا اور شہر کی جانب چل پڑا۔

ہرنی بچے کو دیکھ کر مڑی اور سبکتگین کے پیچھے دوڑنے لگی اور فریاد کرنے لگی۔ اسے اس کی حالت پر رحم آیا اور بچے کو کھول کر چھوڑ دیا۔ ہرنی نے دوڑ کر بچے کو لے لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعائیں دینے لگی۔

بے زبانوں کی زبانیں جاننے والے خدا تعالیٰ کو سبکتگین کا یہ رحمدلانہ کام پسند آیا۔ رات اسے خواب میں حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے جو ایک بے زبان پر رحم کیا ہے اس پر ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے بادشاہی عطا فرمائے گا۔

(دلچسپ اصلاحی واقعات ص۹)

شجرئہ طیبہ مشائخ چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم

﴿۱﴾ ....سید المرسلین وشفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

﴿۲﴾ ....حضرت علی کرم اللہ وجہہ

﴿۳﴾ ....امام الاولیاء حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ﴿۴﴾ ....خواجہ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ

﴿۵﴾ ....خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ﴿۶﴾ ....خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

﴿۷﴾ ....خواجہ حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ ﴿۸﴾ ....خواجہ ابوھبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ

﴿۹﴾ ....خواجہ ممشاد علوی رحمۃ اللہ علیہ ﴿۱۰﴾ ....خواجہ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱۱﴾ ....خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴿۱۲﴾ ....خواجہ بومحمد رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱۳﴾ ....خواجہ سید ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ﴿۱۴﴾ ....خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱۵﴾ ....خواجہ شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ ﴿۱۶﴾ ....امام الاولیا عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱۷﴾ ....خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ﴿۱۸﴾ ....خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۱۹﴾ ....خواجہ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ ﴿۲۰﴾ ....خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۱﴾ ....خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ﴿۲۲﴾ ....خواجہ جلال الدین کبیر الاولیآء رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۳﴾ ....خواجہ احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ﴿۲۴﴾ ....خواجہ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۵﴾ ....خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ ﴿۲۶﴾ ....خواجہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۷﴾ ....خواجہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ﴿۲۸﴾ ....خواجہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲۹﴾ ....خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ﴿۳۰﴾ ....خواجہ محبّ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳۱﴾ ....خواجہ سید محمدی رحمۃ اللہ علیہ ﴿۳۲﴾ ....خواجہ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳۳﴾ ....خواجہ شاہ عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ ﴿۳۴﴾ ....خواجہ عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳۵﴾ ....خواجہ عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ ﴿۳۶﴾ ....خواجہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳۷﴾............خواجہ میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ ﴿۳۸﴾............خواجہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳۹﴾............قطب الارشاد علامہ رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳۹﴾............حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۴۰﴾......خواجہ یسین نگینوی رحمۃ اللہ علیہ ﴿۴۰﴾......خواجہ مولانا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

﴿۴۰﴾......علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۴۱﴾............خواجہ شاہ عبد العزیز دعاجو رحمۃ اللہ علیہ

﴿۴۲﴾............سلطان الاولیآء والعارفین قطبِ وقت حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۴۳﴾............سلطان الاولیآء والعارفین قطب الارشاد وتکوین پیر طریقت رہبرِ شریعت حضرت مولانا اختیار الملک دامت برکاتہم العالیہ حنفی، چشتی، نقشبندی دیو بندی، خلیفہ مجاز سلطان الاولیآء والعارفین قطبِ وقت حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ ۔

خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ کے

نظام الاوقات

خانقاہ اشرفیہ گلشن چشتیہ پوڑہ کوزہ بانڈہ بٹگرام

۱۔	حلقہ تعلیم و تربیت	عصر تا مغرب بروز ہفتہ
۲۔	مجلس درود شریف	مغرب تا عشاء شب اتوار
۳۔	مجلس ذکر دوازدہ تسبیح	بعد از نماز تہجد شب اتوار
۴۔	ختم خواجگان و ختم قرآن پاک	بعد از نماز فجر بروز اتوار
۵۔	خصوصی حلقہ تعلیم و تربیت	۸:۰۰ تا ۱۰:۰۰ بجے بروز اتوار (حسب موسم وقت بدلتا ہے)
۶۔	حلقہ تعلیم و تربیت	عصر تا مغرب بروز اتوار
۷۔	حلقہ خصوصی (نفیر غیب وغیرہ)	مغرب تا عشاء شب پیر
۸۔	درس قرآن پاک	بعد از نماز فجر بروز پیر

نوٹ:۔ حلقہ تعلیم و تربیت بروز اتوار (آٹھ بجے سے دس بجے تک میں تقریباً دو سو سے چار سو تک طالبین موجود ہوتے ہیں۔ مستورات کے لئے پردے اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا ہے حلقہ کی ابتداء تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف سے کی جاتی ہے۔

ماہ رمضان کے دوران سوائے حلقہ نمبر ۵ کے باقی سب حلقے موقوف ہوتے ہیں۔

۱۔ حلقہ تعلیم وتربیت (حلقہ خصوصی) عصر تا مغرب بروز جمعۃ المبارک
ظہر تا عصر دوران ماہ رمضان المبارک

۲۔ درس قرآن پاک بعد از نماز فجر بروز ہفتہ

۳۔ روزانہ عصر تا مغرب (سوائے ہفتہ واتوار) حلقہ تعلیم وتربیت ہوتا ہے اور درس قرآن پاک بھی (سوائے اتوار اور پیر کی صبح کے) روزانہ ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ حلقہ تعلیم وتربیت میں تقریباً دوسو تک طالبین موجود ہوتے ہیں اور کبھی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے علیحدہ پردے ولاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا ہے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وصلى الله علىٰ حبيبه سيدنا محمد و آله واصحابه واهل بيته اجمعين الى يوم الدين۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سلسلہ چشتیہ میں نسبتِ عینیت کا زور ہے

☆...... طریقت کے جتنے سلاسل ہیں، محبت کی چاشنی کس میں موجود نہیں۔ مگر چشتیہ سلسلہ میں چونکہ نسبتِ عینیت کا زور ہے، ...... اس لیے آتش بجاں جتنے ہیں سب یہیں ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک مشہور و معروف بزرگ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

☆...... ''بزرگانِ چشتیہ میں خاص نسبتِ علوی کا ظہور ہے۔ اور وہ فیضِ عینیت کہ ...... ''**علی منی وانا منہ**'' ...... سے عبارت ہے۔ اس طریق میں بہت ہے۔ اور فنا فی الشیخ کا یہی منشاء ہے۔ اور آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت عیسوی تھی، تو اسی ...... ''**نفختُ فیه من روحی**'' ...... کی مناسبت ہے کہ چشتیہ کا دردِ بے سماع آرام پذیر نہیں ہوتا''۔

علامہ قشیری نوراللہ مرقدہ کا ارشاد

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب رسالہ قشیریہ میں ضرورت صحبت اہل اللہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”مرید پر واجب ہے کہ شیخ سے ادب تعلیم وتربیت حاصل کرے اگر اس کا کوئی شیخ نہیں تو کبھی فلاح نہ پائے گا اس کا رہبر شیطان ہوگا یعنی اس کے کہنے پر چلے گا۔

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو درخت خودرو ہوتا ہے وہ پتے تو لاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا۔ یہی حال اس کا ہوتا ہے جس کا کوئی شیخ نہیں ہوتا پس رفتہ رفتہ وہ اپنی خواہش نفسانی کا غلام بن جائے گا اور اس کو اس کی غلامی سے کبھی خلاصی نہیں ہوسکتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆